بعون جناب مکین لامکان و فضل خلاق زمین و آسمان

کتاب مستطاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ

اردو ترجمہ عوارف المعارف

جلد دوم

یہ ترجمہ کاشف رموز حقیقت ماہر اسرار معرفت مولانا مولوی ابو الحسن صاحب مدظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں [illegible] مرتبہ طبع ہوا

اطلاع اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی از زان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب تصوف اُردو وغیرہ کی درج کرگئے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

(اخلاق وتصوف)

جامع الاخلاق - ترجمہ اُردو اخلاق جلالی مترجمہ مولوی امانت اللہ۔

تہذیب النفوس - از سید فخرالدین حسین متخلص بہ سخن۔

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان

بستان تہذیب جسمین دس باب ہین اور ہر باب مین حکایات نصائح اور اندرز کے بانداز اخلاق وتہذیب انگریزی مرقوم ہین - مرتبہ نواب حاجی محمد عمر علیخان بہادر فیروز جنگ متخلص بہ رئیس والی ریاست محمد گدہ ماسوہ۔

ذخیرہ سعادت بھاسنی بلاس کی پستک کی دو فصل اول وآخر کا ترجمہ ہے - تہذیب اخلاق مین مولفہ لالہ لالجی۔

بحر الحقیقت - اصلاح نفس مین مصنفہ احسن تخلص۔

آبحیات - اخلاق وموعظت مین مصنفہ منشی کاستا پرشاد متخلص بہ ناداں

اکسیر ہدایت - ترجمہ اُردو کیمیائے سعادت فارسی جو جامع شریعت وحقیقت کی ہے مترجمہ مولوی فخر الدین احمد۔

مذاق العارفین - ترجمہ اُردو احیاء العلوم عربی کامل در چار جلد - عجب جامع کتاب ہے مترجمہ حاجی مولوی محمد احسن صاحب۔

نجات المومنین مولفہ حافظ سراج الیقین

بعون صانع مکین ومکان وفضل خلاق زمین وآسمان

کتاب مستطاب عوارف المعارف مصنفہ عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی کا ترجمہ

اسم باسمی

اردو ترجمہ عوارف المعارف

جلد دوم

بہ ترجمہ کاشف رموز طریقت ماہر اسرار معرفت مولنا مولوی ابوالحسن صاحب مدظلہ

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بار [illegible] مرتبہ طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تینتیسوان باب طہارت اور اسکے مقدمات کے آداب مین

اللہ تعالے نے اصحاب صفہؓ کی تعریف مین فرمایا ہی فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنے اُس مین وہ مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو اور اللہ دوست رکھتا ہی پاک ہونے والون کو بعض تفسیرون مین بیان کیا گیا ہی کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی حاجتون اور ناپاکیون سے جو پانی کے ساتھ ہو۔ کلبی نے کہا ہی کہ وہ پانی سے مقعدون کا دھونا ہی اور عطاء نے کہا ہی کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے اور رات کو جنابت سے یعنے حاجت غسل کے ساتھ نہین سوتے تھے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل قباء کے لوگون سے کہا جب کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالی نے طہارت مین تمھاری ثنا و صفت کی ہی تو وہ کیا ہی۔ اُن لوگون نے کہا کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہین اور پہلے یہ بات تھی کہ انکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جب تم مین سے کوئی شخص بیت الخلاسے آئے تو چاہیے کہ تین پتھرون سے

استنجا کرے اور اسی طرح ابتدا مین استنجا تھا یہان تک کہ اہل قبا کے حق مین
آیت نازل ہوئی۔ سلمان سے لوگون نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمھارے نبی نے
سکھلادی حتے کہ قضاے حاجت بھی بتلائی سلمان نے جواب دیا کہ ہان ہمکو منع
اس سے کردیا ہی کہ قبلہ رخ پاخانہ پھرین یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے استنجا
کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین یا ہڈی سے
استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے بواسطہ روات ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مین
تمھارے لیے باپ کے برابر ہون کہ مین تمھین تعلیم دون سو جب کہ تم سے کوئی
قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرے اور نہ اُسکی طرف پیٹھ کرے
اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور
سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے۔ اور فرض استنجا مین دو چیز ہین پلیدی کا
دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک ہونا اور وہ یہ ہی کہ رجیع نہو اور وہ سرگین ہی
اور نہ وہ دوبارہ مستعمل ہوا ور نہ رمہ ہو اور رمہ مردہ کی ہڈی ہی اور استنجا کا طاق
ہونا سنت ہی سو یا تو تین پتھر ہون یا پانچ یا سات ہون اور پانی سے پتھرون
ڈھیلون کے بعد آبدست کا لینا سنت ہی۔ اور آیت کے معنے مین بعضون نے
کہا ہی جو یُحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا ہی اور جب اُن لوگون سے دریافت کیا گیا تو انھون نے
کہا کہ ہم پتھرون کے بعد پانی لیتے تھے۔ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہی
اور استنجے کے پیچھے مٹی سے ہاتھ کا ملنا سنت ہی اور اسطرح جنگل مین ہوتا ہی جب
کہ زمین پاک ہو اور مٹی پاک ہو اور استنجے کی چگونگی یہ ہی کہ پتھر یا ڈھیلے کو اپنے

بائین ہاتھ مین لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اول کے سرے پر رکھے قبل
اسکے کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوے کھینچے اور اُس کھنچائی مین پتھر
کو پھیرے تا ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے
یہان تک کہ مخرج اور نکاس کے آخر کے سرے تک پہونچے اور دوسرا
پتھر یا ڈھیلا لے اور اُسے آخر کے سرے پر اسی طرح رکھے اور اول کے سرے
تک مسح کرے اور تیسرا پتھر لے اور اُسے مسربہ کے گرد پھیرے اور اگر تکونے پتھر
کے ساتھ استنجا کرے تو جائز ہے۔ اور استبرا یعنے استنجا بول مین کہ جب بول تھمے
تو عضو کو تین بار اُسکی جڑ سے حشفہ یعنے سرے تک نرمی سے کھینچے تا کہ بقیہ بول کا
نہ اُسے چھلے پھر تین بار اُسکو جھاڑے اور استبرا مین اعتقاد کے ساتھ احتیاط کرے
اور وہ یہ ہے کہ تین دفعہ گلا روشن کرے یعنے کھنکارے اور کھنکارنے ہی واسطے
کہ حلق سے عضو تک رگین پھیلی ہوئی ہین اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہین
اور جو کچھ بول کے راستے مین ہو اُسکو پھینک دیتی ہین پھر اگر چند قدم مشی
کرے اور ٹہلے اور تنحنح اور کھنکارنے مین بیشی کرے تو جائز ہے ولیکن حد علم کی
رعایت کرے اور وسوسے شیطان کو اپنی طرف راہ نہ دے کہ وہ وقت کو
ضائع کرے پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہان تک کہ
رطوبت نہ پائے۔ اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر سے تشبیہ دی ہے اور
کہا کہ ہمیشہ اُسمین سے رطوبت ظاہر ہوتی ہے جب تک کہ اُسکا امتداد اور رہے
اُسمین رعایت حد کی کرے اور طاق کا لحاظ اسمین بھی کرے اور مالش و مسح
پاک زمین یا پاک پتھر پر کرے اور اگر پتھر لینے کی حالت مین اُسکے چھونے

ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پتھر کو داہنے ہاتھ مین اور عضو کو بائین مین لے
اور پتھر سے مالش کرے اور بائین سے جنبش ہو نہ داہنے سے تاکہ داہنے سے
استنجا کرنے والا نہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر
پر قناعت اُسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنے سر عضو پر نہ پھیلے اور استبراء اور
استنقاء کے ترک مین وعید ہی جو وارد اُس حدیث مین ہی کہ حضرت عبد اللہ
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
دو قبر پر گذرے تو فرمایا کہ یہ دونون عذاب کیے جاتے ہین اور وہ دونون
کسی کبیرہ سبب سے عذاب مین نہین ہین مگر یہ تو استبراء نہین کرتا تھا یا کہ
بول سے استنزاہ اور طہارت بول سے نہین کرتا تھا اور یہ دوسرا لگایا بجھایا کرتا تھا
اور ایک کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک تر چھڑی
منگائی اور اُسکے دو ٹکڑے کیے بعد از ان ایک اِسکے اوپر اور ایک اُسکے اوپر
بٹھادی اور فرمایا کہ شاید اُن دونون سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک
نہون اور جب ایسے جنگل مین ہو تو آنکھون سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہی کہ جب کبھی نبی علیہ السلام براز کا ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے
یہان تک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہی کہا مین ایک سفر مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا
سو نبی علیہ السلام قضائے حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی قضائے حاجت کے لیے نزول فرماتے تھے
جیسے کوئی شخص گھر مین آتا ہی اور آپ پردہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے

یا پتھر کے انبار سے۔ اور جائز ہی کہ آدمی جنگل مین اپنے کجاوہ سے پردہ کرے
یا اپنے دامن سے جب کہ کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہوا ور پیشاب نرم
زمین مین یا ڈھالو مٹی پر کرنا مستحب ہی۔ ابو موسے نے کہا ہی کہ مین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی
جڑ مین نرم زمین پر گئے اور پیشاب کیا بعد اُسکے فرمایا جب تم مین سے کوئی
پیشاب کرنا چاہے تو چاہیے کہ نرم زمین یا ڈھالو تلاش کرے اور صحرا اور بیابان
کو قبلہ کو مُنھ کرے نہ اُسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے مُنھ
ہوا ور مکانات مین قبلہ رو ہونا مکروہ نہین ہی اور اولےٰ یہ ہی کہ اُس سے پرہیز
کرے اس سبب سے کہ بعضے فقہا اُسکی کراہت کی طرف مکان مین بھی گئے
ہین اور نہ کپڑے کو اپنے اُٹھائے اور نہ سمیٹے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے
پاس نہو جائے اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے اجتناب
کرے۔ کسی شخص نے بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اُس
حال مین کہ اُس سے جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ مین تجھے نہین گمان کرتا کہ
اچھی طرح سے قضاے حاجت کرتا ہو کہا ہان تیرے باپ کی قسم مین ایمن
خوب زیرک و صادق ہون کہا تو اسکی صفت اور شرح کر تو کہا کہ انسان سے
دور ہوا ور ڈھیلے موجود رکھا اور گھانس کی طرف مُنھ اور ہوا کی طرف پیٹھ
کرا ور اُکڑون ہرن کی بیٹھک بیٹھ اور شتابی یا قضاے حاجت شتر مرغ
کی طرح کر یعنے درندہ وغیرہ گھانس کی طرف رخ کر اور ہوا کی طرف پشت کر
تاکہ چھینٹ سے بچے اور اقعاء کے معنی یہان یہ ہین اُکڑون پنجون کے بل

بیٹھے اور اجفال یہ ہی کہ اپنے سرین کو اونچا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ طَہِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ یعنے اللہ میرے درود بھیج محمد اور آل محمد پر ریا سے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنے حد سے زیادہ بد زنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسلخانہ اور نہانے کی جگہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہی عبداللہ بن مغفل نے روایت کی ہی کہ ہر آئنہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہی اس سے کہ آدمی اپنے حمام مین پیشاب کرے اور کہا اس سے وسواس عام ہی اور ابن مبارک نے کہا ہی کہ حمام مین جب کہ اُسمین پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت اُسمین دیجاے اور جب کہ عمارت اور مکان مین بیت الخلا ہو تو اُسمین داخل ہونے کے لیے پہلے بایان پانون رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنے اللہ کے نام سے شروع کرتا ہون اور اللہ کے ساتھ مین پلیدی اور پلید چیزون سے مین پناہ مانگتا ہون۔ ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی نے بواسطہ رواۃ کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ ہر آئنہ آپ نے فرمایا ہی کہ یہ حشوش محتضرہ ہین تو جب تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو یہ کہنا چاہیے اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور حشوش سے کنف یعنے آڑ چاہیے ہی اور حش کی اصل گھنے درخت خرما کے جھنڈ ہین جنمین قضاے حاجت کرتے تھے اُسوقت مین کہ گھرون کے اندر بیت الخلا بنا ئین۔ اور قول آپ کا محتضرہ یعنے شیاطین اُسمین حاضر اور موجود رہتے ہین اور قضاے حاجت کے لیے نشست مین بائین پانون پر زور دے اور اپنے ہاتھ

زمین مین نہ ٹکائے اور نہ بیٹھتے ہوئے زمین پر لکیرین کھینچے اور نہ دیوار پر اور اپنی شرمگاہ کی طرف زیادہ نظر نہ کرے مگر جبکہ اسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے۔ کہ ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نہ نکلین دو مرد قضاے حاجت کے لیے اس حالت مین کہ وہ اپنی شرمگاہین کھولے ہوے باہم باتین کرتے ہون اسواسطے کہ اللہ تعالے کو اُس سے عداوت ہی اور بیت الخلا سے نکلتے وقت کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ یعنے اُس اللہ کا شکر ہی جسنے اذیت دینے والی چیز مجھسے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہی اُسپر مجھے باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ سے جسپر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اللہ تعالے سے شرماؤ کہ مین ہر آئینہ بیت الخلا مین جاتا ہون تو اپنے رب عزوجل سے شرماکر اپنی پیٹھ جھکا لیتا ہون اور اپنا سر ڈھک لیتا ہون۔

چونتیسوان باب وضو اور اُسکے اسرار کے آداب مین

جب وضو کرنا چاہے تو مسواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابو النجیب نے رواۃ کے واسطہ سے زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر مین اپنی امت پر دشوار تر نہ جانتا تو عشا کی نماز تہائی رات تک مؤخر کرتا اور اُنکو مین ہر فرض کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی

کہ مسواک منہ کی پاک کرنے والی اللہ تعالے کی خوشنود کرنے والی ہی اور حذیفہؓ سے
منقول ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اُٹھتے تو مسواک سے اپنے منہ کو پاک و پاکیزہ کرتے اور شوص مالش کو کہتے ہین
اور ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہی اور ہر ایک دفعہ
کہ لب بند رہنے وغیرہ سے منہ کے مزہ مین تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتون کا
ایک دوسرے پر ٹھیرانا ہی اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہی اسواسطے کہ دانت
تلے اوپر منطبق ہو جاتے ہین اور اِس سے منہ کا مزہ تغیر ہو جاتا ہی اور روزہ دار
کے لیے بعد از زوال مکروہ ہی اور زوال کے قبل اُسکے لیے مستحب ہی اور غسل
جمعہ کے ساتھ اور تہجد کے وقت اُسکا استحباب زیادہ ہی اور سوکھی مسواک کو
پانی سے تر کرے اور طول و عرض مین دانتون کے مسواک کرے اور اگر اقتصار
کرے تو عرض مین کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اُسے دھولے اور وضو
کے لیے بیٹھے اور اولے یہ ہی کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا
کرے اور کہے رَبِّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ
یَّحْضُرُوْنَ اور ہاتھ دھونے کے وقت کہے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ
وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشُّوْمِ وَالْھَلَکَۃِ اور کلی کرنے کے وقت کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَۃِ کِتَابِکَ وَکَثْرَۃِ الذِّکْرِ لَکَ اور ناک مین پانی ڈالنے
اور دھونے کے وقت کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَوْجِدْنِیْ رَائِحَۃَ
الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ اور ناک سنکنے کے وقت کہے اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّاَعُوْذُ بِکَ مِنْ رَوَائِحِ النَّارِ وَسُوْءِ الدَّارِ اور منہ دھونے کے

وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ
وَلَا تُسَوِّدْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَسْوَدُّ وُجُوْہُ اَعْدَائِکَ اور دائیں ہاتھ کے دھوتے وقت
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاٰتِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا
اور بائیں ہاتھ کے دھوتے وقت اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ تُؤْتِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ
اَوْمِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ اور سر کے مسح کے وقت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
وَّغَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ
لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اور دونوں کانوں کے مسح کے وقت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَّسْتَمِعُ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُ اَحْسَنَہٗ اَللّٰھُمَّ اَسْمِعْنِیْ
مُنَادِیَ الْجَنَّۃِ مَعَ الْاَبْرَارِ اور گردن کے مسح کے وقت اَللّٰھُمَّ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ
النَّارِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ اور دائیں پاؤں کے دھونے کے
وقت اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ مَعَ اَقْدَامِ
الْمُؤْمِنِیْنَ اور بائیں پاؤں کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ
وَّاَعُوْذُبِکَ اَنْ تَزِلَّ قَدَمِیْ عَنِ الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ اَقْدَامُ الْمُنَافِقِیْنَ۔
اور جب وضو سے فارغ ہو تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اَشْھَدُ اَنْ
لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ
وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْءً وَّظَلَمْتُ نَفْسِیْ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ
فَاغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ
مُحَمَّدٍ وَّاجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّشَکُوْرًا
وَّاجْعَلْنِیْ اَذْکُرُکَ کَثِیْرًا وَّاُسَبِّحُکَ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا اور فرائض وضو کے نیت

منہ دہونے کے وقت آوَر منہ کا دھونا اور منہ کی حد منہ کی پیشانی کے شروع سے ٹھوڑی کی انتہا تک اور جو کچھ داڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکے ہو اور ایک کان سے دوسرے کان تک عرض مین اور منہ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہی جو دونون کان اور داڑھی کے درمیان ہی اور پیشانی کی جگہ جہان بال نہون اور جہان کہ بالون سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ جو دونون چکر سر سے پیشانی کے دونون طرف ہین اور اُن دونون کا منہ کے ساتھ دھونا مستحب ہی اور تحذیف کے بالون تک پانی پہونچایا جاوے اور بال تحذیف کے اسقدر ہین کہ عورتین اُنکو منہ سے دور کرتی ہین اور عنفقہ یعنے ریش بچہ اور بروت اور ابرو اور دونون طرف کے خطاریش مین پانی پہونچایا جائے اور سوا اسکے واجب نہین ہی پھر ریش اگر ہلکی ہو تو بشرہ یعنے منہ کے پوست تک پانی پہونچائے اور ہلکی ریش کی حد یہ ہی کہ اُسکے نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو واجب نہین ہی اور آنکھ کے کوئے سے اکھٹے ہوے سرمہ کو صاف کرنے مین کوشش کرے۔ تیسرا واجب دونون ہاتھ کا کہنیون تک دھونا ہی اور کہنیون کا غسل مین داخل کرنا واجب ہی اور آدھے بازوون تک ہاتھون کا دھونا مستحب ہی اور اگر ناخن اسقدر بڑھے ہوے ہون کہ اُنگلیون کے سرے سے باہر نکل گئے ہین تو اندرونی رخ اُنکا دھونا قول اصح کے موافق واجب ہی۔ چوتھا واجب سر کا مسح ہی اور وہ اُسی قدر کافی ہی جسپر مسح کا نام بولا جاتا ہی یعنے سر کے جزو پر اور پورے سر کا مسح کرنا سنت ہی اور وہ یہ ہی کہ داہنے اور بائین ہاتھ کی اُنگلیون کو ملائے اور سر کے آگے کے رخ پر رکھے اور گدی تک اُنکو کھینچے پھر اُن دونون کو اُس جگہ تک پھیر لائے

کہ دوبارہ مجھے نیند آوے اور مین باوضو ہون اور شیخ علی بن ہیتی کے یارون سے
مین نے سنا ہی کہ ہر آئنہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر اُسپر نیند غلبہ کرتی تو بھی اسی
طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگا تو کہتا کہ مین ایسا نہین کہ سوء ادب کرون
سو وہ اٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا۔ اور ابو ہریرہ نے روایت
کی ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا
کہ ای بلال مجھسے بڑی امید دلانے والے عمل کا ذکر کر جو تو نے اسلام کی حالت مین
کیا ہو اسلیے کہ مین نے بہشت مین تیرے نعلین کی آواز اپنے آگے سنی تھی۔ اُسنے
عرض کی کہ مین نے اسلام مین سب سے بڑھکر امید دلانے والا عمل اپنے نزدیک
اس سے نہین کیا کہ مین نے رات یا دن کے کسی وقت وضو نہین کیا مگر یہ کہ اپنے
خدای عزوجل کے لیے اُس وضو سے نماز نہ پڑھی ہو جسقدر کہ میرے لیے مقدر
کردی کہ مین نماز پڑھون۔ اور ادب صوفیہ سے طہارت مین پانی کے اسراف کا
ترک ہی اور حد علم پر قائم ہونا ہی۔ اور ابن کعب نے روایت حضرت نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے کی ہی کہ آپ نے ہر آئنہ فرمایا ہی کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہی جسے
ولہان کہتے ہین تو پانی کے وسوسون سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ رودباری نے
کہا کہ ہر آئنہ شیطان کوشش اس بات کی کرتا ہی کہ بنی آدم کے تمام اعمال سے
اپنا حصہ لے سو وہ نہین پروا کرتا اپنے حصہ لینے مین اسکے ساتھ کہ مامورات مین
زیادتی کرین یا کمی اور وہ سب کمی و بیشی اُسکے حصہ مین ہی۔ اور ابن کرنی سے
منقول ہی کہ اُسے ایک شب غسل کی حاجت ہو گئی اور اُسکے بدن مین ایک مرقع
سخت پر کار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کڑکڑاتا ہوا پڑتا تھا سو اُسکا نفس

پانی کے اندر جانے سے کسمساتا ہی اسواسطے کہ شدت سے ٹھنڈک تھی تو اُس نے اپنے تئین اُس مرقع سمیت پانی مین ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ مین نے قول دیا ہی کر لیا کہ اُسکو مین بدن سے نہ اُتارونگا جب تک کہ بدن مین وہ خشک نہ ہوجائے سو مین نے پھر اُس قول کے موافق وہ مرقع اُسکے بدن مین کھا اسواسطے کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹی تھی اس عمل کے ساتھ اُسنے اپنے نفس کو ادب دیا اس وجہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالے کی تعمیل سے کسمسایا تھا۔ اور روایت ہی کہ سہل بن عبداللہ اپنے یارون کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کم کرنے پر برانگیختہ کرتا تھا اور اسکا منشا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت اور قوت کی شکستگی ہوتی ہی۔ اور افعال صوفیہ سے ہی کہ وضو کے لیے پانی موجود رکھنے مین احتیاط کرین۔ نقل ہی کہ ابراہیم خواجہ جب کبھی جنگ مین جاتے تو اُنکی صرف ایک مشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدرے قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہین کہ وہ مکہ سے کوفہ کو جاتے اور اُسے تیمم کی حاجت نہوتی اسواسطے کہ وضو کے لیئے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی پر پینے کے لیے قناعت کرتے۔ اور کہا گیا ہی کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس مشک یا کوزہ نہین ہی تو جاننا چاہیے کہ اُسنے نماز کے ترک کا عزم کرنا چاہا یا انکار کیا۔ اور بعضے صوفیہ کی حکایت ہی کہ اُسنے اپنے نفس کی تادیب طہارت مین کی ہی اس حد تک کہ وہ ایک ساعت فقرا کے بیٹھ پیچھے کتنے ہی روز قیام کیا اور وہ ایک گھر مین جمع تھے سو کسی نے اُنمین سے نہین اُسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا مین گیا اسواسطے کہ وہ قضاے حاجت اُسوقت کرتا جب کہ اُس جگہ کوئی نہوتا

نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا۔ اور مذکور ہی کہ خواص نے ای کے مسجد جامع مین
پانی کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ اُسکو اسہال کا عارضہ تھا اور
جب کہ وہ اُٹھتا تو پانی مین جاتا اور اپنے تئین غسل دیتا سو ایک بار پانی میں
گیا اور اُسیمین مر گیا۔ یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لیے تھا۔
اور منقول ہی کہ ابراہیم ادہم بھی قیام اور نگہداشت کرنے والے وضو و طہارت
کے تھے سو ایک رات مین کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے اور
دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ اور مذکور ہی کہ بعضے صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا
یہان تک کہ اُس سے ریح خارج نہ ہوتی مگر براز کے وقت ادب سے خلوت
مین کرتا تھا۔ اور وضو کے بعد اعضا کا پونچھنا ایک گروہ نے مکروہ جانا ہی
اور کہا ہی کہ وضو کا پانی وزن کیا جائے گا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہی
اور اُنکی دلیل وہ ہی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آپ نے کہا
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے
وضو کے بعد آپ اعضا کا پانی خشک کرتے تھے۔ اور معاذ بن جبل نے روایت
کی ہی کہا مین نے دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو
اپنے مُنھ کو اپنے کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے۔ اور نہایت درجہ کوشش
صوفیہ کی باطنون کی طہارت مین صفات ردیہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہی نہ حد درجہ
کی کوشش طہارت ظاہر مین اُس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور
حال یہ ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کیا ہی باوجودے کہ
وہ لوگ شراب سے پرہیز نہین کرتے اور جریان امر ظاہر اور اصل طہارت پر کیا ہی

اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے۔ اور
ننگے پانون راہون مین چلتے پھرتے تھے اور ہر آئینہ سوتے وقت اپنے اور
مٹی کے درمیان کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے مین بعض اوقات صرف ڈھیلون
اور پتھرون پر اقتصار کرتے تھے اور اُنکا کام ظاہری طہارت مین تساہل اور سہل
انگاری پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت مین بڑی جد وجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ
کا شغل ہی اور کبھی کبھی بعض اشخاص مین بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہی اور اسکی
وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہی پس اگر اسکا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگدل ہوتا ہی اور
وہ پروا اسکی نہین کرتا جو اُسکے باطن مین کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور ریا اور نفاق
سے ہی اور شاید اُس شخص کو جو ننگے پانون زمین پر پھرتا ہی بُرا جانتا ہی حالانکہ
شرع نے اُسکی اجازت دی ہی اور اُسکو بُرا نہین سمجھا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے
دین اسکا خراب خستہ ہوتا ہی اور یہ سب اِس وجہ سے ہی کہ علم کم ہی اور اُن لوگون
کی صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہی جو علماے راسخ ہین اور کثرت مالش
کو استبرا مین مکروہ جانتے ہین اسواسطے کہ وہ اکثر رگون کو سست کرتی ہی اور
پیشاب کو بند نہین کرتی درحالیکہ افراط سے قطرے اُس سے پیدا ہوتے تھے
اور وضو و طہارت مین حکایات متصوفہ سے یہ ہی کہ ابو عمر زجاجی مکہ مین تیس
برس مجاور رہا اور وہ کبھی حرم مین قضاے حاجت نہ کرتا اور بیرون حرم
جایا کرتا اور اقل درجہ دورہ ڈھائی کوس تھا۔ اور کہتے ہین کہ بعضون کے
منھ پر زخم تھا جو بارہ برس تک نہین بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اُسکو
مضر تھا اور باوجود اِسکے وہ تازہ وضو کرتا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا

اور بعضے اُنمین ایسے تھے کہ اُنکی آنکھ مین پانی اُترآیا اور لوگ اُنکے پاس طبیب کو لائے اور اُسکے لیے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اُسکی دوا کرے تو طبیب نے کہا کہ دوا بہت دنون تک ترک وضو کی محتاج ہی اور پیٹ کے بل لیٹا رہے بس دوا نہین کی اور بینائی کا جاتا رہنا ترک وضو پر اختیار کیا۔

چھتیسوان باب فضیلت نماز اور اُسکی بزرگی شان کے بیان مین ہی

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہرگاہ خدائے تعالے نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اُسمین وہ چیزین پیدا کین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل مین مخطور ہوئین اُس سے فرمایا ای جنت کلام کر تو اُس نے تین بار کہا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِہِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ یعنے البتہ چھٹکارا پایا اُن مؤمنون نے جو نماز اپنی مین عاجزی کرنے والے اور گڑگڑانے والے ہین اور نمازیون کی فلاح مین کلام مجید کی شہادت ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبرئیل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہی کہ صلوٰۃ مشتق صلی سے ہی اور وہ آتش ہی اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اُسکے سیدھے کرنے کا ارادہ کرین تو اُسکو آگ دکھلاتے ہین پھر وہ سیدھی ہوتی ہی اور بندہ مین کجی اُسکے نفس کے سبب ہی جو برائی کا حکم دیتا ہی اور انوار ذات الٰہی جل شانہ کے جو ایسے ہین کہ اگر اُسکے پردے کھولے جائین تو جو پائین

اسکو جلا دین اُنسے مصلی شعلہ سطوت الٰہی اور عظمت ربانی سے وہ سینک پاتے ہین جس سے اُنکی کجی دور ہوتی ہی بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا متحقق ہوتا ہی تو مصلی کی وہی مثل ہی جیسے آگ سے کوئی سینکتا اور تاپتا ہی اور جس شخص نے صلوۃ کی آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کجی اُسکی زائل ہوگئی وہ جہنم کی آتش پر عرض نہین کیا جاے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہوجائے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عزوجل کہتا ہی کہ مین نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نمازکو آدھون آدھ تقسیم کردیا تو جسوقت بندہ کہتا ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ عزوجل فرماتا ہی مجھے میرے بندے نے بزرگ گردانا اور عظمت و تمجید میری کی پھر جب اُسنے کہا الحمد للہ رب العٰلمین تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی میرے بندے نے میری حمد کی پھر جب کہا الرحمٰن الرحیم تو اللہ تعالے فرماتا ہی میرے اوپر میرے بندے نے ثنا کی پھر جب کہا مالک یوم الدین تو فرماتا ہی میرے بندہ نے میرے تفویض اور سپرد اپنے تئین کیا پھر جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہی یہ معاملہ میرے اور میرے بندے کے بیچ مین ہی پھر جب کہا اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یہ میرے بندے کے واسطے ہی اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہی جو وہ مانگے پس نماز رب اور بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہی اور جو چیز اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صلہ اور پیوند ہو تو بندہ کا حق یہ ہی کہ وہ خاشع اور گڑگڑانے والا ربوبیت کے دبدبے سے بندگی پر ہوا اور ہر آئنہ وارد حدیث شریف مین ہوا ہی کہ اللہ تعالے جب کسی شی کے لیے تجھسے فرماتا ہی تو وہ اللہ کے لیے خضوع اور منتی کرتا ہی اور جو شخص

نماز مین وصال کے ساتھ متحقق ہوا اُسکے لیے افق سے نکلتی ہوئی تجلی چمکتی ہی تو
وہ خشوع اور فروتنی کرتا ہی اور نجات و رستگاری اُنھین لوگون کے لیے ہی جو اپنی
نماز مین گڑگڑاتے ہین اور خشوع کے زوال سے فلاح کا بھی زوال ہوجاتا ہی اور
اللہ تعالے فرماتا ہی اور کھڑا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی
اُسمین کیونکر بھول اور نسیان واقع ہوسکتی ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی نماز کے پاس
نہ جاؤ اُس حال مین کہ تم متوالے ہو یہان تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس
جو شخص ایسا ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا نہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہی درحالیکہ
اللہ تعالی نے اِس سے منع کیا ہی سو متوالا ایک شی کہتا ہی کہ عقل اُسمین حاضر نہین
اور غافل نماز پڑھتا ہی کہ اُسمین بھی عقل حاضر نہین تو وہ ایک متوالے کی مثال ہی
اور غرائب تفسیر مین بعض نے بیان کیا ہی اس قول الٰہی کے معنے مین فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ
اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى کہ مراد نعلیک سے تیرا قصد اپنی زوجہ اور گوسپند کے ساتھ
تو غیر اللہ تعالے کے ساتھ اہتمام درحقیقت نماز مین ایک نشہ ہی اور منقول ہی کہ اصحاب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھین نماز مین آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے اور
داہنے بائین دیکھتے تھے پھر جب کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ
خَاشِعُوْنَ تو انھون نے اپنے منھ اُس طرف کر لیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور
اسکے بعد پھر نہین روایت کی گئی کہ اُنمین سے کوئی دیکھتا ہی مگر زمین کی طرف
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ
جب بندہ نماز مین کھڑا ہو تو اللہ تعالے کے سامنے ہی سو جب اُسنے کسی کی طرف
التفات و توجہ کی تو اُس سے اللہ تعالی فرماتا ہی کس کی طرف تو پھرا کیا وہ اے پسر آدم

بہتر مجھسے تیرے لیے ہے میری طرف مُنھ کر کہ مین تیرے حق مین بہتر ہون اُس شخص سے
جسکی طرف مڑتا ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز مین
داڑھی سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اُسکے جوارح بھی
خشوع کرتے اور ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسوقت تو نماز پڑھے
تو صلوٰۃ مودّع پڑھ پس مصلی اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والا ہی
کہ اپنی بیوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شی ماسوی اللہ کو وداع کرتا ہی اور صلوٰۃ لغت
مین دعا ہی تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالے سے دعا تمام اعضا و جوارح کے ساتھ کرتا ہی
تو اُسکے سب اعضا زبان بنجاتے ہین جنکے ساتھ بندہ ظاہرًا اور باطنًا دعا کرتا ہی اور
ظاہر شریک باطن عاجزی اور سائل محتاج متضرع کی سی خوشامدی صورت بدنی مین
ہو جاتا ہی پس جب کہ بتمامہ دعا کرتا ہی تو اُسکا مالک قبول کرتا ہی اسواسطے کہ اُسنے
وعدہ اُسکا فرمایا ہی اور کہا ہی کہ مجھسے دعا مانگو مین تمھارے لیے قبول کرونگا —
خالد ربعی کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اُدْعُونِی اَسْتَجِبْ لَکُم نے تعجب مین ڈالا اور خوش کیا
کہ اُنکو دعا کے لیے حکم دیا اور اُنسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اُسکے درمیان کوئی شرط نہین ہے
اور استجابت اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہی پس جو سچا دعا مانگنے والا
اُس شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہی چاہنے والا ہو اُسکے نور تعین سے دعا پردون کو
چاک کر ڈالتی ہی اور اللہ تعالے کے حضور مین حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا ٹھہرتی
ہوتی ہی اور اس امت کو اللہ تعالے نے فاتحۂ کتاب یعنے سورۂ الحمد کے نازل کرنیکے
ساتھ مخصوص کیا اور اسمین دعا پر ثنا کو تقدیم ہی تا کہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالے
کی تعلیم اپنے بندون کو دعا کی کیفیت ہی اور فاتحۃ الکتاب وہ سبع المثانی یعنے

سات آیات دوبار نازل شدہ اور قرآن عظیم ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ - بعضون نے کہا ہی کہ مثانی اسواسطے نام اسکا رکھا گیا ہی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ مین اور ایک بار مدینہ مین اور پھر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرا ہی فہم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر بار کہ اسکو دوہرا کر دیر تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی فہم ہوتا تھا اور یہی حال ان محقق نمازیون کا آپ کی امت مین سے ہی کہ انکو عجیب اسرار انکے منکشف ہوتے ہین اور ہر ایک دفعہ انکے لیے موتی اسکے دریا کے پھینکے اور دیے جاتے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ مثانی اسکا نام اسواسطے رکھا گیا ہی کہ وہ دوسرے رسولون کے استثنا کی گئی اور انکو نہین عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہین - اور ابن رومان نے روایت کی کہا ابوبکرؓ نے مجھے دیکھا اور اسوقت مین نماز مین جھکتی تھی تو مجھے بہت جھڑکا قریب تھا کہ مین اپنی نماز سے پھر آؤن پھر کہا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے جب تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو تو چاہیے کہ اسکے اطراف یعنے ہاتھ پاؤن یہودیون کی طرح خم نہون ہر آئنہ اطراف کا سکون نماز کے تکملہ اور تمامی سے ہی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالے کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع نفاق کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہی اور یہود کا جھکنا سو کہا گیا ہی کہ موسے علیہ السلام بنی اسرائیل سے ظاہر امور کا تعامل کرایا کرتے تھے اس چیز کی قلت سے کہ جو انکے باطن مین تھی تو وہ امور کی

ہیبت دلاتے اور اُنکی عظمت کراتے تھے اور اِسی وجہ سے اُسکی طرف اللہ تعالیٰ نے
وحی بھیجی کہ توریت کو طلا سے محلی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب میں یہ القا
ہوا اور اللہ زیادہ دانا ہی کہ موسیٰ عزیز اُسکی نماز میں اور مناجات کے محل میں واردات
نازل ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اُسکا متوج کرتا تھا جیسے ایک سمندر ہو ٹھیرا ہوا
کہ اُسپر ہوا چلے تو لہریں تلاطم کرتی ہیں سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دریائے
قلب کی لہروں کا تلاطم تھا جب کہ اُسپر فضل اور مہربانی کی ہوائیں چلتی ہوں
اور بسا اوقات روح حضرت الٰہی کی طرف جھانکتی ہی تو وہ اوپر کو ہمکتی ہی اور
قالب کو اُس سے ہتا جوڑی اور میل جول ہی اسواسطے قالب بے قرار ہوتا اور تلملاتا ہی
اور پیچ وتاب کھاتا ہی سو یہود نے اُسکے ظاہر کو دیکھا تو وہ جھکنے اور ہلنے لگے
بدون اُسکے کہ باطنوں کو اُنکے اِس کیفیت سے بہرہ ہوا اور اِسی وجہ سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوے اُن لوگوں پر جو وسوسہ والے ہیں کہ
اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت بنی اسرائیل کے دلوں سے جاتی رہی یہانتک کہ
اُنکے بدن حاضر رہے اور دل اُنکے غائب ہوگئے اللہ نہیں قبول کرتا اُس شخص کی
نماز کو جسمیں اُسکا قلب حاضر نہو جسطرح کہ اُسکا بدن حاضر ہوتا ہی اور ہر آئینہ آدمی
ہمیشہ نماز پڑھا کرتا ہی اور اُسکے لیے دسواں حصّہ بھی نہیں لکھا جاتا جب کہ اسکا دل
بھولا ہوا اور کھیلتا ہوا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نماز فرض کی ہیں
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز ستون دین کا ہی تو جسنے
نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہوگیا تو نماز سے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور اثبات ہی
اور حق ربوبیت اور تمام عبادات کا ادا کرنا سر صلوٰۃ کی تحقیق کے وسائل ہیں۔

سہل بن عبداللہ نے کہا ہی کہ بندہ سنن موکدہ کا تکمیل فرائض کے لیے محتاج ہی
اور تکمیل سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے آداب کا محتاج ہی — اور
ادب سے ایک ترک دنیا ہی — اور جو چیز کہ اُسکا ذکر سہل نے کیا ہی وہ معنے اس قول کے
ہین جو عمر نے منبر پر کہا ہی کہ آدمی اپنے بال اسلام مین سفید کر دیتا ہی اور حال آنکہ
اللہ تعالیٰ کے واسطے اُسنے نماز کو کامل نہین کیا - سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہی
فرمایا کہ نماز مین اُسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالے کی طرف اُسکی رجوع پوری اور
کامل نہین ہوتی — اور احادیث مین ہر آئنہ وارد ہوا ہی کہ جب نماز مین بندہ مکھڑا ہا
تو اللہ اُس حجاب کو جو اُسکے اور اُسکے درمیان ہی اُٹھا دیتا ہی اور اپنے وجہ کریم سے
اُسکے مواجہ ہوتا ہی اور ملائکہ اُسکے دونون شانون کے پاس سے ہوا کی طرف کھڑے
ہوتے ہین اور اُسکی صلوۃ کے ساتھ صلوۃ پڑھتے ہین اور اُسکی دعا پر آمین کہتے ہین
اور مصلی کی یہ حالت ہوتی ہی کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر سے اُسکے سر پر
نثار کیجاتی ہی اور اُسکو منادی پکارتا ہی کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ کس کے ساتھ
مناجات اور سرگوشی کرتا ہی تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ مُنھ پھیرتا اور ہر آئنہ
نمازیون کے لیے اللہ تعالے نے ہر ایک رکعت مین جمع کیا ہی اُن چیزون کو جو
اہل آسمانون پر تقسیم کیا ہی اور اللہ تعالے کے واسطے بہت سے ملائک ہین رکوع
مین کہ وہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اُنکو پیدا کیا ہی قیامت تک رکوع سے نہین اُٹھتے
اور اسی طرح سجدہ مین اور قیام اور قعود مین ہین اور بندہ حاضر اور آگاہ بیدار
اپنے رکوع مین اُنمین سے راکعین کی صفت سے متصف ہوتا ہی اور سجدے مین
ساجدین کی صفات سے اور ہر ایک ہیئت مین یہی اُنکا حال ہی اور وہ بندگیان فرشتون

مین سے ایک ورد اُنکے درمیان مین ہوتا ہی اور غیر فریضہ مین مصلی کے سزا وار ہی
کہ وہ اپنے رکوع مین مکث اور درنگ کرے رکوع سے لذت اُٹھاتا ہوا رفع سے
غیر متہم ہو اور اگر ماندگی بحکم خلقت اور بشریت اُسمین راہ پائے تو اُس سے استغفار
کرے اور اُس ہیئت کی استدامت اور استمرار کرے اور تاک مین اسکے رہے کہ
خشوع کا مزہ چکھے جو اس ہیئت کے لائق ہی تاکہ اُسکا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے
اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئین دیکھ پڑتا ہی کہ اُسکا قصد رکوع اور
سجود کی حالت مین اسپر سبقت لیگیا ہی کہ اُس رکوع یا سجود سے اُٹھے جب تک کہ وہ
ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اُسکا قصد کرنا اس ہیئت مین مستغرق اُسمین
ہوتا ہی اور وہ اُسی کے ساتھ مشغول رہتا ہی فارغ اُن ہیئتون سے جو اس ہیئت کے سوا
ہین۔ تو اُس سے زیادہ حظ اُسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید ہوتا ہی اسواسطے کہ
عجلت جسکا تقاضا طبیعت کرتی ہی باب فتوح کو بند کردیتی ہی اور نفحات الٓہیہ کے جھکنے
کے مقامات مین قرار پاتا ہی یہان تک کہ بندہ کا نصیب وحظ پورا اور کامل ہوجاتا ہے
اور اُسوقت اُسکے آثار حسن موانست جوئی سے محو ہوجاتے ہین اور وصال کے
مقام مین قرار پاتا ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز مین چار ہیئت ہین اور چھہ
ذکر ہین۔ سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود ہین اور چھہ ذکر یہ ہین تلاوت
تسبیح حمد استغفار دعا درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو یہ سب عشرہ کاملہ ہوے
کہ یہ دس ملائکہ کی دس صفتون پر منقسم ہین کہ ہر ایک صف دس ہزار کی ہی پس
دو رکعتون مین وہ چیزین جمع ہوتی ہین جو ایک لاکھ فرشتون
پر تقسیم ہین۔

سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین

اور اس فصل مین ہم نماز کی کیفیت اُسکی ہیئتون اور شرطون اور آداب ظاہری
اور باطنی کے ساتھ پوری پوری اُس انتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم اُسکو علی الوجہ پہونچا ہے
ہر ایک چیز مین اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کرکے بیان کرینگے اسواسطے کہ
اُسمین کثرت ہی اور حد ایجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جاے گا اور اللہ ہی کے
ساتھ توفیق ہی - بندہ کو سزاوار ہی کہ نماز کے لیے اُسکے وقت آنے سے پہلے وضو کی
طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطے کہ یہ امر نماز کی محافظت
سے ہی اور وقت کے پہچان مین زوال اور تفاوت اقدام کی پہچان کی حاجت
ہوگی اسواسطے کہ دن کبھو بڑا ہوتا ہی اور کبھو چھوٹا ہوتا ہی اور زوال معتبر اسطرح ہی
کہ سایہ جب تک کم ہوتا ہے تو وہ نصف اول دن کا ہی اور جب سایہ مین کمی شروع
ہوئی تو زوال نصف آخر دن کا ہی اور بہر آئنہ سورج ڈھل گیا یہ قاعدہ زوال کی
پہچان کا ہی اور جب زوال پہچانا گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہی تو وقت
کا اول اور اُسکا آخر اور عصر کا وقت پہچانا جاے گا اور منازل کی شناخت کی
حاجت ہوتی ہی تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہون اور
شرح اسکی طولانی ہی اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اُسکے لیے ایک باب جداگانہ ہو
سو جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت موکدہ پڑھے اِسمین سر اور حکمت ہی یہ امر
اور اللہ زیادہ دانا ہی اِسلیے کہ بندہ کے باطن مین پراگندگی اور اُسکی اُمنگ بھٹکی
بھٹکی ہوجاتی ہی جب کہ لوگون کے ساتھ میل جول یا معاش کے کامون مین مشغولی

یا بھول چوک جو خلقی طور پر رہے یا عادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف همت اُسکی مصروف ہو اُسکو مبتلا کرے سو جب کہ پہلے سنت پڑھیگا تو اُسکا باطن نماز کی طرف کھینچتا ہی اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہی اور سنت موکدہ سے اثر اُسکی غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہی اور باطن مین صلاحیت آجاتی ہی اور فرض کے لیے مستعد اور آمادہ ہو جاتا ہی تو سنت ایک مقدمہ صالحہ ہی جس سے برکات اُتاری جاتی ہین اور نفحات کو راہ ملتی ہی اُسکے بعد فرض کے وقت اللہ تعالے کے ساتھ توبہ نئے سر سے کرے ہر گناہ سے جو اُسنے کیا ہو اور گنا ہون سے عام ہین اور خاص ہین سو عام تو کبیرہ او صغیرہ ہین جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہی اور کلام اللہ اور حدیث مین آیا ہی اور خاص حال شخص کے گناہ ہین پس ہر شخص خواہ کوئی ہو اُسکے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اُسکے لیے ہوتے ہین کہ جو اُسکے حال کو چھو جاتے ہین اور اُنکو صاحب حال جانتا ہی اور کیا گیا ہی کہ ابرار لوگون کے حسنات مقربین کے سیآت ہین پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس ۲۷ درجہ فضیلت مین زیادہ ہی پھر قبلہ کی طرف ظاہر مین مُنھ کرے اور درگاہ الٰہی کی طرف باطن مین توجہ کرے اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے دل مین آیت توجہ کہے یعنے اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہی اور بیداری اور کشودگی طلب اُسکے ظاہر کے مُنھ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہی اور تخصیص اُسکے جہت کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہی بعد ازان دونو ہاتھ اپنے

دونون شانون کے برابر اُٹھائے اسطرح سے کہ اُسکی دونون ہتیلیان برابر اُسکے
دونون شانون کے ہووین اور اُسکے دونون انگوٹھے اُسکے دونون کان کی
لَو کے پاس ہون اور اُنگلیون کے سرے کانون کے ساتھ ہون اور اُنگلیان
آپس مین ملی ہوئی ہون اور جو اُنکو کھُلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہی اور ملانا اولیٰ ہی
اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہی کہ نشر کھولنا ہتیلی کا ہی نہ انگلیون کا کھولنا ہی اور تکبیر
کہے اور اکبر کی ب اور ر کے بیچ مین الف کو نہ لائے اور اکبر کو جزم سے کہے اور
اللہ کی لفظ مین مد کرے اور اُسے بڑھائے اور اللہ کی لفظ مین ہمیش کو زیادہ نہ بڑھائے
اور تکبیر شروع نہ کرے الا اُسوقت کہ دونون ہاتھ دونون شانون کے برابر پھیر جائین
اور اُن دونون ہاتھ کو تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑے۔ سو وقار یہ ہی کہ جب قلب کو سکون
و قرار ہو جائے تو اُسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بنجائین اور اولیٰ اور صواب
کے ساتھ قوت پائین اور نماز کی نیت اور تکبیر کو اسطرح ملائے اور جمع کرے کہ تکبیر کی حالت
مین اُسکے قلب سے یہ بات جاتی نہ رہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہی۔ جنید سے
حکایت کی گئی ہی کہ اُسنے کہا ہر ایک شی کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ اُسکا ہی
اور نماز کا صفوہ تکبیر اُولیٰ ہی اور وجہ اِسکی کہ تکبیر اولیٰ صفوہ ہی اِسکے سوا نہین کہ وہ
محل نیت اور ابتداے نماز ہی۔ ابونصر سراج کا قول ہی کہ مین نے سالم سے سنا ہی
کہ وہ کہتا تھا کہ نیت اللہ کے ساتھ اللہ کے واسطے اور اللہ کی طرف سے ہی اور
آفتین جو بندہ کی نماز مین نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے حصہ کی اگرچہ کتنی ہی
زیادہ ہون اُس نیت کے ہم وزن نہین ہوتین جو اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ
ہون اور ہر چند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابوسعید خراز سے پوچھا گیا کہ نماز مین کسطرح

داخل ہونا چاہیے تو اُسنے کہا کہ تو اللہ تعالے کی حضور مین اسطرح آوے کہ قیامت کے
روز اُسکے سامنے حاضر ہوا اور اللہ تعالے کے روبرو اسطرح کھڑا ہو کہ تیرے اور اُسکے
درمیان کوئی ترجمان نہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے
اور تو جانے کہ جسکے سامنے تو کھڑا ہوا ہی وہ بڑا بادشاہ ہی- اور بعضے عارفون سے پوچھا گیا
کہ آپ کسطرح تکبیر اولے کہتے ہین تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ
مین تعظیم الف کے ساتھ اور ہیبت لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو-
اور جاننا چاہیے کہ آدمیون مین سے بعضے وہ ہوتے ہین کہ جب اُسنے کہا اللہ اکبر تو
وہ عظمت اور کبریا مین غائب ہو گیا اور نور سے اُسکا باطن معمور ہو گیا اور تمام دنیا
اُسکے شرح سینہ کے فضا مین ایک رائی کے دانہ کے برابر ہو گئی جو کہ دشت و بیابان
کی زمین مین ہو پھر وہ رائی کا دانہ چھٹکا دیا گیا تو وہ کیا وسوسہ اور حدیث نفس سے
ڈرے گا اور کیا وہ دل مین دنیا سے خیال کریگا جو رائی برابر ہو گئی پھر وہ چھٹکا دیگئی
پس ایسے بندے کو وسوسے اور حدیث نفس کسطرح مزاحمت کریگی اور حال آنکہ مطالعہ
عظمت اور اُسمین ربودگی وجود نیت سے غٹ پٹ ہو گئی ماسوا اسکے کہ کمال لطافت
حال سے روح مطالعہ عظمت کے ساتھ مختص ہوتی ہی اور قلب نیت کے ساتھ متمیز
ہوتا ہی تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہی کہ نور عظمت مین
ایسی مندرج ہوتی ہی جیسے ستارے آفتاب کے نور مین مندرج ہوتے ہین پھر
اپنے داہنے ہاتھ سے بایان ہاتھ اپنا پکڑے اور اُن دونون کو سینہ اور ناف کے
درمیان اور داہنے کو اُسکی کرامت کے سبب بائین کے اوپر رکھے اور کلمہ کی اُنگلی
اور بیچ کی اُنگلی کو کلائی پر کھینچے اور دونون طرف سے تینون باقی اُنگلیون کے ساتھ

بائین ہاتھ کو پکڑے ۔ اور ہر آئینہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر
مین فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ فرمایا ہی کہ وہ داہنے ہاتھ کا بائین ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہی اور یہ
سلیے کہ سینہ کے نیچے کو عرفاً ناحر کہتے ہین یعنے اپنا ہاتھ ناحر پر رکھو ۔ اور بعض صوفیہ نے
کہا ہی وَانْحَرْ یعنے قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور اِسمین ایک راز مخفی ہی
جو پردہاے غیب کے اُسطرف مکشوف ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالے نے اپنی حکمت
لطیف کے ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اُسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اُسکو اپنی نظر کا
محل اور اپنی وحی کا ورودگاہ بنایا اور اپنی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور
انتخاب کیا روحانی ہی اور جسمانی ارضی ہی اور سماوی راست قامت اور مرتفع صورت
سو اسکے اوپر نصف دل کی حد سے ہی جسمین اسرار سماوی امانت رکھے گئے ہین
اور اُسکے نیچے کا نصف سو اُسمین زمین کے اسرار رکھے ہوے ہین سو اُسکے نفس کا
محل اور مرکز نصف اسفل ہی اور اُسکی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلے ہی تو
روح کے جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہین اور اُنکی مدافعت
اور اُنکے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے فرشتہ اور شیطان کی آمد اور قربت
ہوتی ہی اور نماز کے وقت زیادہ تطارد اور مقابلہ ہوتا ہی اسواسطے کہ ایمان اور طبیعت
مین باہم کشمکش ہوتی ہی اس حالت مین نمازی جسکا قلب سماوی ہوگیا ہی فنا اور
بقا کے درمیان آمد و شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہی اس سبب سے کہ نفس کے جذبے
اپنے مرکز سے بلندی کو جاتے ہین اور جوارح اور اُنکی گردش اور حرکت کے لیے باطن کے
معانی کے ساتھ ارتباط اور موازنہ ہی پس داہنے ہاتھ کے بائین پر رکھنے سے نفس کا
اپنے جاذبون کی اونچی چڑھائی سے باز رہنا اور رک جانا ہی اور اسکا فشان وسوسہ کے

رفع ہونے اور حدیث نفس کے موقوف ہونے سے نماز مین ظاہر ہوتا ہی - پھر جب کہ روح کے جذبے غالب ہوتے ہین اور وہ سر سے پانون تک مالک بنجاتی ہی اُسوقت کہ انس کامل اور آنکھون کی ٹھنڈک مقرر اور سلطان مشاہدہ غالب ہو تو نفس مقہور ذلیل ہوجاتا ہی اور روح نور سے اُسکا مرکز تابان اور روشن ہوجاے اور اُسوقت نفس کی کشمکشین جاتی رہتی ہین اور جتنا کہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہی اُسقدر عبادت کی گرانی اور ماندگی دور ہوجاتی ہی اور اُسوقت نفس کے مقابلہ سے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنے نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہوجاتا ہی تو اُسوقت نمازی اسبال کرتا ہی یعنے ہاتھ چھوڑ دیتا ہی اور شاید اسی واسطے اور اللہ دانا تر ہی وہ حدیث ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیگئی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے نماز پڑھی ہاتھ چھوڑکر اور وہ مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہی پھر پڑھے وَجَّہْتُ وَجْہِیَ الآیۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے مُنھ پاک صاف کرنے کے لیے ہی اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے تھی قالب کے مُنھ کے لیے تھی بعد ازان کہے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِکُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُکَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ جَمِیْعًا اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاہْدِنِیْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ فَاِنَّہٗ لَا یَہْدِیْ لِاَحْسَنِہَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّیْ سَیِّئَہَا فَاِنَّہٗ لَا یَصْرِفُ عَنِّیْ سَیِّئَہَا اِلَّا اَنْتَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ تَبَارَکْتَ وَتَعَالَیْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ - اور اپنے قیام مین اپنے سر کو جھکائے رکھے اور نظر اُسکی سجدہ کی جگہ کی طرف رہے اور قیام قد کے سیدھے ہونے سے پورا اور کامل ہوتا ہی اور تھوڑا جھکاؤ بھی جیسے دونون زانو اور تہیگاہ اور بدن کے

موڑ توڑ کے مقامون مین ہو وہ سب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سمیت زمین کی طرف دیکھ رہا ہی سو یہ تمام بدن اجزا کے خشوع سے ہی اور قلب مین خشوع ہونے سے بدن مین خشوع پیدا ہوتا ہی اور دونون قدم کے درمیان چار انگلیون کے برابر فرق رکھے اسواسطے کہ دونون ٹخنون کا مل جانا صفد اور قید ہی جو ممنوع ہی اور دو پاؤن مین سے ایک کو نہ اُٹھائے اسواسطے کہ وہ صفن ہی جس سے منع کیا ہی (صفن گھوڑے کا تین پانون پر کھڑا ہونا اور چوتھے پانون کا سم زمین پر ٹکانا) حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صفن اور صفد سے نہی فرمائی اور ہرگاہ صفن ممنوع ہی تو ایک پانون پر بوجھ دینے مین ایک معنی صفن کے پائے جاتے ہین پس اعتدال کی رعایت پوری دونون پانون پر بوجھ دینے مین ہی اور اشتمال صمار بھی مکروہ ہی اور وہ یہ ہی کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی کی طرف نکالے اور سدل سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہی کہ اپنے جامہ کے کنارون کو زمین کی طرف لٹکائے کہ اسمین تکبر کی معنے ہین اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ یہ ہی کہ نمازی اپنے تئین کپڑون مین لپیٹے ہو اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کرلے پھر رکوع کرے اور سجدہ کرے ایسا ہی ہی اور اُسی مین داخل ہی جب کہ اپنے دونون ہاتھ قمیص اور کرتہ مین کرلے۔ اور کفت سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہی کہ اپنے لباس کو سجدہ کے وقت اپنے دونون ہاتھ سے اُٹھائے اور اختصار مکروہ ہی اور اختصار اپنے ہاتھ کا تہیگاہ پر رکھنا ہی۔ اور صلب مکروہ ہی اور وہ دونون تہیگاہ یعنے کوکھون پر دونون ہاتھون کا پورا رکھنا ہی اور دونون بازو پسلیون سے علاحدہ کرے سو جب کہ نماز مین کھڑا اس ہیئت سے ہو جسکا ہمنے ذکر کیا سب مکروہات سے

بچا ہوا تو ہر آئینہ قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ
ہم نے ذکر کیا ہی بعد اُسکے کہے اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ اور اُسے ہر ایک
رکعت مین قرارت سے پہلے کہے اور سورہ فاتحہ پڑھے اور ما بعد فاتحہ کا پڑھے
قلب کے حضور اور قصد کی جمعیت اور دل و زبان کی موافقت سے جسمین حظ وافر
قرب اور وصل اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار اور مشاہدہ اور
سرگوشی سے ہو اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور ما بعد فاتحہ کے دوسرے سکوت
مین اگر یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ
وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ
خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ تو بہتر ہی اور اگر اُسکو پہلے سکوت مین پڑھے تو بہتر کہ
حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی گئی ہی کہ آپ نے اُسکو فرمایا ہی اور اگر نمازی اکیلا
ہو تو اُسے قرارت سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اُسکی تلاوت زبان کی گویائی ہی
اور اُسکے معنے دل کی گویائی ہین اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان
مین کلام کرتا ہی اور اُسکی زبان اُس بات کی تعبیر کرتی ہی جو اُسکے دل مین ہی اور
اگر متکلم کو اُس شخص کا سمجھانا جس سے وہ کلام کرتا ہی دوسری زبان مین ممکن ہی
تو ایسا کرتا ہی ولیکن جہان فہمایش بغیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہی
سو جب کہ زبان سے کہے اور قلب اُسکے موافق نہو تو نہ زبان اُسکی ترجمان ہی اور
نہ قاری متکلم ہی جسکا یہ قصد ہو کہ اللہ تعالےٰ کو اپنی حاجت سنا وے اور نہ وہ اللہ
سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہی جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا اُسے مخاطب
کرتا ہی اور اُسکے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہیں ہی ایسے قلب کے ساتھ

جو غافل اس مطلب کے قصد سے ہی جو وہ کہتا ہی تو یہ سزاوار ہی کہ وہ کلام کرنے والا سرگوشی کے ساتھ ہو یا کہ سننے والا یا دیکھنے والا ہو پس نماز مین خصوصیت والون کا کم سے کم مرتبہ یہ ہی کہ تلاوت یعنے قرآن خوانی مین دل اور زبان دونون جمع اور متفق ہون اور اسکے سوا اور احوال بھی خواص لوگون کے ہین جنکی شرح دراز ہی بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کبھی نماز مین نہین مشغول ہوا کہ اپنی قرارت کے سوا کسی دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو- اور عامر بن عبداللہ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ نماز مین دنیا کے کامون سے کچھ پاتے ہین تو کہا اگر نیزون کی نوک میرے چبھوئی جاوین تو وہ مجھے زیادہ اس سے لگتی ہین کہ وہ مین پاؤن جو تم نماز مین پاتے ہو- اور بعضے ایسے لوگ ہین کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز مین متوجہ ہوتے ہین تو انابت کے معنے کو پہونچتے اور اُس صفت کے مصداق ہوتے ہین اسواسطے کہ اللہ تعالے نے انابت یعنے رجوع الی الحق کو مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی مُنِیْبِیْنَ اِلَیْہِ وَاتَّقُوْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ تو اللہ تعالے کی طرف رجوع کرتا ہی اور اللہ تعالی سے ڈرتا ہی اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے بری اور بیزار ہوتا ہی اور ایسے سینہ سے جو اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہی نماز پڑھتا ہی سو ایک کلمہ قران کا اُسکی زبان سے نکلتا ہی اور اُسکے تئین اپنے دل سے سنتا ہی پھر وہ کلمہ ایسے قلب کی فضا مین گرتا ہی جہان اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہین ہی تب اُسکا مالک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے بچاتا ہی اور حلاوت استماع اور یادداشت کامل سے اسکو مزہ لے لیکر بچاتا ہی اور اُسکے معنے لطیف اور فحوائے شریعت کا ادراک کرتا ہی اور وہ ایسے معانی ہین جو تفصیل ذکر سے لطیف تر ہین اور

فکر حق کے ساتھ متشکل ہوتے ہین اور معنی قرآن کا ظاہر قوت نفس ہو جاتا ہی سو نفس مطمئنہ معانی
قرآن کے ساتھ اپنی خدمت کا عوض اور بدل حاصل کرتا ہی اسواسطے کہ وہ معانی قرآن
معانی ظاہرہ ہین جو عالم حکمت اور شہادت کی طرف متوجہ ہین جسکی مناسبت نفس سے
قریب ہی جو رسم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہی اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
کشف عالم ملکوت ہوتا ہی قوت قلب ہی اور روح مقدس کو عظمت متکلم کے مطالعہ کے سبب چھوڑ کر
پردہاے جبروت تک پہونچاتے ہین اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال دریاہاے
اشواق مین ہوتا ہی جیسا کہ مسلم بن یسار سے منقول ہی کہ اُسنے ایک روز مسجد بصرہ مین
نماز پڑھی اُسوقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والون نے سنی اور
وہ نماز مین کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم اسکا نہوا بعد ازان جب کہ رکوع کا ارادہ کرے تو قراءت
مین سے رکوع مین جاوے بعد ازان قد کو جھکاتے ہوے رکوع کرے اور اُسوقت آدھا
نیچے کا بدن قیام مین بدستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونون زانوٗن مین کچھ
خمیدگی اور جھکاو ہو اور دونون کہنیون کو علیحدہ اپنے دونون پہلوون سے کرے اور گردن کو
اپنی پیٹھ کے دراز کرے اور اپنی ہتیلیان اپنے دونون زانوٗن پر انگلیان کھولکر
رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہی کہ مین نے سعد بن مالک کے برابر نماز
پڑھی تو مین نے اپنے دونون ہاتھ دونون گھٹنون اور زانون کے بیچ مین رکھے
اور اُن دونون کو ملا دیا تو میرے ہاتھون پر ضرب دی اور کہا اپنی دونون ہتیلیون
کو اپنے دونون زانوٗن پر رکھ اور کہا اَی فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو
ہمین حکم دیا گیا کہ گھٹنون پر ہاتھون کو رکھین اور کہے سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم تین بار
اور وہ کمال اور پورے کا ادنی درجہ ہی اور پورا کامل یہ ہی کہ گیارہ بار کہے اور جسقدر

پڑھے تو اُسوقت پڑھے کہ رکوع مین متمکن اور جا گرفتہ ہو جائے اور بدن اسکے
کہ سر اُٹھانے کے ساتھ اُسکے آخر کو ملائے اور رکوع مین جانے کے لیے اور رکوع سے
سر اُٹھانے کے لیے رفع یدین کرے یعنے دونون ہاتھ اپنے اُٹھائے اور اپنے
رکوع مین اپنے دونون قدمون کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ خشوع سے
اقرب اُسکی نسبت ہی کہ سجدہ گاہ کی طرف دیکھے اور سجدہ کے مقام اُسی وقت دیکھے
کہ جب وہ قیام کرے اور تسبیح یعنے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ
وَلَكَ خَشَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَعَظْمِيْ وَمُخِّيْ
وَعَصَبِيْ اور قلب اُسکا رکوع مین رکوع کے معنے کے ساتھ متصف ہو جو تواضع اور
فروتنی ہی بعد ازان سر اُٹھاے کہتے ہوے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اس حالت سے
کہ اپنے دل مین اُس چیز کو جانتا ہو جو کچھ کہ وہ کہتا ہی پھر جب کہ وہ پورا کھڑا ہو جائے
تو جہر کرے اور کہے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءُ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءُ الْاَرْضِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ
بَعْدُ بعد ازان کہے اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ لَا مَانِعَ
لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ اور اگر نوافل مین قیام
کو رکوع سے سر اُٹھاکر طول دے تو چاہیے کہ یہ کہے لِرَبِّيَ الْحَمْدُ دو بارہ اور سہ بارہ
جب تک کہ چاہے مگر فرض مین طول مین زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر
اُٹھانے مین اسپر قناعت کرے کہ اعتدال تمام کے ساتھ پیٹھ سیدھی کرے —
حدیث مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی کہ ہر آئنہ آپ نے
فرمایا ہی کہ اللہ اس شخص کی طرف نہین دیکھتا ہی جو رکوع اور سجود کے بیچ مین
اپنی پیٹھ سیدھی نہ کرے پھر سجدہ کرتے ہوے گرے اور اس گرنے مین وہ تکبیر

رکھتا ہوا بیدار حاضر خشوع کرتا ہوا خبردار اُس چیز سے جسمین وہ گرتا ہی اور جسکی طرف وہ گرتا ہی اور جسکے واسطے گرتا ہی پس سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جنکو کشف اسکا ہوتا ہی کہ وہ حدود زمین کی طرف گرتا ہی ملک نکے اجزا مین ناپدید ہوتا ہی اس سبب سے کہ قلب اسکا حیا اور شرم سے بھرا ہوا ہی اور روح اسکی کبریاے الٰہی آگاہ ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ ہر آئینہ جبریل علیہ السلام مشرق مین اپنے بازو سے چھپ رہتے ہین اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالے سے شرماتے ہین اور بعضے سجدہ کرنے والون مین سے وہ ہین جنکو مکاشفہ اسکا ہوتا ہی کہ وہ اپنے سجدہ سے بساط کون ومکان کو طی کرتا ہی اور قلب اسکا کشف وعیان کی فضا مین آزادانہ سیر کرتا پھرتا ہی اور اسکے گرنے سے آسمانون کے طبق نیچے گرتے ہین اور اُسکی قوت شہود سے دنیا کی صورتین محو ہوجاتی ہین اور وہ رداے عظمت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہی اور یہ مرتبہ انتہا کا درجہ اسکا ہی جسکی طرف ہمت بشری کمند پہونچتا ہی اور جسکو پہونچنے کے لیے قواے انسانی وفا کرتی ہین اور انبیا اور اولیا مراتب عظمت اور اُسکی کنہ کی آگاہی مین متفاوت ہین ہر ایک کو اُنمین سے اپنے مرتبہ کے بقدر اُس سے حظ حاصل ہی اور ہر ایک صاحب علم کے اوپر ایک علیم ہی ۔ اور سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جسکا ظرف وسیع ہی اور اُسکی روشنی پھیلتی ہی اور دونون قسم سے بہرہ مند ہوتا ہی اور دونون بازوون کو کھولتا ہی پھر وہ اپنے قلب سے اجلالاً تواضع کرتا ہی اور اپنی روح کے ساتھ کرامت وافضال سے بلند ہوتا ہی سو اُسکے لیے انس اور ہیبت اور حضور وغیبت اور فرار وقرار اور اسرار وجہار مجتمع ہوجاتے ہین سو وہ اپنے سجدہ مین دریاے شہودانی مین

شنا وری کرتا ہی ایک بال اُس سے سجدہ مین نہین پھرتا جیسا کہ سید البشر نے اپنے
سجدہ مین کہا سَجَدَ لَكَ سَوَادِی وَخَيَالِی وَلِلّٰہِ يَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
طَوْعًا وَكَرْهًا۔ طوع یعنے انقیاد اور فرمانبری روح او قلب کے لیے ہی اُس اہلیت
اور قابلیت کے سبب سے جواُن دونون مین ہی اور کرہ یعنے رنج اور ناخوشی نفس
کی طرف سے اِس سبب سے کہ اُسمین بیگانگی ہی اور اپنے سجدے مین کہے تین بار
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ مین کشادہ چشم رہے
اسواسطے کہ وہ دونون چشم سجدہ کرتی ہین اور گرنے مین اپنے دونون گھٹنے
رکھے پھر دونون ہاتھ اپنے رکھے پھر ماتھا اپنا اور پھر ناک اپنی رکھے اور سجدہ مین
اپنی ناک کی چوٹی کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کے لیے
زیادہ خشوع کا درجہ ہی اور اپنی دونون ہتیلیان خاص مصلے پر رکھے کپڑے مین
اُنکو نہ لپیٹے اور دون ہتیلیون کے بیچ مین اُسکا سر ہووے اور دونون ہاتھ اسکے
دونون شانون کے مقابل رہین نہ اُنکے داہنے طرف اور نہ بائین طرف اور
تسبیح یعنے سبحان ربی الاعلے کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ
اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِی خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
الْخَالِقِيْنَ ۔ اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ مین اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ
الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ کہے تو اچھا ہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ ہارائنہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ مین کہا کرتے تھے۔ اور اپنی دونون کہنیان
سجدہ مین اپنے دونون پہلوون سے جدا رکھے اور اپنی انگلیون کا رخ سجدہ مین

قبلہ رو رکھے اور اپنے دونون ہاتھون کی انگلیان انگوٹھے کے ساتھ ملائے اور اپنے
دونون ہاتھ زمین برہنہ پر بچھائے بعد ازان تکبیر کہتے ہوے سر کو اُٹھائے اور اپنے
بائین پانوٗن کے اوپر بیٹھے اور دا ہنے پانون کو کھڑا رکھے اسطرح پر کہ انگلیون سے
قبلہ رو ہووے اور دونون ہاتھ اور دونون زانون پر بے تکلف بغیر ملائے اور
ملائے رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاہْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاعْفُ
عَنِّیْ اور اس نشست کو فرض مین زیادہ طول نہ دے مگر نوافل مین مضایقہ
نہین جب تک اسکو رب اغفر وارحم مکرر کہتے ہوے طول دے بعد ازان دوسرا
سجدہ تکبیر کہتے ہوے کرے اور قعود یعنی نشست مین اقعاء مکروہ ہی اور وہ اس
مقام پر اس معنے مین ہی کہ دونون سرین اپنے دونون پاشنون پر رکھے
اور جب دوسری رکعت مین کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ
خفیفہ کرے اور اسی طرح باقی رکعتون مین کرے بعد اسکے تشہد کرے اور
نماز سر معراج ہی اور وہ معراج قلوب ہی اور تشہد قرارگاہ وصول کا ہی بعد ازانکہ
قطع مسافات علوی درجہ بدرجہ طبقات آسمانی کی کی ہو اور التحیات پروردگار خلائق
پر سلام ہی پس چاہیے کہ جو کہے اسکو ذہن مین لائے اور جس سے کہتا ہی اسکے
ساتھ باادب رہے اور کیفیت عرض کو جانے اور حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر
سلام بھیجے اور اپنے دل کی آنکھون کے سامنے اُسکو موجود جانے اور صالح
بندگان الہی پر سلام بھیجے پس اس صورت مین بندگان الٰہی سے کوئی بندہ
آسمان اور زمین مین باقی نہین رہتا مگر یہ کہ اُسپر نسبت روحانی اور خاصیت
فطری کے ساتھ سلام نہ بھیجے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ انگلیان

بندھی ہوئی ہون مگر انگشت شہادت اور شہادت مین انگشت شہادت کو
الا اللہ کے اوپر اٹھائے نہ کلمۂ نفی مین جو لا الہ کے اندر ہی اور اس انگشت شہادت
کو سیدھا نہ اٹھائے بلکہ اسکا سر اران کی طرف جھکا ہوا پیچیدہ ہو سو یہ انگشت
شہادت خشوع کی صورت ہی اور خشوع قلب کی سرایت کی دلیل اسکی طرف ہی اور
اپنی نماز کے آخر مین دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
چاہیے کہ دعا مین متفرد اور تنہا نہو بلکہ اپنی ذات اور اپنے مقتدیون کے لیے
دعا کرے اسواسطے کہ امام جو نماز مین بیدار ہشیار ہو ایک دربانی کی مثال ہی
جو کہ سلطان کے حضور مین حاضر ہو اور اسکے پیچھے اہل حاجت ہین کہ انکے لیے
وہ دربان سوال اور التماس کرتا ہی اور انکی حاجتون کو عرض کرتا ہی اور مومنین
دیوار کی مثال ہین کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ
اللہ تعالی نے انکی تعریف اپنے اس قول سے فرمائی ہی کَاَنَّہُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ
اور اس امت کے وصف مین کتب سابقہ مین ہی کہ انکی صفوف نماز مین
ایسی ہین کہ جیسے صفوف انکی لڑائی مین ہین۔ مروی ہی کہ معن ابن عیسی نے
کعب احبار سے سوال کیا کہ توریت مین نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہی
اسنے جواب دیا کہ ہم اسطرح پاتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ مکہ مین پیدا ہونگے اور
طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اسکا شام مین ہوگا اور وہ نہین ہی فحاش یعنے
بسیار زشت سخن و زشت کار اور نہ وہ بازارون مین سخاب یعنے چیخنے والا ہوگا
اور برائی کا بدلا برائی سے نہ کریگا مگر وہ عفو کریگا اور بخشا ویگا اپنی امت کو جو
حماد ہین کہ اللہ تعالے کی حمد اور نرمی اور آسودگی مین کرینگے اور ہر ایک بلندی

تکبیر سے بزرگی اللہ تعالےٰ کی کرینگے اور اپنے ہاتھ پاؤن کا وضو کرینگے اور نصف ساق تک ازار پہنینگے وہ اپنی نمازون مین ایسی ہی صف باندھینگے جیسے کہ وہ اپنی لڑائی مین صفین باندھینگے اُنکی آوازین اُنکی مسجدون مین ایسی ہونگی کہ جیسے شہد کی مکھیان جبن بھناتی ہین آسمانون کے درمیان مین آوازین سنائی دینگی سو نماز مین امام صف کا پیشوا شیطان کی لڑائی مین ہی تو وہ خشوع اور ادائے مراتب ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیون سے اولے اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار ہوشیار نمازی سے کہ جب ظاہر مجتمع ہونگے تو اُنکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم ایک دوسرے یاوری اور مددگاری کرتے ہین اور ایک سے دوسرے کو اخذ انوار اور برکات اثر و سرایت کرتے ہین بلکہ جسقدر مسلمان کہ زمین کی اطراف مین نماز پڑھنے والے ہین قلوب وسنت اسلام و رابطہ ایمان سے اُنکے درمیان باہمدیگر یاوری اور امداد ہی بلکہ اللہ تعالےٰ بزرگ ملائکہ سے اُنکی امداد کرتا ہی جسطرح کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان والون سے روز بدر کی تھی سو اُنکی حاجتین شیطان کی لڑائی مین بڑھکر اُنکی حاجات سے ہین جو کفار کی لڑائی مین تھین۔ اور اسیواسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ ترجمہ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف بازگشت کی پس اُنکو فرشتے متلاقی ہوتے ہین بلکہ اُنکے سچے انفاس سے افلاک قائم ہین پھر جب کہ نماز سے باہر آنا چاہے اپنے داہنے طرف سے سلام پھیرے اور سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز سے باہر ہوتا ہی اور وہ سلام فرشتون پر ہی اور حاضرین پر جو مومنین سے ہین اور قوم جن سے جو مومن ہین اور اپنا

رخسارہ داہنے طرف والون کے لیئے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور اس سلام مین اور بائین طرف کے سلام کے درمیان مین فصل اور علاحدگی کرے اسواسطے کہ ہر آئنہ مواصلت سے نہی وارد ہوئی ہی اور مواصلت پانچ ہین دو انمین سے امام کے ساتھ مخصوص ہین اور وہ یہ ہی کہ امام تکبیر سے قرارت کو نہ ملائے اور رکوع کو قرارت سے نہ ملائے اور دو مقتدیون پر ہین اور وہ یہ ہی کہ تکبیر اولے کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اُسکے سلام کو اپنے سلام سے ملائے اور ایک مواصلت دونون یعنے امام اور مقتدی پر ہی اور وہ یہ ہی کہ فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو نرم سے پڑھے اور اُسکو بہت نہ کھینچے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو چاہے خواہ دنیا کا امر ہو یا اُسکے دین کا ہو اور سلام پھیرنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اسواسطے کہ وہ قبول ہوتی ہی اور جس شخص نے پانچون وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت مین بر و بحر کو عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا نچوڑا اور زبدہ پانچون وقت کی نماز با جماعت ہی اور وہ سر دین ہی اور مومن کا کفارہ ہی اور خطاؤن کو محو کرتی ہی اس وجہ سے کہ ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ نے روات کے واسطہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پانچون وقت کی نمازین خطاؤن کی کفارہ ہین اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذَّاکِرِیْنَ۔

اڑتیسوان باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان مین ہی

نمازی کے بہترین آداب سے یہ ہی کہ وہ کسی چیز مین دل بستہ نہو خواہ وہ چیز تھوڑی ہو

یا بہت ہوا سو اسطے کہ عقلمندون نے ترک دنیا کو نہین کیا مگر اسلیے کہ وہ نماز کو ادا
کرین جسطرح پر کہ مامور ہوے ہین سبب یہ ہی کہ ہرگاہ دنیا اور اشغال دنیا قلب کے
مشغول کرنے والے تھے تو اُنکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر موجب غیرت تھے اور قربت کے
مقام کی اُنھین رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانتے اور فرمانبردار تھے وجہ یہ ہی
کہ ظاہر مین اداے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز مین ماسوے اللہ سے فارغ
ہونا اطاعت باطنی ہی سو اُنھون نے حضور ظاہر اور ممانعت باطن کو نہین خیال کیا جب تک
کہ اُنکی اطاعت مین خلل نہ پڑے اور اُنکی عبودیت مین شکستگی آئے تو نمازی اس بات سے
پرہیز کرے کہ اُسکا باطن اُسوقت غیر مین لگا ہو جب کہ نماز شروع کرے۔ اور کہا گیا ہی
کہ آدمی کی دانش اور فقاہت سے یہ بات ہی کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے
اور اسی واسطے حدیث شریف مین وارد ہی کہ جب کھانا اور عشا کی نماز ایک ساتھ آ گئے
تو کھانے کو نماز عشا پر مقدم کرو اور نہ اُسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو
اور نہ اُسوقت کہ بیت الخلا کی ضرورت ہو اور موزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی
حازق اور پہونچنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہی اور اُس حالت مین بھی نماز نہ پڑھے جب کہ
موزہ اُسکا ایسا تنگ ہی جو اُسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہی سو سوال کیا گیا
کہ حازق کے بابت کوئی راے اور تعیین نہین ہی تو جواب اُسکا دیا گیا کہ حازق وہ
شخص ہی جسکے ساتھ کوئی تنگی اور ضیق ہو اور حاصل کلام یہ ہی کہ ادب کی بات نہین ہی
کہ آدمی نماز اُس حالت مین پڑھے کہ جب اُنکے پاس ایسی شی موجود اُسکے باطن کے مزاج
کو اعتدال سے متغیر کر دے جیسے کہ وہ چیزین جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور غم شدید اور غضب
مفرط بھی اُسمین داخل ہین۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ کوئی تم مین سے نماز شروع نکرے

اُسوقت کہ ترشرو اور ماتھے مین بل پڑے ہون اور نہ ہرگز کوئی تم مین سے نماز مین
کھڑا ہو جب کہ غصہ مین ہو پس سزاوار نہین ہی کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز مین
کھڑا ہو مگر اُسوقت کہ اپنی پوری ہیئت سے محلّی ہو اور نمازی کا عمدہ لباس یہ ہی
کہ ہاتھ پانون مین اُسکے سکون ہو اور اِدھر اُدھر نہ دیکھے نہ مُنھ پھیرے اور داہنا
ہاتھ بائین پر رکھے پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہی بندہ کی جو فروتن کھڑا ہوا
بادشاہ غالب کے سامنے حاضر ہوا اور شرع نے حرکات پے در پے کی رخصت دی ہی
جو تین سے کم ہو اور ارباب عزیمت نے نماز مین سب حرکات کو ترک کردیا اور
ایک دفعہ نماز مین میرے ہاتھ کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جہاں دیدہ سے
میرے برابر کھڑے تھے جب مین نماز سے فارغ ہو کر اُلٹا پھرا تو اُسنے میرے اوپر
اعتراض کیا اور اُس حرکت کو برا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہی کہ بندہ
جب نماز مین کھڑا ہوا تو اُسے چاہیے کہ وہ سُن چُپ چاپ بچلا رہے کہ اُس سے
کوئی چیز اور عضو جنبش نہ کرے - اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نماز مین
سات چیزین شیطان کی طرف سے ہین - تکبر - نیند - وسوسہ - جمائی - خارش -
التفات - کسی چیز سے کھیلنا - اور بعض نے کہا ہی کہ سہو اور شک - اور ہرآئنہ
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ نماز مین
خشوع یہ ہی کہ نماز پڑھنے والا نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون ہی اور بائین طرف
کون ہے - اور سفیان رض سے منقول ہی کہ کہا جس نے خشوع نہین کیا اُسکی نماز فاسد
ہوئی - اور معاذ بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور دشوار تر ہی کہا
جسنے قصدًا داہنی اور بائین طرف سے نماز مین جانا پہچانا تو اُسکی نماز نہین ہوئی

اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جسنے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش مین لکھا ہو اپنی نماز
کے اندر پڑھا تو اُسکی نماز باطل ہی اور ائمین سے بعض نے کہا ہی کہ یہ اسواسطے
کہ وہ عملاً اُسکے مخالف ہی اور اِس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا ہی وَالَّذِيْنَ
هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَائِمُوْنَ کہ وہ ہاتھ پانوُن کا سکون اور طمانینت ہی بعض نے
کہا ہی کہ جِسوقت تکبیر اُولےٰ کہی جاوے تو جان لے کہ ہر آئنہ اللہ تعالے تیرے شخص
کی طرف ناظر اور تیرے مافی الضمیر کا عالم ہی اور اپنی نماز مین اِسکے مثال خیال کر
کہ تیرے داہنے طرف بہشت اور بائین طرف دوزخ ہی اور بہشت و دوزخ
کی صورت باندھنے کا جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہی کہ جب ذکر آخرت مین دل
مشغول ہوگا تو اُس سے وسواس منقطع اور دور ہو جائینگے تو یہ تمثیل دل کے لیے
ایک دوا کا حکم رکھے گی تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب
سہروردی نے بواسطات روایت کی ہی کہ سہل رح کا قول ہی کہ جس شخص کا دل
ذکر آخرت سے خالی ہو تو اُسے وساوس شیطانی پیش آتے ہین اور جو شخص کہ اُسکا
باطن صفائی قلب اور نور معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب
مستغنی اِس سے ہی کہ مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہی
کہ جسوقت رکوع کرے تو ادب اُسکے رکوع مین یہ ہی کہ کھڑا رہے اور نزدیک ہو
اور جھکے اپنے رکوع مین یہان تک کہ اُسکا کوئی جوڑ اور عضو باقی نہ رہے مگر یہ کہ وہ
عرش بزرگ کی جانب قائم ہو پھر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہے یہان تک کہ اُسکے دل
مین اللہ تعالے سے بزرگتر کوئی چیز نہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتے کہ
بھنگے سے بھی کمتر ہو اور جب سر اپنا اُٹھائے اور سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو جانے کہ

حق سبحانہ وتعالے اسکو سنتا ہی - اور یہ بھی کہا ہی کہ اُسکے ساتھ خوف بھی اسقدر ہو کہ قریب ہی کہ اُس سے گداختہ ہو جائے - سراج نے کہا ہی جب کہ بندہ تلاوت شروع کرے تو اسمین ادب یہ ہی کہ وہ مشاہدہ کرے اور اُسکا دل سماعت کرے کہ گویا وہ اللہ تعالے سے سن رہا ہی یا کہ گویا اللہ تعالے کے سامنے پڑھ رہا ہی - اور یہ بھی سراج نے کہا ہی کہ ادب صوفیہ سے یہ ہی کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعاۃ قلب کے خطرات اور عوارض سے کرے اور ماسوے اللہ جو چیز ہو اُسکی نفی کرے پھر جب کہ نماز کے لیے حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز مین کھڑے ہوے تو ایسے نفس اور عقل کے ساتھ ہو گا کہ اُنکے ساتھ نماز مین داخل ہوے پھر جب نماز سے باہر ہوے تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی بس گویا کہ وہ ہمیشہ نماز مین ہین سو یہ نماز کا ادب ہی - اور کہا گیا ہی کہ بعضے صوفیہ ایسے تھے کہ حفظ عدد اُن سے کمال استغراق کے سبب نہو سکتا تھا یعنے وہ یہ نہ جانتے کہ کی رکعت پڑھین اور ایک شخص اُنکے ساتھیون مین سے شمار کیا کرتا کہ کی رکعت پڑھین - اور بعض نے کہا ہی کہ نماز کی چار شاخ ہین حضور قلب محراب مین اور شہود عقل بادشاہ وہاب کے نزدیک ہی اور خشوع قلب بلا اشتباہ ہو اور خضوع ارکان نگاہداری کے ساتھ ہو اسواسطے کہ حضور قلب کے وقت پردے اُٹھ جاتے ہین اور شہود عقل کے وقت عتاب دور ہوتا ہی اور حضور نفس کے وقت دروازے کشادہ ہوتے ہین اور ارکان کے خضوع کے وقت ثواب حاصل ہوتا ہی تو جو شخص نماز مین بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نمازی کھیلنے والا ہی اور جو شخص بلا شہود عقل نماز مین کھڑا ہو وہ نمازی بھولنے والا ہی اور جو بلا خضوع نفس نماز پڑھنے لگا وہ شخص نمازی خطاکار ہی اور جو بلا خشوع ارکان

پڑھتا ہے وہ نمازی جفا کار ہے اور جو ایسی نماز پڑھتا ہے جسکی تعریف کی گئی وہ مصلی صاحب وفا ہے۔ اور ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جب بندہ نماز فریضہ میں کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ کی طرف اُسکا مُنھ اور کان اور آنکھ ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھرا تو گویا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور ہر آئنہ اللہ تعالے مُنھ دھونے سے اُسکا گناہ جو اُس سے ہوا اور اُسکے دونوں ہاتھوں کے دھونے سے اُسکے گناہ اور اُسکے دونوں پانوں دھونے سے اُسکے گناہ دھوتا اور دور کرتا ہے حتے کہ وہ نماز میں اسطرح در آتا ہے کہ اُسکے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بری اور خراب ہے تو حاضرین نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہے پھر آپ نے فرمایا کہ سب چوریوں سے بدتر یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آدمی اپنی نماز سے کسطرح چوری کرتا ہے حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہیں کرتا اور نہ اُسکا سجدہ اور نہ اُسکا خشوع اور نہ قراءت کو پورا کرتا ہے جو نماز میں ہے۔ ابو عمر بن علائی سے روایت ہے کہ وہ امامت کے لیے بڑھایا گیا تو اُسنے کہا کہ میں اِسکی صلاحیت نہیں رکھتا پھر جب اُس سے الحاح کی گئی اُسنے تکبیر تحریمہ باندھی پھر اُسے غش آگیا سو لوگوں نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اُسے ہوش آیا تو اُس سے سوال کیا گیا تو کہا جب میں نے کہا اِستَوُوا یعنے برابر صف کرو تو ہاتف نے مجھے آواز دی کہ آیا تو اللہ کے ساتھ کبھی مستوی اور برابر ہوا ہے یعنے باادب اور منقاد ہوا ہے۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب

بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اُسکے وقت پر پڑھی اور اُسکے رکوع و سجود اور مواقیت کی حفاظت کی تو نماز کہتی ہی کہ اللہ تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے میری حفاظت کی ہی پھر وہ بلند ہوتی ہی کہ اُسکے لیے ایک نور ہوتا ہی یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور یہان تک کہ وہ اللہ تعالی تک پہونچتی ہی پھر اپنے نمازی کے لیے شفاعت کرتی ہی اور جب بندہ نماز کو ضایع کرتا ہی تو اُسکو نماز کہتی ہی کہ خدا تجھے ضایع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضایع کیا ہی پھر وہ اونچی چڑھتی ہی کہ اُسکے ساتھ تاریکی ہوتی ہی یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہی اور اُسکے لیے دروازہ بند ہوجاتا ہی پھر وہ لپیٹی جاتی ہی جس طرح کہ دبرا کپڑا لپیٹا جاتا ہی پھر وہ اُسکے نمازی کے مُنھ پر ماری جاتی ہی - اور ابو سلمان دارانی نے کہا ہی کہ جب بندہ نماز مین کھڑا ہوا تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اُٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہین پھر جب وہ بندہ اللہ تعالے کی طرف سے دوسری جانب مُنھ پھیرتا ہی تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ڈالدو وہ پردہ جو میرے اور اُسکے بیچ مین ہی اور میرے بندوں کو اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو اُسنے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہی - اور ابو بکر وراق نے کہا ہو کہ اکثر اوقات مین دو رکعت نماز پڑھتا ہون اور اُسے مین منصرف اور اُلٹا پھرا آتا ہون اور مجھے اللہ سے ایسی ہی حیا آتی ہی جیسے اُس مرد کو شرم آتی ہی جو زنا سے اُلٹا پھر کے آتا ہی پھر قول اُسکا اُسکے نزدیک بڑا ادب ہی اور ہر ایک انسان نماز کا ادب اُسی قدر جانتا ہی جسقدر کہ قرب سے اُسکا حصّہ ہوتا ہی - اور موسی بن جعفر سے پوچھا گیا کہ لوگون نے آپ کی نماز آپ کے سامنے چلنے سے فاسد کردی کہا کہ جسکے لیے مین نماز پڑھتا ہون

وہ مجھسے قریب تر اس سے ہی جو میرے آگے سے گذرتا ہی - اور منقول ہی کہ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیئے باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے تو آپ سے اِسکی بابت دریافت کیا جاتا آپ فرماتے کہ تم جانتے ہو کسکے سامنے مین جانے کا ارادہ کرتا ہون - اور عمار بن یاسر نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت لی ہی کہ ہر آئنہ آپ نے فرمایا ہی کہ بندہ کے لیئے اُسکی نماز سے اسی قدر لکھا جاتا ہی جو وہ سمجھتا ہی اور دوسرے الفاظ مین وارد ہی تم مین سے بعضے وہ ہین جو پوری نماز پڑھتے ہاین اور بعضے تم مین سے نماز آدھی پڑھتے ہین اور چوتھائی اور پانچوان حصہ یہان تک کہ دسوین حصہ تک پہونچتے ہین - خواص کا قول ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان پورے ہون اور اگر اسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا ہمین روایت پہونچی ہی کہ اللہ نوافل کو قبول نہین کرتا جب تک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرلے اللہ تعالی فرماتا ہی تمھاری مثل اُس میرے بندہ کی ہی جو قبل اسکے کہ قرض ادا کرے ہدیہ اور تحفہ کا بھیجنا شروع کرے - اور یہ بھی کہا ہی کہ خلق اللہ تعالی سے دو خصلت کے سبب منقطع اور علیحدہ ہو گئی ایک اُنمین سے یہ ہی کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضایع کیا اور دوسری یہ ہی کہ اُنھون نے ظاہر کے اعمال کیے اور اُنمین صدق اور نیکخواہی کے ساتھ اپنے دلون کو نہ لگایا اور اللہ تعالے نے انکار کیا ہی کہ کسی عامل سے کوئی عمل قبول نہ کرے جب تک اُسمین صدق اور حق اس سے نہو اور نماز مین آنکھ کا کھلا رکھنا اس سے بہتر ہی کہ اُسکو بند کرے اِلّا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اِسکے اِدھر اُدھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت آنکھون کو بند کرلے تاکہ خشوع کے لیئے مددگار ہو ...

پھر اگر جمائی نماز مین آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے ہونٹون کو ملائے اور اپنی ٹھوڑی کو اپنے سینہ سے نہ ملائے اور نہ دوسرے سے نماز مین مزاحم ہو۔ بعض نے کہا ہی کہ مزحوم یعنے جس شخص کو دھکا دیا وہ مزاحم یعنے دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیجائیگا اور بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑدی کہ پہلی صف والون کے لیے جگہ کی تنگی ہوگی اور وہ دوسری صف مین کھڑا ہوا تو اُسکو اللہ تعالے صف اول کے برابر ثواب دیگا بغیر اسکے کہ صف اول والون کے ثواب سے کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز مین کھڑے ہوتے تو اُنکے قلب کی طپش اور تڑپ ایک میل کے فاصلہ پر سنائی دیتی تھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سننے مین آتی تھی جیسے دیگ سے آتی ہی حتے کہ مدینہ کے گلی کوچون مین سُن پڑتی تھی۔ اور جنید رح سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہی جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالے کے سامنے حاضر ہونا۔ اور حسن نے کہا ہی تیرے اوپر وہ کون امر تیرے دین ہی جو بزرگتر ہو درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہی کہ بعض انبیا کی طرف اللہ تعالے نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز مین مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر اُس وقت مین قریب ہون۔ اور ابوالخیر اقطع نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے فرمایا یا ابا الخیر نماز اپنے اوپر لازم کر اسواسطے کہ مین نے اپنے پروردگار سے

وصیت طلب کی تو مجھے اُسنے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ مین سب سے زیادہ قریب اُسوقت ہوتا ہون کہ تو نماز مین ہوتا ہی۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ دو رکعتین فکر مین بہتر رات بھر کے قیام سے ہین۔ اور منقول ہی کہ محمد بن یوسف فرماتے تھے حاتم اصم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگون کو وعظ کہتا تھا تو اُس سے کہا کہ ای حاتم مین تجھے دیکھتا ہون کہ لوگون کو نصیحت کرتا ہی کیا تو نماز اچھی طرح پڑھتا ہی کہا ہان کہا کیونکر نماز پڑھتا ہی کہا کہ مین حکم کے ساتھ اُٹھتا ہون اور چلتا مین خوف سے ہون اور داخل ہیئت سے ہوتا ہون اور عظمت کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہون اور ترتیل سے قراءت کرتا ہون اور خشوع سے رکوع کرتا ہون اور سجدہ تواضع سے اور تشہد کے لیے پورا بیٹھتا ہون اور سنت پر سلام پھیرتا ہون اور اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہون اور اُسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہون اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرتا ہون اور اُسکا خوف مین کرتا ہون کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید قبول کی رکھتا ہون اس خوف و رجا کے درمیان مین ہوتا ہون اور جسنے مجھے علم سکھایا اُسکا شکر کرتا ہون اور مین اُسکو علم سکھاتا ہون جو مجھسے مانگتا ہی اور مین اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہون اسواسطے کہ مجھے اُسنے ہدایت کی ہی تو محمد بن یوسف نے کہا تجھسا شخص صلاحیت اسکی رکھتا ہی کہ واعظ ہو۔ اور قول اللہ تعالیٰ کا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی یعنے نماز کے قریب نہ جاؤ جب کہ تم نشہ مین ہو اسمین مست والا حب دنیا سے مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مست والا رنج اور غم خوارگی سے ہو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے نماز دو رکعتین پڑھین اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس نے نہین کی تو اللہ تعالے

اُسکے گناہ جو پہلے کیے ہون بخش دیتا ہی ۔ اور یہ بھی فرمایا ہی کہ نماز غربت اور مسکنت
اور تواضع اور تضرع اور پشیمانی ہی اور تو اپنے دونون ہاتھ اُٹھائے اور کہے
اللھم اللھم سو جو کوئی یہ نہین کرتا ہی تو وہ نماز ناقص ہی ۔ اور یہ آئینہ وارد ہوا ہی کہ
مومن جسوقت نماز کے لیے وضو کرتا ہی تو اطراف زمین مین شیطان اُسکے خوف
کے سبب اُس سے دور بھاگتا ہی اسواسطے کہ اُسنے تیاری اسکی شروع کی ہی کہ
بادشاہ کے حضور مین آوے پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی تو شیطان اُس سے چھپ جاتا ہی
اور بعضے کہتے ہین کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہی کہ اُسکی
طرف وہ نہین دیکھتا ہی اور خداے جبار اُسکو اپنے رخ کے سامنے متوجہ کر لیتا ہی
پھر جب اُسنے اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالے اُسکے قلب مین دیکھتا ہی پھر اگر اُسکے دل
مین اللہ تعالے سے بزرگتر کوئی نہین ہوتا تو فرماتا ہی کہ تونے اللہ کی اپنے دل مین
تصدیق کی جیسا کہ تو کہتا ہی کہ اللہ اکبر ۔ اور اُسکے دل سے نور شعاعین پھیلاتا ہی
کہ وہ عرش کے ملکوت کو جا ملتا ہی اور اُس نور کے سبب اُسکو زمین و آسمان کے
پردے کھلجاتے ہین اور اُس نور کے درمیان اُسکے لیے حسنات لکھے جاتے ہین
اور جب ایک جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہی تو اُسکو شیاطین گھیر لیتے ہین
جسطرح مکھیان شہد کے نقطہ پر چارون طرف سے آن گرتی ہین پھر جب وہ اللہ اکبر
کہتا ہی تو اللہ تعالے اُسکے قلب مین دیکھتا ہی جب کہ اُسکے دل مین کوئی چیز بھی
اللہ تعالے سے اُسکے نزدیک بڑی ہوتی ہی تو اُسکے لیے فرماتا ہی کہ تو جھوٹا ہی
اللہ تعالی تیرے دل مین سب سے بزرگتر نہین ہی جیسا کہ تو کہتا ہی اُسوقت اُسکے
دل مین سے ایک دھوان اُٹھتا ہی جو آسمان کے برابر پہونچتا ہی اور وہ حجاب

اُسکے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہی پھر یہ حجاب اسکی صلابت زیادہ کر دیتا ہی اور شیطان اُسکے قلب کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہی پھر ہمیشہ اُسمین پھونک مارتا ہی اور فضلہ ڈالتا ہی اور اُسکے طرف وسوسہ پہونچاتا ہی اور تزیین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنی نماز سے اُلٹا پھرتا ہی اور وہ نہین جانتا کہ اُسمین کیا تھا ــ اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیاطین بنی آدم کے قلوب کے ارد گرد نہ گھومتے توالبتہ وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جنکا ادب اُنکے قالبون کے کمال ادب سے کامل ہو گیا ہی وہ آسمانی ہو جاتے ہین کہ تکبیر کے ساتھ ہی آسمان مین داخل ہوتے ہین جسطرح کہ وہ نماز مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالے نے آسمان کو شیاطین کے تصرف سے محفوظ و مصئون کیا ہی تو جو قلب آسمانی ہین اُنکی طرف شیاطین کو راستہ نہین ہی پھر اُسوقت ہواجس نفسانی اُسمین باقی رہجاتے ہین کہ وہ آسمان کے اندر قلع بند ہونے سے نہین قطع ہوتے جسطرح کہ تصرف شیطانی قطع ہو جاتا ہی اور جو قلوب کہ مراد بالقرب (یہان مراد اصطلاحی ہی جو مرید کے مقابل ہی) ہین وہ درجہ بدرجہ تقریب کی وجہ سے چڑھتے ہین اور آسمانون کے طبقون مین عروج کرتے ہین اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ مین ظلمت نفس سے کسی قدر پیچھے رہتے اور ہٹتے جاتے ہین اور اُسکے اندازہ سے ہواجس نفسانی کم ہوتے جاتے ہین یہان تک کہ وہ آسمانون سے گذر جاتا ہی اور عرش کے سامنے توقف کرتا ہی پس اُسوقت نور عرش کی روشنی سے ہواجس نفسانی اور خطرات اُسکے بالکل زائل ہو جاتے ہین اور نفس کی تاریکیان قلب کے نور مین چھپ جاتی ہین جسطرح کہ رات اندر دن کے غائب ہو جاتی ہی اور اُسوقت مین آداب کے حقوق اچھی طرح ادا ہوتے ہین ـ اور جسقدر

ہم نے نماز کے ادب بیان کیے وہ بہت آداب مین سے تھوڑے اور معدود ہین اور
شان نماز ہمارے وصف سے بہت زیادہ اور بڑھی ہوئی ہی اور ہمارے ذکر سے
کامل تر ہی اور بہت اقوام نے غلطی کی اور کہا ہی کہ نماز سے مقصود اللہ تعالی کا ذکر ہی
اور جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہی اور گمراہی کے راستون پر وہ لوگ
چلے اور خیالات باطل کی طرف جھکے اور ان لوگون نے آئین اور احکام کو محو و نسی
کر دیا اور حلال و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قومون نے اُسمین ایک اور طریق اختیار
کیا جس سے نقصان حال تک پہونچا یا جہان کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے اسواسطے
کہ اُنھون نے فرائض کا اقرار کیا اور نوافل کی فضیلت سے انکار کیا اور تھوڑی راحت
حال پر فریفتہ ہوگئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالے کے واسطے
ہر ایک صورت مین صورتون سے اور ہر ایک حرکت مین حرکات سے اسرار اور حکمتین
ہین جو کسی چیز مین اذکار سے موجود نہین ہین تو احوال اور اعمال ایک روح اور
دو جسم ہین اور جب تک بندہ دنیا مین ہی اُسکے اعمال سے روگردانی عین طغیان
اور سرکشی ہی تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا حالانکہ احوال کا نشو و نما اعمال کے ساتھ ہی

انتالیسوان باب روزہ اور اُسکے حسن اثر کی فضیلت مین ہی

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا صبر نصف
ایمان ہی اور روزہ نصف صبر ہی اور کہا گیا ہی کہ بنی آدم کے اعمال مین کوئی چیز
نہین ہی کہ وہ رد مظالم اور تاوان مین جاتی ہی بجز روزہ کے اسواسطے کہ کوئی قصاص
اُسمین دخل نہین پاتا اور اللہ تعالے قیامت کے دن فرمائیگا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہی

توکوئی شخص اُسمین سے کچھ قصاص مین نہ پائیگا - اور حدیث مین وارد ہی کہ روزہ
میرے واسطے ہی اور مین اُسکی جزا ہون - بعض نے کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے
اُسکو اپنی ذات کی طرف مضاف اور منسوب کیا ہی اسواسطے کہ اُسمین
اخلاق صمدیت سے ایک خلق ہی - اور نیز اسواسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہی
از قبیل ترک کہ اُسپر اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہین ہوتا - اور اس قول اللہ
تعالیٰ کی تفسیر مین السّائحون صائمون مراد ہی اسواسطے کہ انھون نے بھوک
پیاس مین اللہ تعالیٰ کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہی اور اس قول اللہ تعالیٰ مین
اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ کہا گیا ہی کہ صابرون صائمون ہین اسواسطے
کہ صبر ایک اسم اسماے صوم سے ہی اور روزہ دار کے لیے فراغت تامہ دیجاتی ہی
اور اُسکے لیئے تخمینہ اور اندازہ اجر کا کامل کیا جاتا ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ
اس قول اللہ تعالیٰ مین فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا
یعملون - ایک وجہ منجملہ اور وجوہ کے یہ بھی ہی کہ اُنکا عمل صوم ہی - اور یحیے
بن معاذ نے کہا ہی جب کہ مرید زیادہ کھانے مین مبتلا ہوا اُسپر ملائکہ شفقت
کے سبب گریہ و بکا کرتے ہین اور جو کوئی کھانے کی حرص مین پھنستا ہی
توہر آئنہ وہ شہوت کی آگ مین جلایا گیا اور بنی آدم کے نفس مین شر کے ہزار
عضو ہین جو سب کے سب شیطان کے قبضہ مین ہین جس سے اُسکو تعلق
ہی تو جسوقت اُسنے پیٹ کو خالی اور بھوکھا رکھا اور اُسکا گلا دبایا اور نفس اُسکا
راضی ہوا تو تمام عضو خشک ہو جاتے ہین اور بھوک کی آتش مین جلتے ہین
اور شیطان اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی اور جب اُسنے پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق

اُسکا چھوڑ دیا تا کہ شہوات کے مزے خوب چکھے تو اُسکے اعضا فربہ اور تازہ ہوتے ہین
اور شیطان کو قوت ہوتی ہو اور سیری اور شکم پری نفس مین ایک نہر ہی جسپر
شیاطین وارد ہوتے ہین اور بھوک روح مین ایک نہر ہی جسپر ملائکہ وارد ہوتے
ہین اور شیطان بھوکے سونے والے سے بھاگتا ہی پھر اُسکا کیا حال ہوگا جبکہ
وہ قائم ہو اور شیطان پیٹ قائم سے بغلگیر ہوتا ہی اور کیا اُسکا حال ہوگا جبکہ
وہ سوتا ہو سو مرید صادق کا نفس جب کہ کھانا پینا مانگتا ہی اللہ تعالے کی طرف فریاد
کرتا ہی۔ ایک شخص طیالسی رح کے پاس آیا اور وہ اسوقت سوکھی روٹی کھا رہا تھا
جسکا پانی مین بھگو یا تھا نمک کے ساتھ جو نیمکوفتہ تھا اُس شخص نے آپ سے کہا
کہ کیونکر اُسکی آپ خواہش کرتے ہین آپ نے کہا اُسے مین چھوڑ دیتا ہون یہانتک
کہ اُسکی خواہش مجھے ہو۔ اور بعضون نے کہا ہی جس شخص نے اپنے کھانے پینے
کے اندر اسراف اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خواری اور ذلت دنیا مین قبل از
آخرت شتابی کرتی ہی۔ اور صوفیہ سے بعضون نے کہا ہی کہ بڑا دروازہ جسمین سے
ہو کر اللہ تعالے کے حضور مین آدمی پہونچتا ہی وہ غذا کا چھوڑ دینا ہی۔ اور بشر رح
نے کہا ہی کہ بھوک دل کو صاف کرتی ہی اور ہوا یعنے خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہی
اور علم دقیق اُسکا ورثہ ہی۔ اور ذوالنون رح نے کہا ہی کہ مین نے کبھی نہین کھایا
حتے کہ پیٹ بھر گیا اور کبھی نہین پانی پیا حتے کہ سیراب ہو گیا مگر یہ کہ معصیت الہی
اور نافرمانی مین پڑ گیا یا یہ کہ کسی معصیت کا مین نے قصد کیا۔ اور قاسم بن محمد رح
نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک
پورا اور آدھا مہینا آیا کرتا تا کہ ہمارے گھر مین آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے لیئے نہ کسی

دوسری چیز کے لیئے ـ راوی نے کہا کہ مین نے کہا سبحان اللہ پھر کس چیز سے آپ
زندہ رہتی تھین فرمایا کھجور ون سے اور پانی سے اور ہمارے ہمسایہ مین انصار
لوگ رہتے تھے جنکو اللہ جزائے خیر دے کہ اُنکے پاس مستعار دودھ کے جانور تھے
سو بسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر غمخواری کرتے تھے ـ اور حفصہ بنت عمر رضی
اللہ عنہ نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئنہ اللہ تعالے نے رزق کو وسعت دی ہی تو
کاش آپ کھانا زیادہ اُس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہین اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ
کے اس کپڑے سے ملائم ہوتا تو فرمایا کہ مین ہر آئنہ تجھسے مخاصمت تیرے نفس کی طرف
کرتا ہون کیا ایسا امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ تھا اِسکو بار بار کہتے تھے حفصہ
روئین پھر فرمایا واللہ کہ مین اُسکے شدید زندگی دنیاوی مین شریک ہونگا شاید کہ
اُسکے فراخ عیشی آخرت مین شریک ہون ـ اور بعضون نے کہا ہی کہ عمر کے لیئے
مین نے کبھی آٹا نہین چھانا مگر یہ کہ مین نے اُسکی نافرمانی کی ـ اور عائشہ رضی اللہ عنہا
نے کہا ہی کہ تین دن بھی گیہون کی روٹی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کھائی
یہان تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ ہمیشہ
کھٹکھٹایا کرو کہ وہ تمھارے لیئے کھل جائیگا لوگون نے کہا ہم کسطرح اُسکی مداومت کرین
کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے ـ اور منقول ہی کہ یحیے بن ذکریا علیہما السّلام
پر ابلیس ظاہر ہوا اور اُسکے اوپر جال اور پھندے اور کمندین تھین سو کہا یہ کیا چیز ہین
کہا یہ شہوات ہین جنمین بنی آدم کو پھاندتا ہون کہا تو آئین میرے لیئے بھی کوئی شہوت
پاتا ہی کہا کہ نہین بجز اسکے کہ تو نے ایک شب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا تب ہمنے تجھے نماز
اور ذکر سے گران اور الکسی کر دیا آپ نے کہا ضرور رہی کہ مین آیندہ کبھی پیٹ بھر کے کھانا

نہ کھاؤن ابلیس نے کہا ضرور ہی زمین کبھی کسی کو نصیحت کرون — اور شقیق کا قول ہی
کہ عبادت ایک حرفہ ہی اور خلوت اُسکی دوکان ہی اور بھوکھ اُسکے اوزار ہین اور لقمان نے
اپنے بیٹے سے کہا کہ جب معدہ تو بھرے تب فکرت سو جائیگی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھہ
پاؤن عبادت سے باز رہینگے — اور حسن نے کہا ہی کہ دو لگاؤن مت دسترخوان پر لکھے
نکرو کہ یہ منافقون کے کھانے مین سے ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مین اللہ کے ساتھ
پناہ ایسے زاہد تارک الدنیا سے مانگتا ہون جسکے معدہ کو انواع اقسام کی غذاؤن نے
فاسد کردیا ہی پس مرید کے لیئے یہ بات مکروہ ہی کہ چار دن سے زیادہ متواتر کرے
یعنے روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت مین عادت کی طرف مائل ہو جائیگا
اور شہوت مین اُسکو وسعت ہوگی — اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا تیرا پیٹ ہی تو جسقدر
تیرا زہد پیٹ اپنے کے بابت ہی وہ تیرا زہد دنیا کے بابت ہی اور رسول علیہ السلام نے
فرمایا ہی کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہین بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو — بنی آدم کے
لیے چند لقمے چھوٹے چھوٹے کافی ہین کہ اُسکی پیٹھ کو مضبوط رکھین پھر اگر
ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیئے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیئے
اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے ہو — اور فتح موصلی نے کہا ہی مین تیس
شیخ کی صحبت مین رہا ہر ایک نے علٰحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نوجوانون
کی صحبت ترک اور کھانے مین قلت ہو —

چالیسواں باب صوم اور افطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشائخ صوفیہ سے ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین روزہ

رکھتی تھی یہان تک کہ وہ اللہ تعالے سے جا ملی - اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ معمول تھا کہ کچھ اوپر پچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر مین افطار کرتے اور نہ حضر مین تو اسکے یارون نے ایک دن کوشش کی اور اُسنے افطار کیا سو اسکے سبب وہ بہت دن بیمار رہا - پس جب کہ مرید اپنی اصلاح قلب دوام صوم مین دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک اُسکے لیئے ایک اچھی کمک اُس بات کے لیئے جسکا وہ ارادہ رکھتا ہی - ابو موسی اشعری رض نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمیشہ روزے رکھے اوسپر دوزخ اسطرح تنگ ہوجاتا ہی اور نوی کا عقد انامل باندھا اس سے یہ مراد ہی کہ روزہ دار کے لیئے دوزخ مین جگہ نہوگی اور دن کا سوناصائم الدہر کے لیئے مکروہ ہی اور اس بارے مین جو ابو قتادہ نے روایت کی ہی وارد ہی اُسنے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ صائم الدہر کی کیفیت کیا ہی اور اُسکا کیا حکم ہی آپنے فرمایا کہ نہ اُسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اُسکی یہ تاویل کی ہی کہ صوم الدہر یعنے ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہی کہ عیدین اور ایام تشریق مین افطار نہ کرے تو وہ مکروہ ہی اور جو ان ایام مین افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہین ہی جو مکروہ ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا ہی - اور بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ ایک دن روزہ رکھین اور ایک دن افطار کرین اور بہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہی روزون مین سے افضل روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہی کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اُسکو صالحین سے ایک قوم نے پسند کیا ہی تاکہ روزہ دار حال صبر اور حال شکر کے درمیان رہے - اور صوفیہ مین سے بعض وہ ہین کہ

دو دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یا کہ ایک دن روزہ رکھے اور دو
دن افطار کرے اور اُنمیں سے بعضے وہ ہیں جو دو شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ
رکھتے تھے اور منقول ہے کہ سہل بن عبداللہ ہر ایک پندرہ دن میں ایک دن میں
ایک وقت کھانا کھاتے اور رمضان بھر میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع
سنت کے لیئے خالص پانی سے افطار کرتے۔ اور جنید سے حکایت کی گئی ہے کہ
وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے پھر جب اُسکے پاس اُسکے بھائی آتے تو اُنکے ساتھ
افطار کر لیتے اور فرماتے کہ مساعدت اخوان کا فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہے
علاوہ اسکے کہ یہ افطار محتاج علم ہے کہ کبھی اسکا خواہشمند حرص نفس ہوتی ہے نہ کہ
نیت موافقت کی داعی ہو اور نیت کا محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ
حرص نفس موجود ہو سخت ہے۔ اور میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے
ساٹھ برس ہوے کہ میں نے کوئی چیز نفس کی خواہش سے نہیں کی ہے جو ابتداءً
اور استدعاءً ہو بلکہ میرے سامنے پیش ہوتی تھی تو میں اُسے اللہ تعالی کے فضل اور
نعمت و اُسکے فعل سے اعتقاد کرتا تھا پس میں حق کی موافقت اُسکے فعل میں
کرتا تھا اور مذکور ہے کہ اُسے ایک دن بھوک لگی اور حسب عادت موجود نہوا کہ
کھانا اُسکی طرف پیش کیا جاتا کہا میں نے اُس مکان کا دروازہ کھولا جسمیں کھانا تھا
اور میں نے ایک انار لیا تاکہ میں اُسے کھاؤں اس اثنا میں ایک بلی گھس آئی اور ایک
مرغی اُسنے پکڑ لی جو وہاں تھی سو میں نے کہا کہ یہ میرے اوپر عقوبت ہے کہ جو میں نے
انار کے لینے میں تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کو میں نے بارہا دیکھا کہ
دن کو کھانا کھا رہے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو اُسمیں سے کھا لیا اور معلوم

ہوتا تھا کہ اُسکا کھانا اسلیے تھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اسواسطے کہ اُسکا
حال اُمت کے ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات مین تھا اور اُسکا
حال یہ تھا کہ فعل حق کے ساتھ جما اور ٹھہرا رہتا تھا اور رہر آئینہ اُسکی یہ ہدایت تھی
جسکی مثل عزیز الوجود اور کمیاب ہی یہان تک کہ منقول ہی کہ وہ بہت بغیر کھائے
رہتا تھا اور کوئی اُسکے حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیئے وہ تصرف نہ کرتا
اور نہ کسی چیز کھانے کے لیئے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے
کہ اُسکے پاس رزق پہونچتا اور کوئی اُسکے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے آگاہ
نہوتا پھر اللہ تعالی نے اُسکے حال کو ظاہر کردیا اور اُسکے لیے اصحاب و تلامذہ مقرر
کردیے اور وہ لوگ کھانا بتکلف پکاتے اور اُسکے پاس حاضر لاتے اور وہ اس باب
مین فضل حق اور موافقت کو دیکھتا۔ مین نے اُس سے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے ہر روز
مین صبح کو اُٹھتا اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور اللہ تعالی میرے روزہ
دوست پر اپنے فعل سے نقض کرتا تھا تو مین حق سے اُسکے فعل مین موافقت کیا کرتا
اور بعض صالحین سے حکایت کی گئی ہی جو اہل واسط شہر سے تھے کہ اُسنے بہت برس
روزے رکھے اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل غروب روزہ کھولتا الا رمضان مین بعد
غروب افطار کرتا۔ اور ابونصر سراج نے کہ قوم نے اُسکو بُرا جانا مخالفت علم کے سبب سے
یا یہ کہ روزہ نفل تھا اور اور لوگون نے اُسکو مستحسن قرار دیا اسواسطے کہ روزہ دار کا
ارادہ اس سے یہ تھا کہ نفس کو بھوکا رکھنے سے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے
متمتع نہوا اور یہ مسلسل ہی اور لائق تر یہ ہی کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور
اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تبطلوا اعمالکم یعنے اپنے عمل کو باطل مت کرو مگر اہل صدق جو

ہوتے ہین اُنکے لیئے اُن اعمال مین جو کرتے ہین نیتین ہوتی ہین اسیلئے وہ معارضہ نہین کیے جاتے اور صدق بالذات محمود ہی خواہ وہ کسی طرح ہو۔ اور صادق آدمی اپنے وفاے عہد پر ثابت ہوتا ہی چاہے جسطرح پلٹے اور بعضون نے کہا ہی کہ جب کسی صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے نوافل رکھتا ہی تو اُسکو متہم کرو اسواسطے کہ اُسکے ساتھ ہر آئنہ دنیا سے کوئی چیز جمع ہوئی ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جب ایک جماعت متوافق اشکال کے ہون اور اُنکے درمیان کوئی مرید ہو روزہ رکھنے پر اُسکو برانگیختہ کرین پھر اگر اُسکی مساعدت نہ کرین تو اُسکے لیئے کوشش افطار کی کرین اور اُسکے لیے تکلیف کرین تاکہ اُسکے ساتھ مرافقت اور ملائمت ہو اور اُسکی اصل کو اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اُسکے روزہ کے ساتھ روزہ رکھین اور اُسکے افطار کے ساتھ افطار کرین باستثنا اس شخص کے جسکو شیخ دوسرا حکم دے۔ اور منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے ایک جوان آدمی کے خاطر برسون روزے رکھے جو اُسکی صحبت مین تھا تاکہ یہ جوان اُسکی طرف نگاہ کرے پھر اُس سے ادب حاصل کرے اور اُسکے روزہ کے ساتھ روزہ رکھے۔ اور ابو الحسن مکی سے حکایت کی گئی ہی کہ وہ روزہ صوم الدہر کے رکھا کرتا اور بصرہ مین وہ مقیم تھا اور شب جمعہ کے سوا روٹی نہ کھاتا اور ایک مہینے مین اُسکی خوراک چار دانگ ہوتی کہ اپنے ہاتھ سے پوست خرما بٹا کرتا اور اُسکو بیچتا تھا۔ اور شیخ ابو الحسن بن سالم کہتے کہ مین اُسکو تسلیم نہین کرتا مگر یہ کہ وہ روزہ کھولتا اور کھانا کھاتا ہی اور ابن سالم اُسے شہوت خفیہ کا متہم کرتے تھے اسواسطے وہ لوگون مین مشہور تھا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ کوئی بندہ خالص اللہ نہین ہی مگر جسنے چاہا کہ وہ ایک غیر مشہور گوشہ مین رہے اور جسنے زیادہ کھانا کھایا زیادہ باتین

کین - اور منقول ہی کہ ابو الحسن تنیسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم مین سات دن رہا
جنمین اُنھون نے کچھ نہین کھایا تو اُسکے اصحاب مین سے طہارت کے لیئے ایک شخص
باہر نکلا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اُسے لیکر کھا گیا اُسوقت اُسے ایک شخص نے
دیکھا اور اُسکے پیچھے پیچھے آیا اور روٹیان لایا اور اُس گروہ کے سامنے رکھدین اُسوقت
شیخ نے کہا کہ تم مین سے کسنے یہ گناہ کیا یعنے جس سے ہمارا حال جاتا گیا تو ایک نے
کہا کہ مین نے تربوز کا چھلکا پایا اور اُسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو ہی اور تیرا گناہ اور
تیری روٹیان وہ بولا کہ مین اپنے گناہ سے تائب ہون تو کہا توبہ کے بعد کلام
نہین ہی اور حال یہ تھا کہ وہ ایام بیض کے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور وہ
تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ کے ہین - روایت ہی کہ آدم علیہ السلام
زمین پر اُتارے گئے تو گناہ کے اثر سے اُسکا بدن سیاہ ہوگیا تھا پھر جب اللہ نے
اُنکی توبہ قبول کی تو اُنکو حکم ہوا کہ روزے ایام بیض کے رکھے تب ہر ایک روز ایک
تہائی اُنکے جسم کا سفید ہوجاتا یہان تک کہ ایام بیض کے روزون سے اُسکا
تمام بدن سفید ہوگیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول مین روزون کو اور
اُسکے نصف اخیر مین افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے
ملاوے تو کچھ مضائقہ نہین ہی لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال
ایک یا دو دن کے روزون سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام
ماہ رجب روزہ رکھین اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ سمجھے
اور ذی الحجہ اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہی اور اشہر حرم یعنے رجب اور
ذی القعدہ اور ذی الحجہ و محرم مین پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہی - اور

حدیث مین وارد ہی کہ جسنے شہر حرام سے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا
تو وہ دوزخ سے سات سو برس کے برابر دور رہوا۔

اکتالیسوان باب روزہ کے آداب وضروریات کے بیان مین ہی

روزہ مین صوفیہ کے آداب یہ ہین کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ وپاس ہی
اور گناہون سے ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا روکنا ہی جسطرح نفس کو کھانے سے
روزہ جاتا ہی بعد ازان نفس کو روکنا کھانے کے اہتمام انواع واقسام سے ہی
مین نے سنا ہی کہ عراق کے بعض صالحین کا طریقہ اور اُسکے اصحاب کا یہ تھا کہ
جب کبھی قبل از وقت افطار اُنکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر ڈالتے اور روزہ
نہ کھولتے مگر اُسی چیز سے جو افطار کے وقت اُنکو ملتا اور ادب کی یہ بات نہین ہی
کہ مرمے طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔
ابوالدردا نے کہا ہی عجب لطف کی بات ہی کہ عقلمندون کا سونا اور اُنکا
روزہ نہ رکھنا حمقا کے قیام اور روزون کو ضرر پہونچاتے ہین اور اہل یقین و
تقوے کا ایک ذرہ معززون کے اعمال جو پہاڑون کے برابر ہین اُنسے افضل ہی
اور روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہی کہ کھانے کو اُس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا
کم کردے جب کہ وہ روزہ سے نہ تھا وگرنہ اگر کئی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے
کھانے مین جمع کردیا تو فی الواقع جسقدر کھانا فوت ہوا تھا اُسکو حاصل کرلیا اور قوم
کا مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہی اور نفس کا وسعت پانے سے روکنا
اور کھانے سے اُسی قدر لینا جو ضرورت ہو اسوجہ سے کہ وہ جانتے ہین کہ ضرورت

اقتصار کرنا نفس کو تمام افعال و اقوال سے ضرورت کی طرف کھینچتا ہی اور نفس
کی ذاتی بات ہی کہ جب وہ کسی چیز مین اللہ تعالی کے واسطے ضرورت پر مجبور
کیا جاتا ہی تو اُسکے تمام احوال کی طرف اثر پہونچتا ہی تو کھانے اور سونے سے
اور قول و فعل سے ضرورت پر آرہتا ہی اور یہ اللہ تعالے کے لیے ایک بڑا باب
ابواب خیر سے ہی کہ اُسکی رعایت اور جستجو واجب ہی اور علم ضرورت اور فائدہ
ضرورت کے ساتھ کوئی شخص مخصوص نہین ہی مگر وہ بندہ کہ خدائے تعالے چاہتا ہی
کہ اُسکو اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور اُسکو برگزیدہ کرے اور
اُسکی تربیت کرے اور اپنے روزہ مین بی بی کے ساتھ لمس کرنے کے کھیل سے
باز رہے اسواسطے کہ وہ روزہ کے لیے زیادہ تریاک اور صاف ہی اور سنت کے
لیئے استعمال سحری کھانے کا کرے اور وہ روزہ گذرانے کے لیئے دو معنی کے رو سے
زیادہ تر داعی اور مقتضی ہی ایک تو یہ کہ سنت کی برکت اُسپر عود کرتی ہی اور دوسرے
یہ کہ روزون کو کھانا کھانے سے قوت پہونچتی ہی۔ انس بن مالک نے جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا روزون مین سحری کھاؤ
اسواسطے کہ سحری مین برکت ہی اور روزہ کھولنے مین سنت کی رو سے گل بعجلت
کرے پھر اگر روزہ دار چاہے کہ کھانا نہ کھائے مگر بعد عشا کے اور ارادہ کرے کہ
مغرب اور عشا کا احیاء نوافل یا وظیفہ اور ذکر سے کرے تو پانی سے روزہ کھولے
یا کہ منقے انجیر گن کر کھائے یا کہ چھوہارے یا کہ چھوٹے لقمے کھائے اگر نفس تنازع
کرتا ہو تا کہ عشائین کے درمیان صفائی وقت حاصل ہو تو اُسکی احیا مین بڑی
فضیلت ہی ورنہ سنت کی وجہ سے پانی پر قناعت کرے۔ مجھے شیخ عالم

ضیاء الدین عبدالوہاب بن علی نے بوساطت رواۃ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو اپنے پروردگار سے حکایتاً ہی اللہ عزوجل نے فرمایا ہی کہ مجھے اپنے بندون مین سے وہ محبوب تر ہی جو روزہ بہت جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ ہین جب تک کہ روزہ کھولنے مین عجلت کرین اور افطار نماز سے پہلے کرنا سنت ہی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ یا دودھ کی چاشنی سے یا چھوہارون سے روزہ کھولتے تھے۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ روزون سے اُنکا حصّہ بھوک اور پیاس ہی۔ بعضون نے کہا ہی کہ یہ وہ شخص ہی کہ دن مین بھوکا رہے اور حرام چیز سے روزہ کھولے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ وہ شخص ہی کہ حلال کھانے سے مُنھ بند کرے یعنے روزہ رکھے اور لوگون کے گوشت سے غیبت کے ساتھ افطار کرے۔ سفیان نے کہا کہ جس شخص نے غیبت کی اُسکا روزہ فاسد ہوگیا۔ اور مجاہد سے منقول ہی کہ دو خصلتین ہین جو روزہ کو فاسد کرتی ہین غیبت اور جھوٹ۔ شیخ ابو طالب مکی نے کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے سننے کو اور گناہ کی بات کہنے کو حرام گناہون کے ساتھ جمع اور یکجا کیا ہی۔ اور فرمایا سَمّٰعُوْنَ لِلْکَذِبِ اَکّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ ہر آئینہ دو عورتون نے زمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین روزہ رکھا اور شام کے وقت بھوکھ اور پیاس نے اُنکو رنج مین ڈالا حتے کہ قریب تھا کہ وہ ہلاک ہوجائین تو اُن دونون نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا کہ روزہ کھولنے کے لیے اجازت مانگتی تھین آپ نے اُنکے پاس

ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا کہ اُن دونون سے کہدو کہ اسمین قے کرڈالو جو انھون نے
کھایا ہی تو ایک نے انھین سے قے کی کہ اسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور
گوشت تازہ وتھا اور اُسی کے مثل دوسری عورت نے قے کی یہان تک کہ اسکو
دونون نے بھر دیا تو لوگون نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اِن دونون عورتون نے روزہ رکھا اُن چیزون سے جسکو اللہ
تعالے نے اُنکے لیئے حلال کیا تھا اور دونون نے افطار اُن چیزون سے
کیا جو اُنپر حلال کین - اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب تمسے کوئی
روزہ دار ہو تو چاہیے کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیان بکے پھر اگر کسی نے اُسکو
گالی دی تو اُسکو کہنا چاہیے کہ مین روزہ دار ہون - اور حدیث مین ہی کہ روزہ
ایک امانت ہی تو چاہیے کہ ہر ایک تمسے اُسکی حفاظت کرے - اور صوفی وہ ہی
کہ رزق معلوم کی طرف توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اُسکی طرف
رزق پہونچایا جائیگا پھر جب کہ اللہ تعالے اُسکے پاس رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے
ساتھ نوش کرے اس حال مین کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے
افطار مین اس شخص سے افضل ہی جسکے لیے رزق تیار ہی پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ
بھی رکھے تو حقیقت مین کہ وہ فضل مین کامل تر ہی - رویم سے منقول ہی کہ کہا
بغداد کے گلی کوچون مین ٹھیک دوپہر کے وقت چلا تو مجھے پیاس معلوم ہوئی
سو مین ایک مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ یکایک ایک لڑکی
باہر نکل آئی اور نئی صراحی اُسکے ہاتھ مین تھی جو ٹھنڈے پانی سے لبریز تھی تو
جب مین نے اُسے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُسنے کہا صوفی اور دن مین پانی پیئے

اور صراحی کو زمین پر پٹک دیا اور اُلٹے پھر گئی رویم نے کہا کہ مجھے شرم آئی اور مین نے عہد کیا کہ مین کبھی بغیر روزہ کے نہ رہون گا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہی تو وجہ اُنکے کراہت کی یہ ہی کہ ممکن ہی کہ جب نفس روزہ سے مالوف ہو جاے اور اُسکی عادت پڑ جاے تو اُسپر افطار مشکل ہو گا اور اسی طرح افطار کی عادت سے اُسکو روزہ مکروہ معلوم ہو پس وہ فضیلت اسی مین جانتے ہین کہ نفس کسی عادت کی طرف مائل نہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایک دن کا افطار اور ایک دن کا روزہ نفس پر سخت تر ہی۔ اور فقرا کے ادب سے یہ ہی کہ جب ایک شخص کسی جماعت مین ہو اور جماعت صحبت مین تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور یہ اسواسطے ہی کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہینگے حالانکہ اُنکے لیئے کھانا موجود نہین تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو کسی چیز کی فتوح ہووے تو اُنکو لازم نہین کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑین ساتھ اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اسکے محتاج ہین اسواسطے کہ ہر آئنہ اللہ تعالے روزہ دار کے لیئے رزق پہونچاتا ہی الا اُس حالت مین کہ روزہ دار رفق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف الجثہ اپنے کبر سن وغیرہ کے باعث ہو اور اسی طرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہین ہی کہ وہ اپنا حصہ لے اور اسکو رکھ چھوڑے اسواسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے ہی پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقر و معترف ہو تو خیر رکھ چھوڑے اور جو ہمنے بیان کیا ہی وہ اُن لوگون کے لیئے ہی جنکے پاس کھانے کو نہین ہی اور جو صوفی لوگ کہ خانقاہ مین رہتے ہون جنکے لیے کھانا موجود ہو

تو اُنکے سزاوار حال یہ ہی کہ روزہ رکھین اور اُنکو جماعت کی موافقت افطار مین لازم
نہین ہی اور یہ امر ایک جماعت کے اندر اُنمین سے جنکے پاس کھانا موجود ہی ظاہر
ہو جائیگا کہ اُنکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو اُنکے پاس نہین ہی تو اِس
بارہ مین کہا گیا ہی کہ روزہ دارون کی مساعدت غیر روزہ دارون کے لیے بہتر اسسے ہی
کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگون کی طرف سے روزہ دارون کے واسطے ہو
اور قوم کا حکم صدق پر مبنی ہی اور مراد صدق سے یہ ہی کہ نیت اور احوال نفس کی تلاش اور
جستجو کرے سو ہر ایک چیز جسمین نیت صحیح ہو روزہ پر یا افطار اور موافقت ہو یا ترک
موافقت ہی افضل ہی ولیکن سنت کے رو سے یہ بات ہی کہ جسکو ایک وجہ موافقت
ہو جب کہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت
نہ کرے تو اُسکے لیے ایک وجہ ہی اُنمین سے وجہ اُس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت
کرے تو وہ یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اور اُنکے اصحاب کے لیے کھانا تیار کیا سو جب اُنکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے
کہا کہ مین روزہ دار ہون اُسپر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمھارے
بھائی نے بلایا اور تمھارے لیے اپنے اوپر تکلیف اُٹھائی پھر تو کہتا ہی کہ مین روزہ سے
ہون روزہ افطار کر اور ایک دن قضا اُسکی جگہ کر اور اُن لوگون کی وجہ جو موافقت
نہین کرتے یہ ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے کھانا کھایا اور بلال روزہ سے تھے رسول اللہؐ نے فرمایا ہم اپنا رزق کھاتے ہین
اور بلال کا رزق بہشت مین ہی پس جب کہ یہ معلوم ہو کہ اس موقع پر ایک قلب کو
جو اغذا پاتا ہی یا ایک فضل ہی جو اُس شخص کی موافقت سے حاصل ہونے والا ہی

جسکی موافقت مغتنم ہی تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اُسکے تقاضے سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو سزاوار نہین ہی کہ حرص اور داعیۂ نفس نیت کے ساتھ اُسکے لاحق ہو اور چاہیے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ داعیۂ نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہو نہ اسواسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا کرے ۔ اور فقیر طالب حق کے حسن آداب سے یہ ہی کہ جب اُسنے روزہ افطار کیا اور کھانا کھالیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی ہیئت سے متغیر اور اپنے نفس کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہی تو قلب متغیر کے مزاج کا تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو رکعتون سے جو پڑھے اور آیتون سے جو پڑھے یا اذکار اور سنتون سے جو وہ کرے تحلیل کرے اور اسکو گلائے اسواسطے کہ حدیث مین آیا ہی کہ اپنے طعام کو ذکر سے گلاؤ ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہی حتی الامکان اخفا اسکا ہی مگر اُس حالت مین کہ اخلاص کے سبب روزہ متمکن اور مستقل ہو تو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہوا یا پوشیدہ رہا ۔

بیالیسوان باب طعام اور اُن چیزون کے بیان مین ہی جو صلاح و فساد اُسمین ہی

صوفی کے عادات اُسکے حسن نیت اور صحت مقصد اور وفور علم اور اُسکے آداب بجا لانے سے عبادت ہو جاتے ہین اور صوفی کا وقت اللہ کے واسطے ہبہ ہو جاتا ہی اور وہ اپنی زندگی کو اللہ کے واسطے چاہتا ہی جیسا کہ اللہ تعالے نے اپنے نبی کو بطور امر کے فرمایا ہی قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے کہو اے رسول ہر آئنہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی

اور میری موت اللہ کے واسطے ہی جو عالمین کا پروردگار ہی - سو صوفی پر عادت کی باتین اُسکی حاجت کی جگہ اور اُسکے بشریت کی ضرورت سے پہونچتی ہین اور اُسکی بیداری کا نور اور اُسکی نیک نیتی اُسکی عادت مین پوشیدہ ہوجاتی ہین تو عادات روشن اور متشکل بعبادات ہوجاتی ہین اور اسیواسطے حدیث مین وارد ہوا ہی کہ عالم کی نیند عبادت ہی اور سانس اُسکی تسبیح ہی باوجودیکہ نیند مین غفلت ہی لیکن ہر ایک چیز جسکے ساتھ عبادت کی استعانت ہو وہ عبادت ہی پس تناول طعام ایک بڑا اگر ہی جو بہت علوم کا محتاج ہی اسوجہ سے کہ وہ مصالح دینی اور دنیاوی کو متشکل ہی اور اُسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہی اور اُسکے ساتھ بدن کا قیام وقوام ہی کہ اِسپر سنت الٰہی جاری ہی اور قالب قلب کی سواری ہی اور ان دونون سے دین اور دنیا کی آبادی ہی - اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہی کہ جنت کی زمین ہموار ہی اُسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہی اور قالب بالانفراد حیوانات کی طبیعت پر ہی کہ اُس سے آبادی دین کے لیئے استعانت کیجاتی ہی اور روح اور قلب فرشتون کی طبیعت پر ہی کہ اُن دونون سے آبادی دین آخرت مین مدد لیجاتی ہی اور ان دونون کے صلح سے جمع ہونے سے دونون جہان کی آبادی کے لیے مدد لیجاتی ہی اور اللہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جواہر جسمانیات اور روحانیات سے مرکب کیا ہی اور اُسکو خلاصہ زمین و آسمان کا مستودع اور قرارگاہ بنایا ہی اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیئے عالم شہادت اور اُن چیزون کو جو اُسمین نباتات اور حیوانات سے ہی بنایا اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہم تمھارے واسطے سب اُن چیزون کو جو زمین مین پیدا کیا ہی ہم طلع ع کہ خلق کیا

اور وہ حرارت اور رطوبت اور برودت اور یبوست ہی اور اُسکے واسطہ سے نباتات کی آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیئے قوام گردانا اور حیوانات کو آدمی کا مسخر و منقاد کیا کہ اُنسے آدمی امر معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوام کے لیئے کرتا ہی سو طعام معدہ مین پہونچتا ہی اور معدہ مین چار طبیعتین ہین اور طعام مین چار طبیعت ہین پھر جب کہ مزاج بدن کا اعتدال اللہ چاہتا ہی تو معدہ کے طبایع سے ہر ایک طبیعت کو جو اُسکے ضد ہی طعام سے لیتا ہی پھر حرارت برودت کو اور رطوبت یبوست کو پکڑتی ہی اور مزاج معتدل ہو جاتا ہی اور کجی سے امن اور حفظ رہتا ہی اور جب اللہ چاہتا ہی کہ قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک طبیعت اپنی جنس کو ماکول سے لیتی ہی اور اُسوقت طبایع مائل اور منحرف ہو جاتے ہین اور مزاج مین اضطراب پیدا ہو جاتا ہی اور بدن سقیم بنجاتا ہی۔ یہ تقدیر خدائے عزیز علیم کی ہی۔ وہب بن منبہ نے روایت ہی کہا مین نے توریت مین آدم علیہ السلام کی صفت پائی ہی کہ مین نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکے بدن کو چار اشیائے رطب و یابس اور بارد و حار سے مرکب کیا اور یہ اسواسطے کہ مین نے اُسکو مٹی سے بنایا اور وہ خشک ہی اور اُسکی تری پانی سے ہی اور حرارت اُسکی نفس کی طرف سے اور برودت اسکی روح کی طرف سے ہی اور بدن مین اس پیدایش کے بعد چار انواع خلق سے پیدا کین وہ میرے حکم سے جسم کی اصل ہین اور انھین سے اُسکا قوام ہی تو جسم نہین قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور اُنمین سے ایک دوسرے بغیر قائم نہین رہ سکتے اُنمین سے قوت سوداوی اور قوت صفرا اور خون اور بلغم پھر مین نے بعض اس خلق کو بعض مین جگہ دی تو یبوست کا گھر قوت سودا

مین بنایا اور رطوبت کا گھر قوت صفرا مین اور حرارت کا مسکن خون مین اور برودت کا مسکن بلغم مین کیا پس جو بدن کہ اُسمین یہ چار پیدایش جنکو ہمین نے اصل بنایا ہی معتدل ہو مین تو اُسمین اُن چارون مین سے ایک ایک چوتھائی ہوگی جو نہ گھٹے اور نہ بڑھے اُسکی صحت کامل ہوگی اور اُسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر اُنمین سے ایک اُنسے زیادہ ہوگی تو اُنکو پھر ایک ہزیمت دیگی اور اُنکے ساتھ میل اور جو ہر کریگی اور اُسپر بیماری اُسکے گرد پیش سے داخل ہوگی جسقدر کہ اُس ایک کا غلبہ ہوگا حتی کہ بدن اُنکی طاقتون سے ضعیف ہو جائیگا اور اُنکی معدلت سے عاجز ہوگا پس طعام مین ضرورتر ین امور سے یہ ہی کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شی جسکی مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصتہ اور رحمتہ حلال اللہ تعالی کی طرف اُسکے بندون کے لیئے ہی اور اگر شرع کی طرف رخصت نہوتی تو بڑی مشکل ہوتی اور طلب حلال دشواری مین ڈالتا اور آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ منعم یعنے اللہ تعالے کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دور کرتا ہی اور یہ عمل نفی فقر کا موجب اسواسطے ہی کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہی اور یہ ایک شکر نعمت سے ہی اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہی پس ہاتھ کا دھونا نعمت کا کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا ٹھہرا۔ اور انس بن مالک نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی جو شخص چاہے کہ اُسکے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو تو چاہیئے کہ وضو کرے جب کہ غذا اُسکے سامنے آئے پھر اللہ تعالی کا نام لے پس اللہ تعالے کا قول وَلَا تَاْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اُسکی تفسیر اللہ تعالے کا نام لینا حیوانات کے ذبح کے وقت ہی اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اُسکے واجب ہونے مین

اختلاف کیا ہی اور صوفی کا فہم اس سے بعد ازانکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہی کہ وہ
کھانے کو نہ کھائے مگر اُسوقت کہ وہ مقرون بذکر ہو تو اُسنے فرض وقت اور اسکے
ادب کو ملا دیا اور اعتقاد کرتا ہی کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہی کہ نفس
کی اقامت اور اسکی ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالی کو اُسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہی
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
چھہ صحابہ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقموں میں وہ سب
کھانا نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ
کہتا تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم میں سے کھانا کھائے تو چاہیے
کہ بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ وآخرہ اور
مستحب ہی کہ پہلے لقمہ میں بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ میں بسم اللہ الرحمن اور
تیسرے لقمہ میں تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس میں پانی پیے
پہلی سانس میں الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری میں الحمد للہ رب العلمین
اور تیسری میں الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم کہے اور جسطرح معدہ کے لیے طبائع
مقدر اور مقرر ہیں جیسا کہ ہمنے اُنکا ذکر کیا جو طعام کے طبائع کے موافق ہیں تو
اسی طرح قلب کے لیے بھی مزاج اور طبیعتیں ہیں مگر انھیں کے واسطے جو ارباب
جستجو اور رعایت اور بیداری کے ہیں کہ مزاج قلب کا انحراف کیا ہی لقمہ سے پہچانا
جاتا ہی۔ کبھی تو لقمہ سے فضول کی طرف جانے سے حرارت تپش یعنے سبکی عقل
کی پیدا ہوتی ہی اور کبھی قلب میں سستی اور کاہلی کی برودت وظیفہ وقت سے
باز رہنے کے ساتھ حادث ہوتی ہی اور کبھی سہو اور غفلت کی رطوبت پیدا ہوتی ہی

اور کبھی رنج اور غم کی پیوست حظوظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہی سو یہ سب عارضے
اور بیماریاں ہین جنکو بیدار دل آدمی تاڑ جاتا ہی اور ان عوارض سے قالب کے
تغیر کو تغیر مزاج قلب اعتدال سے جانتا ہی اور اعتدال جیسا کہ اُسکی خواہش قالب
کے لیئے ضروری ہی تو قالب کے لیے ضرورتر اور اولیٰ ہی اور قلب کی طرف انحراف
کا رستہ پانا اُس سے زیادہ سریع ہی کہ جو قالب کی طرف واستہ پاتا ہی اور انحراف
کے سبب سے ہی وہ چیز ہی کہ اُس سے قلب بیمار ہو جاتا ہی پھر وہ مرجاتا ہی جیسے کہ
قالب مرجاتا ہی اور اللہ تعالے کا اسم ایک دوائے نافع آزمودہ ہی کہ وہ اعتدال کو
محفوظ رکھتا ہی اور یہ بیماری کو دور کرتا ہی اور صحت کو کھینچتا ہی۔ **حکایت** ہی کہ
شیخ محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرا تو اُسکے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف
بعض قریات مین کی گئی تو زیارت کے لیئے اُسکے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اُس سے
ملاقات کی اُسوقت وہ ایک جنگل مین اپنے تئین کہ زمین مین گیہون بوتا تھا سو جب
اُسنے شیخ محمد کو دیکھا تو اُسکی طرف چلا اور اسکی طرف متوجہ ہوا اتنے مین ایک شخص اُسکے
اصحاب سے آیا اور اُس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اُس کام مین نیابت
اُسوقت تک کرے کہ وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہی تو اُسے منع کیا اور بیج اُسے
نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہی کہ مین اس بیج
کو قلب حاضر سے بوتا ہون اور لسان ذاکر سے اس اُمید سے کہ اسمین برکت ہر ایک
شخص کے واسطے ہو جو اُسمین سے کچھ تناول کرے تو مین نہین چاہتا کہ اُسکو سپرد
اس شخص کے کرون کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ اور بعض فقرا
کھانے کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے وقت کو حاضر کرتے تھے

تاکہ اجزائے طعام انوار ذکر مین ڈوب جائین اور کوئی مکروہ اور تغیر مزاج قلب کھانے
کے بعد نہ آئے ۔ اور ہمارے شیخ ابوالنجیب سہروردی کہا کرتے کہ مین کھانا کھاتا ہون
اور مین نماز پڑھتا ہون اس سے اشارہ کھانے مین حضور قلب کی طرف کرتے اور
اکثر اوقات اُن مشاغل کو جو اُسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اُسکی ہمت
اور قصد کھانے کے وقت متفرق نہو اور کھانے مین ذکر اور حضور قلب کے لیئے ایک
بڑا اثر سمجھتے تھے جسکی فروگذاشت کے لیے بس نہ تھی ۔ اور کھانے کے وقت فکر اُن
چیزون مین کرنا جنکو اللہ تعالے نے مہیا کیا ہی داخل ذکر مین کیا ہی اور وہ دانت
جو کھانے مین مدد دیتے ہین سو اُنمین سے بعضے ٹکڑے چورا کرنے والے ہین اور
بعضے کاٹنے والے اور بعضے پیسنے والے ہین اور وہ چیزین کہ اللہ تعالے نے پانی
بنائین شیرینی مُنہ مین ہی تاکہ ذائقہ متغیر نہو جیسا کہ آنکھ کا پانی نمکین بنایا ہی اُس
چیز کے لیئے کہ جو حرماسی تاکہ وہ فاسد نہو جائے اور یہ کہ کسطرح تری کو بنایا ہی جو زبان
کے اطراف اور مُنہ مین سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہی تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے مین مدد
پہونچے اور قوت ہاضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہی کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے
کرتی ہی جسکی مدد جگر سے متعلق ہی اور جگر آگ کی مثال ہی اور معدہ ہانڈی کے مانند
ہی اور فساد جگر کے قدر قوت ہاضمہ کم ہوتی ہی اور غذا فاسد ہو جاتی ہی کہ وہ نہ علیحدہ
ہوتی ہی اور نہ ہر ایک عضو تک پہونچتی ہی وہ غذا جو اسکا حصہ ہی اور ایسے ہی
سب اعضا کی تاثیر ہی جگر اور تلی اور گردون کی اور اسکی شرح دراز ہی سو جو کوئی
اُسمین خوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ
کرے تاکہ وہ عجائب قدرت اللہ تعالی سے دیکھے کہ اعضا مین سے ایک دوسرے کو

مدد کرتے ہین اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح مین ہی اور اُس سے اعضا کے لیے قوت کھنچتی ہی اور اُسکا منقسم ہونا خون اور ثفل کی طرف دیکھے اور دودھ بچہ کی غذا کے لیے مِن بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِیْنَ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ یعنے سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والون کے گلے سے نیچے اُترجاتا ہی پس اللہ احسن خالقین بڑا برکت الاہی تو اُن چیزون مین کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتون کا پہچاننا اور اُسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہی اور اُس قسم کی چیزون مین سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو مزاج قلب کو متغیر کرتی ہی یہ ہی کہ شروع طعام مین دعا کرے اور اللہ تعالی سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین فرمائے اور اُسکی دعا مین یہ ہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّمَا رَزَقْتَنَا مِمَّا نُحِبُّ اجْعَلْہُ عَوْنًا لَّنَا عَلٰی مَا تُحِبُّ وَمَا زَوَیْتَ عَنَّا مِمَّا نُحِبُّ اجْعَلْہُ فَرَاغًا لَّنَا فِیْمَا تُحِبُّ۔

تیئتالیسوان باب کھانے کے آداب مین

اُن آداب مین سے یہ ہی کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اُسی کے ساتھ ختم کرے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اَی علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کر اور نمک کے ساتھ ختم کر اسواسطے کہ نمک ستر بیماری کی شفا ہی۔ اُنمین سے جنون ہی اور جذام اور برص اور درد شکم اور داڑھون کا درد ہی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بائین پاؤن کے انگوٹھے مین سانپ یا کژدم نے کاٹا حضرت نے

فرمایا کہ میرے پاس وہ سفید چیز لاؤ جو خمیر مین ہوتی ہے تو ہم نمک آپ کے پاس لیگئے تو آپ نے اُسے ہتیلی پر رکھا بعد ازان آپ نے اسمین سے تین بار چاٹا پھر بقیہ اُسکا کاٹی جگہ پر رکھا تو اُس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور وہ سنت صوفیہ کے خانقاہ وغیرہ مین ہے - جابرؓ نے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جسپر ہاتھون کی کثرت ہو - اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین اور پیٹ ہمارا نہین بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھتے ہو اکٹھے ہو اور اللہ تعالے کے نام کا ذکر کرو اللہ تعالے تمھارے لیئے اُسمین برکت دیگا اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہین اور وہ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے - انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ مین کھایا پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے تو کہا سفرہ یعنے دسترخوان پر اور لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والون کا منھ نہ دیکھے اور اپنے بائین پانوُن کے اوپر بیٹھے اور داہنے پانوُن کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا بیٹھے تکیہ نہ لگائے اور نہ متکبرانہ بیٹھے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے - اور روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیہ بھیجی گئی تو آپنے انو دن پر دوزانو بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا نشست ہے یا رسول اللہ تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے بندہ مخلوق

کیا ہی اور جبّار عنید یعنے متکبر سرکش اور خلق سے پھرنے والا انہین بنایا اور کھانے کی ابتدا نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتدا نہ کرے حذیفہؓ سے روایت ہی کہ ہم جب کبھی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو ہمسے کوئی ہاتھ نہ رکھتا تاآنکہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور داہنے ہاتھ سے کھائے - ابو ہریرہؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا ہی چاہیئے کہ ہر ایک تم مین سے کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیئے اور چاہیئے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے دے اسواسطے کہ شیطان ہر آئینہ اپنے بائین ہاتھ سے کھاتا ہی اور اپنے بائین ہاتھ سے پیتا ہی اور اپنے بائین ہاتھ سے لیتا ہی اور اپنے بائین ہاتھ سے دیتا ہی اور اگر کھانے کی چیز چھوارے ہون یا ایسی چیز جسمین گٹھلی ہو تو اُسمین جو چیز پھینکی جاتی ہی اور جو چیز کھائی جاتی ہی طبق اور رکابی مین جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ مین بلکہ اُسے اپنے موقعہ سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُسکو پھینک دے اور زبد ایسے چوری ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ مین ہوتی ہی - عبداللہ بن عباسؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جب کھانا سامنے رکھا جائے تو اُسکے حاشیہ یعنے اردگرد سے لو اور اُسکے درمیان کو چھوڑ دو اسواسطے کہ اُسکے بیچ مین برکت نازل ہوتی ہی - اور طعام کو عیب نہ لگائے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کھانے کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُسے کھایا نہین تو اُسے چھوڑ دیا اور جب لقمہ گر پڑے تو اُسے کھالے اسواسطے کہ

ہر آئینہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کسی کا لقمہ گر پڑے تو چاہیے کہ اُس سے دور کرے جو کچھ اُسے لگ گیا ہو اور اسکو کھا جائے اور شیطان کے لیئے نہ چھوڑ دے اور اپنی اُنگلیون کو چاٹ لے کہ ہر آئینہ جابرؓ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا جب تم مین سے کوئی کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی اُنگلیون کو چوس لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا کہ اُسکے کس کھانے مین برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا کہ پیالہ کو اُنگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اور بھرتا ہی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اُنگلیون سے صاف کرنے کا امر فرمایا ہی۔ اور کھانے مین پھونک نہ مارے اسواسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا ہی کہ کھانے کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہی اور عبد اللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نہ کبھی کھانے مین پھونکتے تھے اور نہ پینے کی چیز مین اور نہ آپ کبھی برتن مین سانس لیتے تھے پس یہ ادب نہین ہی اور سرکہ اور ساگ سبزی دسترخوان پر سنت ہی۔ کہا گیا ہی کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہین جب کہ اُسپر سبزی ہوتی ہی۔ ام سعد رضے اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مین اُنکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ ہی کچھ صبح کی غذا اُسنے جواب دیا کہ ہمارے پاس روٹی اور چھوارے ہین اور سرکہ ہی تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا لگاون ہی الٰہی سرکہ مین برکت دے کہ وہ انبیا کا مجھسے پہلے لگاون تھا اور جس گھر مین سرکہ ہو وہ محتاج

نہوگا اور کھانے پر چپ نہو کہ یہ عجمیون کی سیرت ہی اور گوشت اور روٹی کو چھرے
سے نہ کاٹے کہ اسمین نہی اور ممانعت آئی ہی اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے
جب تک کہ جماعت نہ کھا چکلے کہ ہر آئینہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب دسترخوان پھیلایا جائے تو
کوئی شخص نہ اُٹھے جب تک کہ دسترخوان نہ اُٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اُٹھائے
اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہان تک کے قوم فارغ ہو جائے اور چاہیئے کہ تعلل یعنے بہانہ کھانے
کا کرے اسواسطے کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہی اور اپنا ہاتھ
روک لیتا ہی اور قریب ہی کہ اُسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی رکھی جائے
تو دوسری چیز کا انتظار نہ کرے اسواسطے کہ ہر آئینہ ابو موسے اشعری رض سے روایت ہی
کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روٹی کی تعظیم کرو اسواسطے کہ اللہ تعالے
نے تمھارے لیئے برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند اور بنی آدم کو مسخر اور
تابع کر دیے ہین۔ اور حسن ادب اور ضروری سے یہ ہی کہ کھانا نہ کھائے مگر جب بھوکھ
لگے اور کھانا کھانا بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے کہ ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ کوئی آدمی نہین جسنے برتن ایسا بھرا ہو جو اُسکے پیٹ سے
بدتر ہو۔ اور صوفیہ کی عادت سے ہی کہ خادم کو لقمہ دے جب کہ وہ مجلس مین قوم کے
ساتھ نہ بیٹھا ہو اور وہ سنت ہی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہا کہ حضرت
ابو القاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کسی کے پاس اُسکا خادم
کھانا لائے تو اگر اُسکے ساتھ نہ بیٹھے تو اُسکو ایک یا دو لقمے دیدے اسواسطے کہ وہ
اُسکی گرمی اور دھوئین کے پاس رہا ہی اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالے کا

شکر ادا کرے - ابو سعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب
کھانا کھا چکتے تو کہتے اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسلِمِینَ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے کھانا کھایا
اور کہا اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطعَمَنِی ہٰذَا وَرَزَقَنِیہِ مِن غَیرِ حَولٍ مِنِّی وَلَا قُوَّۃٍ غُفِرَ لَہٗ
مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِہٖ اور خلال کرے کہ ہر آئنہ روایت ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے تَخَلَّلُوا فَاِنَّہٗ نَظَافَۃٌ وَالنَّظَافَۃُ تَدعُو اِلَی الاِیمَانِ وَالاِیمَانُ مَعَ
صَاحِبِہٖ فِی الجَنَّۃِ یعنے رسول علیہ السلام نے فرمایا خلال کرو تم اسواسطے کہ وہ نظافت ہی
اور نظافت یعنے پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہی اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے
ساتھ بہشت مین ہی - اور ہاتھ اپنا دھوئے اسواسطے ابو ہریرہ نے کہا ہی کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی سوئے اور اُسکے ہاتھ مین چربی لگی ہو
جسکو نہ دھویا ہو تو اسکو اذیت کچھ پہونچیگی پس وہ ملامت نہ کریگا مگر اپنے نفس کو -
اور ایک طشت مین ہاتھون کا دھونا سنت ہی - ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ طاسون کو لبریز کرو اور چھلکاؤ اور مجوس کی مخالفت
کرو اور آنکھون کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہی - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھون کو پانی پلاؤ یعنے تر
کرو اور اپنے ہاتھون کو نہ جھاڑو اسواسطے کہ وہ شیطان کے مور چھل ہین - ابو ہریرہ سے
پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو مین کہا ان وضو مین اور غیر وضو مین اور ہاتھ کے
دھونے مین داہنے ہاتھ کے اندر اشنان اور صابون لے اور خلال مین جو کچھ دانتون سے
خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے

اُسکا مضایقہ نہین کہ نگلجائے اور کھانا کھاتے مین تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے
اور اُسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے اسواسطے کہ ریا اور
دکھلاوٹ مین یہ ہر ایک شی پر داخل ہوتی ہی۔ بعض علما کے سامنے بعض عابد کا وصف
کہا گیا تو عالم نے اُسکی ثنا نہین کی اُس سے کہا گیا کہ آپ اُسمین ناجائز بات جانتے ہین
کہا ہان مین نے اُسے دیکھا کہ کھانے مین تصنع کرتا ہی اور جسنے کھانے مین تصنع کیا تو
عمل مین تصنع سے اُسپر ایمنی نہین کیجاتی یعنے ممکن ہی کہ عمل مین بھی تصنع کرے اور
اگر اکل حلال ہو تو کہنا چاہیے کہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتِ وَتَنْزِلُ
الْبَرَکَاتِ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ اللّٰھُمَّ اَطْعِمْنَا طَیِّبًا وَاسْتَعْمِلْنَا صَالِحًا اور اگر کھانا
شبہہ کا ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَلَا تَجْعَلْہُ عَوْنًا عَلٰی مَعْصِیَتِکَ
اور چاہیے کہ کثرت سے استغفار اور حزن کرے اور اکل شبہہ پر گریہ کرے اور ہنسے
نہین اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہی اور روتا ہی وہ مثل اسکے نہین ہی جو کھائے اور
ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش اور کسی قوم
کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اسواسطے کہ ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہی
کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جسکے لیئے وہ نہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق
ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور ہمنے دوسری لفظ سنی ہی دخل سارقا و خرج مغیرا
یعنے وہ سارق بنکر داخل ہوا اور مغیر یعنے لوٹیرا خارج ہوا الا اُس صورت مین کہ اُسکا
آنا ایسی قوم کے پاس ہو جنسے اُنکی فرحت اُسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور
آدمی کا اپنے میہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا مستحب ہی اور میہمان بلا اجازت
صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور میزبان تکلف سے اجتناب کرے مگر اُسوقت

کہ اُسکی نیت کھانے زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے
اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اگر نماز مغرب کے بعد
ہو اَفطَرَ عِندَکُمُ الصَّائِمُونَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الاَبرَارُ وَصَلَّت عَلَیکُمُ المَلَائِکَۃُ یعنے روزہ دار
تمھارے یہان روزہ افطار کرین اور ابرار لوگ تمھارا کھانا کھائین اور فرشتے تمھارے
اوپر درود بھیجین - اور یہ بھی روایت ہی عَلَیکُم صَلوٰۃُ قَومٍ اَبرَارٍ لَیسُوا بِاٰثِمِینَ وَلَا فُجَّارٍ
یُصَلُّونَ بِاللَّیلِ وَیَصُومُونَ بِالنَّہَارِ یعنے تمھارے اوپر درود ہو اُس قوم ابرار کا جو
گنہگار نہین ہین اور نہ فاجر ہین رات کو نماز پڑھتے ہین اور دن کو روزہ رکھتے
ہین - بعضے صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب سے یہ بات ہی کہ جو اُسکے لیئے کھانا
پیش کیا جاوے اُسکا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے - اور بعض اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے کہ ہم نہین جانتے کہ ان مین سے کون شخص زیادہ گنہگار ہی
آیا وہ شخص جو حقارت اُسکی کرے جو اُسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت
اُس چیز کی کرے جو اُسکے پاس ہی کہ اُسے پیش کرے اور طعام مباہات و نمود کا
کھانا مکروہ ہی اور جو کھانا کہ بیاہ شادی اور غمی مین بتکلف پکایا جاتا ہی اور جو کھانا
نوحہ کرنے والون کے لیئے تیار ہوتا ہی نہ کھایا جائے اور جو اہل ماتم پرسی کے لیئے تیار
ہو اُسکا کھانا مضائقہ نہین ہی اور جو اُسکے قائم مقام ہو اور جب ایک شخص اپنے بھائی
کے حال کو جانتا ہو کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہی کسی چیز مین تصرف اُسکے
کھانے مین کرے تو کچھ حرج نہین ہی کہ اُسکے کھانے مین سے بغیر اُسکی اجازت کے
کھائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اَو صَدِیقِکُم - روایت ہی کہ سفیان ثوری کے پاس
ایک جماعت آئی اور اُسکو موجود نہ پایا تو انھون نے دروازہ کھولا اور دسترخوان

بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تمنے سلف کے اخلاق یاد دلائے کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیئے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنت ہی اور اسمین زیادہ والا ولیمہ ہی اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غرور کے سبب تخلف کرتے ہین اور یہ خطا ہی اور جو یہ بات بناوٹ سے کی ہو اور ریا سے تو وہ کثرت تکبر سے ہی۔ روایت ہی کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستے پر لوگون سے سوال کرتے ہین اور اُنھون نے زمین پر ٹکڑے روٹیون کے پھیلا رکھے تھے اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ اُنپر گذرے تو اُنسے سلام علیک کی اور اُنھون نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ ای فرزند آیئے صبح کا کھانا حاضر ہی آپ نے فرمایا ہان اللہ تعالی متکبرون کو دوست نہین رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی سواری سے اُتر پڑے اور زمین پر اُنکے ساتھ بیٹھے اور اگر کھانے لگے پھر اُنکو سلام کیا اور سوار ہوگئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیون کے ساتھ کھانا کھانا یکسنے کے ساتھ کھانا کھانے سے افضل ہی۔ روایت ہی کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور امر کیا کہ اسکے لیئے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھاچکا تو رشید نے پانی اسکے ہاتھون پر طشت مین گرایا پھر جب وہ فارغ ہوا تو کہا یا ابا معاویہ تو جانتا ہی کہ تیرے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہین کہا کہ امیر المومنین نے کہا ای امیر المومنین اسکے سوا نہین کہ تو نے علم کا اکرام واعزاز واجلال کیا ہی اللہ تعالی تیرا اجلال کرے اور تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا۔

چوالیسوان باب صوفیہ کے آداب لباس اور اُنکی نیات اور اُسمین اُنکے مقاصد کے بیان مین

لباس نفس کی حاجات سے ہی اور اسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے کے
لیئے ہی جیسے کہ طعام حاجات نفس سے بھوک دور کرنے کے لیے ہی اور جیسا کہ نفس طعام سے
مقدار حاجت پر قانع نہین ہی بلکہ زیادات اور خواہشین طلب کرتا ہی سو اسی طرح
لباس مین انواع اقسام کی پوشاک مانگتا ہی اور نفس کے لیئے اسمین طرح طرح کی
خواہش اور ہوا ہوتی ہی پس صوفی نفس کو لباس مین صحیح علم کی متابعت کی
طرف پھیرتا ہی۔ بعضے صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس پھٹا ہوا ہی کہا لیکن وجہ حلال سے
سے ہی اور اُس سے کہا گیا کہ وہ میلا ہی کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہی تو صادق کی
نظر اپنی پوشاک مین یہ ہی کہ وہ وجہ حلال سے ہو اسواسطے کہ ہر آئنہ حدیث مین وارد ہی
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جس نے ایک کپڑا دس
درم کو خریدا اور اسکی قیمت مین ایک درم حرام کا ہی تو اللہ تعالے اُس سے صرف اور عدل
نہین قبول کرتا یعنے نہ فرض نہ نفل پھر اسکے بعد نظر اسکی اسمین ہی کہ وہ لباس پاک
ہو اسواسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہی اور ان دو نظر کے سوا اُسکی
نظر اسمین ہی کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ مصلحت نفس کی ہی اور
اسکے بعد جو نفس چاہتا ہی وہ سب فضول اور زیادت ہی اور نظر خلق کی طرف ہی
اور صادق کے لیئے سزاوار نہین ہی کہ لباس پہنے مگر اللہ کے واسطے اور وہ ستر
عورت ہی یا اپنے نفس کے لیئے کہ گرمی اور سردی دور ہو۔ حکایت ہی کہ سفیان
ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اسکے بدن مین کپڑا تھا جسکو اُلٹا پہنا
تھا سو اُس سے کہا گیا اور اسکو علم اسکا نہ تھا پس اُسنے قصد کیا کہ اُسے اُتارے
اور سیدھا کرکے پہنے بعد ازان اُسکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب مین نے پہنا تھا

تو نیت کی تھی کہ مین اُسے اللہ کے واسطے پہنتا ہون اور اب مین اُسے نہین برتتا ہون
مگر خلق کی نظر کے واسطے سو مین اس سے پہلی نیت کو نہین توڑتا اور صوفیہ طہارت
اخلاق کے ساتھ مخصوص ہین اور انکو طہارت اخلاق نہین نصیب ہوئی مگر صلاحیت
اور اہلیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالی نے اُنکے نفوس کے لیئے مہیا کی ہی اور
اخلاق کی طہارت اور اُنکی معاونت مین ایک تناسب ہی جو ہیئت نفس کے سبب
واقع ہی اور ہیئت نفس کا تناسب وہی ہی مشار الیہ قول اللہ تعالی کا ہی فَاِذَا سَوَّیْتُہٗ وَ
نَفَخْتُ فِیْہِ مِن رُّوْحِیْ یعنے پس جسوقت کہ مین نے اسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی
روح مین نے اُسمین پھونکی - پس تناسب وہی تسویہ ہی پس مناسب یہ ہی کہ لباس
اُنکا مشاکل اور مشابہ اُنکے طعام کے ہو اور طعام اُنکا ہمشکل اُنکے کلام کے ہو اور اُنکا
کلام ہمشکل سونے کے ہو اسواسطے کہ تناسب جو نفس مین واقع ہی علم کے ساتھ مقید ہی
اور تشابہ اور تماثل احوال مین جو ہی اُسکے ساتھ علم حکم کرتا ہی اور زمان حال کے متصوف
کسی قدر التزام تناسب کا آمیزش ہوا کے ساتھ کرتے ہین اور اُنکے پاس جو کچھ
واقفیت تناسب ہی وہ ایک تراوش اُنکے سلف کے حال کی ہی جو وجود تناسب
مین تھی - ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ ایک اُنمین سے تین درم کی عبا پہنتا ہی اور
اُسکے پیٹ مین خواہش پانچ درم کی ہی اسکا انکار اسنے اسواسطے کیا کہ تناسب
نہین ہی - پھر جب کوئی موٹا کپڑا پہنے تو سزاوار یہ ہی کہ اُسکی غذا بھی اُسکی جنس سے ہو
اور جب کہ لباس اور طعام مختلف ہووے تو وجہ محل انحراف کے وجود کی ہی وجود ہوے
سے جو دو طرف سے ایک طرف مین مخفی ہی یا وہ طرف لباس پہنن ہی اس سبب سے
کہ وہ نظر خلق کا مقام ہی یا کہ وہ طعام کے طرف مین ہی اسواسطے کہ حرص اور شرہ

با فراط ہی اور یہ دونون وسعت مرض مین جو دوا کے محتاج ہین پس چاہیے کہ حد
اعتدال کی طرف عود کرے ابو سلیمان دارانی نے ایک کپڑا دھلا ہوا پہنا تو اس سے
احمد نے کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہا کاش میرا قلب اور قلوب مین ایسا
ہوتا جیسا کہ میرا قمیص کپڑون مین ہی تو فقیر لوگ گدڑی پہنا کرتے اور بسا اوقات
چھتڑے گھورون کے اوپر سے اُٹھا لیتے اور اُسسے اپنے کپڑون مین پیوند لگاتے اور
ہر آئینہ اہل صلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا ہی اور یہ وہ لوگ تھے جنکے پاس کچھ مال
نہ تھا تو اسکی طرف رجوع کرتے تھے سو جیسے اُنکے پیوند گھورون کے چیتھڑون سے تھے
گداگری سے اُنکے لقمے تھے - ابو عبداللہ رفاعی تیس برس فقر اور توکل پر قائم رہا
اور جب کبھی فقرا کے لیئے کھانا حاضر کرتا تو اُنکے ساتھ نہ کھاتا اس بارہ مین اُس سے
کہا جاتا تو وہ کہتا کہ تم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور مین حق مسکنت کے ساتھ کھاتا ہون
بعد اذان عشا اُنہین کے درمیان دروازون سے بھیک مانگنے کے لیے نکلتا اور یہ اُس
شخص کی شان ہی جو مال کی طرف رجوع نہ کرے اور زیر احسان کسی کے نہو نقل ہی کہ
خرقہ پوشون کی ایک جماعت بشر بن الحارث کے پاس گئی تو اُن سے آپ نے کہا
ای قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو مت ظاہر کرو اسواسطے کہ تم اسکے باعث پہچانے
جاتے ہو اور اُسکے لیئے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک
لڑکے نے اُنہین سے اُسے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَنَا مِمَّنْ يُّعْرَفُ بِهٖ وَيُكْرَمُ بِهٖ یعنے شکر ہی
اس اللہ کا جسنے ہمکو اُن لوگون سے گردانا جو اُس سے پہچانے جاتے ہین او اُسکے
لیئے اکرام کیے جاتے ہین - واللہ کی قسم ہر آئینہ یہی لباس غالب رہیگا تا آنکہ دین سب
اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اُس سے کہا شاباش ای لڑکے مثل تیرے جو کوئی

مرقعہ پہنے تھے تو ایک اُنمین کا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا تہ کرکے رکھتا تھا اور نہ
مالک اُس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوے تھا۔ اور روایت ہی کہ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو خریدا تھا پھر اُنگلیون کے سرے سے اُسکی
آستین کاٹ ڈالین اور اُنھین سے روایت ہی کہ عمر بن الخطاب سے کہا کہ اگر تو چاہے
کہ اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص مین پیوند لگا اور اپنا جوتا گانٹھ اور اپنی آہش
اور امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کھا۔ اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ
بغداد کی جامع مسجد مین ایک شخص تھا کہ اسکو نہین پاتا مگر ایک کپڑے مین جاڑے
ہون یا گرمی تو اُس سے دریافت کیا گیا کہ اِسکا کیا سبب ہی تو اُسنے کہا کہ مجھے حرص تھا
کہ بہت سے کپڑے پہنون سو ایک رات مین نے اُسمین دیکھا جو سونے والا دیکھا
کرتا ہی گویا کہ مین بہشت مین داخل ہوا سو مین نے ایک جماعت کو اپنے یارون سے
دیکھا جو فقرا سے تھے کہ وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو مین نے چاہا کہ اُنکے
ساتھ مین بھی بیٹھون کہ یکایک فرشتون کی ایک جماعت آن پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور
مجھے اٹھا لیا اور مجھسے کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہین اور تیرے پاس دو کپڑے
ہین تو اُنکے ساتھ مت بیٹھ تب مین جاگا اور عہد کیا کہ مین ایک کپڑے کے سوا
نہ پہنونگا یہان تک کہ اللہ تعالی سے ملون۔ اور کہا گیا ہی کہ ابو یزید مر گیا اور اس کرتے کے
سوا اور کچھ نہ چھوڑا جو اُسکے بدن مین تھا اور وہ مانگا ہوا تھا سو اُسے اُسکے مالک کو
پھیر دیا اور یہ حکایت ہمکو شیخ حماد ہمارے شیخ کے شیخ سے پہونچی ہی کہ اُسنے بڑا زمانہ بسر
کیا کہ وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار یہان تک کہ اپنے ذاتی ملک کی کوئی چیز نہین پہنی
اور ابو حفص حداد نے کہا ہی جب تو کسی فقیر کی نیک روئی اپنے کپڑے مین دیکھے تو

اُسکے خیر کی امید نہ رکھ اور نقل ہی کہ ابن کرنبی مرا اور وہ جنید کا استاد تھا اور اُسکے
بدن مین مرقعہ تھا منقول ہی کہ اُنکی ایک آستین اور تیر پر جامہ کا تیرہ رطل تھا (رطل
نیم من) سو کبھی ایک جماعت صالحین ایسے سخت لباس مین ہوتی ہی اور کبھی صالحین
کی ایک جماعت تکلف کرتی ہی کہ مرقعہ اور لباس فقرا کے سوا اور لباس پہنین اور اسمین
نیت اُنکی اخفاے حال ہی یا اسکا خوف ہی کہ حق مرقعہ واجب طور سے ادا نہو گا منقول ہی
کہ ابو حفص حداد نرم کپڑے پہنا کرتے اور اُسکا ایک گھر تھا جسمین ریت بچھی ہوئی تھی
شاید کہ اُسکے اوپر سویا کرتا تھا بدون اُسکے کہ بچھونا ہو اور اصحاب صفہ سے ایک قوم
تھی جو اس بات کو مکروہ جانتی تھی کہ اُنکے اور مٹی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو اور ابی حفص
کا نرم کپڑا پہننا علم اور نیت کے ساتھ ہوتا تھا کہ اللہ تعالی اُسکی صحبت سے کے ملے اور اسی طرح
صادقین کا حال ہی اگر انھون نے نیت کے ساتھ نرم کپڑا پہنا ایک نیت سے جو انکے لیے
اسمین ہی پس اُنپر اعتراض نہ کیا جائے بدون اسکے سخت کپڑے اور مرقع کا پہننا تمام
فقرا کے لیے لائق ہی اس نیت سے کہ دنیا اور اُسکی روشنی چمک اور خوبی سے قلت کرے
اور ہر آئنہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہی کہ جس شخص نے خوش آیندہ کپڑا ترک
کر دیا حال آنکہ وہ اُسکے پہننے پر قادر رہی تو اللہ تعالی اُسکو جنت کا لباس پہنائیگا
ولیکن نرم کپڑے کا پہننا تو وہ لائق نہین ہی مگر اُس شخص کے لیے جو اس بارہ مین اپنے
حال کا عالم ہو اور اپنے نفس کی صفات کا دیکھنے والا ہو شہوات پوشیدہ نفسانی
کا جویا ہو اللہ تعالی اسمین حسن نیت کو قبول کرے پس حسن نیت کے سبب اس مسئلہ
مین بہت سی وجوہ ہین کہ اُنکی شرح طویل ہی اور لوگون مین سے بعض ایسے بھی ہین
کہ جو ایک کپڑے پہننے کا خاص قصد نہین کرتے نہ اُسکی سختی سے نہ اُسکی نرمی سے بلکہ

وہ ایسا کپڑا پہنتے ہین جو حق اُنکو پہناوے تو وہ وقت کے حکم سے ہی اور یہ حسن ہی
اور اس سے احسن ہی کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ مین ٹٹولے اور جو پائے کرے پھر اگر
اس کپڑے مین جسکو اللہ تعالیٰ نے اُسکے پاس بھیجا ہی نفس کے لیے شریا اُسکی شہوت
پوشیدہ یا ظاہر دیکھے تو اُسے اُتار ڈالے الا اُسوقت کہ حال اسکا اللہ کے ساتھ ترک
اختیار ہو پس اس صورت مین اُسے گنجایش نہین ہی الا اس بات کی کہ وہ اُسی کپڑے
کو پہنے جو اللہ تعالیٰ نے اُسکے پاس بھیجا ہی۔ اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کا
یہ حال تھا کہ آپ کسی ہیئت کے مقید لباس مین نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد اور
تکلف و اختیار کیف ما اتفق ملجاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک
دانگ کے درم کا چھٹا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا سا اور شیخ عبد القادر رحمہ اللہ ایک
ہیئت مخصوصہ کا لباس پہنتے تھے اور طیلسان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہی کہ کاندھے پر
ڈالتے ہین) اور شیخ علی ہیتی فقیرون کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور ابو بکر فراز نجان مین
(ملک زنگ) احاد الناس کی طرح سخت پوستین پہنا کرتے اور ہر ایک کے لیے اُسکے
لباس اور ہیئت مین ایک نیت صالحہ ہی اور ان اقسام کے تفاوت کی شرح اس کتاب مین
طول ہوتی ہی۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا
اور ہر آئنہ اُسکے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اُسے پہنتے تھے اور اس سے ذکر
کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دلون مین انکار سبقت کرتا ہی آپ کی نسبت جو
یہ کپڑا آپ پہنتے ہین تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہین ہوتی مگر دو آدمیون سے کسی
ایک کے ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ ظاہر علم شرع کا کرتا ہی تو ہم اس سے کہتے ہین کہ
آیا ہمارے کپڑے کو شرع مکروہ کرتی ہی تو اُسکو حرام کرتا ہی تو وہ کہتا ہی کہ نہین اور ایک

وہ شخص ہی جو ہمسے مطالبہ اُس حقائق کے ساتھ کرتا ہی جو ارباب عزیمہ کی قوم سے
ہین تو ہم اُس سے کہتے ہین کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے مین جو ہم اُسے
پہنتے ہین کوئی اختیار ہی یا تو ہمارے پاس اُسمین خواہش اور شہوت دیکھتا ہی
وہ کہتا ہی کہ نہین اور کبھی لوگون مین وہ ہوتے ہین جو نرم کپڑون کے پہننے کا قصد
رکھتے ہین اور سخت کپڑے اپنے مکروہ جانتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے ایک ہیئت خاص
پسند فرمائے پس وہ اللہ تعالی سے التجا اور اختیار کرتا ہی اور سوال کرتا ہی کہ وہ ایسے
دکھلادے ایسا لباس جو اللہ تعالی کے پسند ہوا اور اسکو لائق اور صالح اُسکے دین اور
دنیا کے لیے کرے اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض ہوا
نہین ہی پس اللہ تعالی اُسپر کشود کر دیتا ہی اور اسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہی
اور معلوم کرا دیتا ہی تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہی پھر اُسکا باعث ہوتا ہی
اور یہ اتم و اکمل ہی اُن سب لباسون سے جنکا پہننا للہ ہو اور بعضے وہ آدمی ہوتے
ہین جنکا حصہ علم سے وافر ہوتا ہی اور منبسط اُس سے ہوتا ہی جسکا بسط اللہ اُسکو کرتا ہی
تو وہ علم اور ایقان سے لباس پہنتا ہی اور وہ پروا اسکی نہین کرتا کہ وہ کپڑا نرم ہی
یا سخت ہی اور بسا اوقات اُسنے نرم لباس پہنا اور اُسمین اُسکے نفس کے لیے حصہ اور
اور حظ ہی اور یہ حظ اُسمین موجب کمی گناہ و کنارہ کا اُسکے لیے اور اُسکے اوپر پھیرا ہوا
اور اُسکو بخشا اور ہبہ کیا ہوا ہوگا کہ اُسکے ارادہ نفس سے اللہ تعالی موافق ہی اور یہ
شخص تزکیہ مین کامل اور طہارت مین تمام محبوب مراد ہوگا کہ اُسکی مراد محبوب کی طرف
اللہ تعالی مسارعت فرماتا ہی بغیر اسکے کہ یہان پر قدم لغزش ہو جو اکثر مدعیون کے لیے ہی
یحیی بن معاذ رازی سے حکایت ہی کہ وہ صوف اور پرانے کپڑے ابتدائے امر مین

پہنا کرتے تھے بعد ازان آخر عمر مین نرم کپڑے پہننے لگے یہ حال بایزید سے ذکر کیا گیا
تو اُسنے کہا جب مسکین تیجیے نے صبر اوّلی پر نہ کیا تو کیونکر تحفون پر صبر کرتا اور بعضے وہ
لوگ ہین جنکو پہلے سے علم اُن چیزون کا ہوتا ہی جو لباس کی قسم سے اُسکے پاس جائیگا
تو اُسکو وہی سمجھکر پہنتا ہی اور صادقین کے اور جتنے احوال ہین مختلف انواع کے وہ
سب مستحسن ہین قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا یعنے تو کہہ ہر کوئی کام
اور طریقہ اپنے کے کرتا ہی پس رب تمھارا خوب جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ راہ کو
پانیوالا ہی اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور سالم یعنے محفوظ ہر
اور آفات سے دور تر ہی۔ مسلم بن عبد الملک نے کہا ہی کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس
مین گیا کہ مرض مین اُسکی عیادت کرون تو مین نے اُسکا کرتہ میلا دیکھا تو مین نے
اُسکی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلواؤ اُسنے کہا انشاء اللہ تعالیٰ
ایسا کرینگے کہا پھر مین عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی میلا ہی پھر
مین نے کہا اے فاطمہ کیا مین نے تجکو نہین حکم دیا اس بات کا کہ اُسے دھو ڈالو
اُسنے جواب دیا کہ واللہ کوئی دوسرا کرتہ اسکے سوا نہین ہی۔ اور سالم نے کہا کہ عمر
بن عبد العزیز ملایم ترین لوگون سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اُسکو خلافت سپرد
کیجائے پھر جب کہ خلافت اُسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونون زانوؤن کے درمیان
مارا اور روئے پھر اُسنے پرانے کپڑے اور کمل موروثی منگائے اور پہنے منقول ہی
کہ جب ابو الدردا نے انتقال کیا تو اُنکے کپڑے مین چالیس پیوند پائے اور اسکی
عطا چار ہزار تھے۔ اور زید بن وہب نے کہا علی بن ابی طالب نے ایک قمیص ازی
پہنا اور وہ ایسا تھا کہ جب اُسکی آستین کھینچی جاتی تو انگلیون کے سرے تک

پہونچی خارجیون نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو ایسے
لباس پر جو غرور سے بہت دور ہی اور اس لائق ہی کہ مسلم میری اقتدا کرین - اور منقول ہی
کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کسی آدمی پر دو باریک کپڑے دیکھے درہ مار کر اُسے اُٹھانے
اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو - اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی
کہ آپ نے فرمایا ہی اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کرو کہ ہر آئنہ وہ دنیا مین
مذلت ہی اور آخرت مین نور ہی اور بچاؤ تم اپنے تئین اس سے کہ تم اپنے دین کو
لوگون کی تعریف وثنا سے فاسد کرو - اور روایت ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے جوتے کا جوڑا پہنا پھر اُنکی طرف دیکھا تو اُنکا حسن اچھا معلوم ہوا تو
اللہ تعالی کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ مین پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہ مین ڈرا
ایسا نہو کہ میرا پروردگار مجھسے مُنھ پھیر لے سو اُسکی مین نے تواضع اور عاجزی کی
ضرور ہی کہ یہ جوڑا جوتا رات کو میرے گھر مین نہ رہنے اس خوف سے کہ اللہ تعالے
کی طرف دشمنی اُنکے سبب نہو اور پھر اُنکو اتار ڈالا اور اُنکو بھیجدیا اُس مسکین کے لیے
جو اول اُسے ملے پھر حکم دیا اور آپ کے لیے نعلین خریدی گئین جو پُرانی گٹھی ہوئی تھین
اور روایت ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہی اور
پُرانا گٹھا ہوا جوتا پہنا اور غلامون کے ساتھ کھانا کھایا اور جس وقت نفس محل آفات
مین ہو تو اُسکے پوشیدہ حیلون اور مخفی شہوات اور چھپی ہوے پر اطلاع پانا نہایت
دشوار ہی پس لائق و سزاوار اور اولی یہ ہی کہ احوط امر کو پکڑے اور چھوڑ دے اُنکو
جو شک مین ڈالتے ہین اُسکی طرف جو شک نہین ڈالتے ہین اور بندہ کے لیے نہین
جائز ہی کہ وسعت مین داخل ہو الا بعد اُسکے کہ علم وسعت کا مضبوط اور قوی ہو اور نفس

کو نفس کا مل ہو اور یہ تب ہی کہ نفس اپنی ہوا تبع کی غیبت کے ساتھ غائب اور
پوشیدہ ہو جائے اور نیت خالص اور تصرف علم صریح واضح کے ساتھ راست اور
درست ہو جائے اور عزیمت کے لیے تو مین ہین کہ اُسپر سوار ہو تی ہین اور اُسکی
مراعات کرتی ہین رخصت کی طرف نزول کرنا نہین جانتی اس خوف سے کہ فضیلت
ترک دنیا اور ملائم لباس دنیا کے فوت نہو جائین - اور ہر آئینہ کہا گیا ہی کہ جس شخص کا
لباس باریک ہی اُسکا دین باریک ہی اور کبھی اس بارہ مین رخصت دیجاتی ہی ایسے
شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شرع کی رخصت پر ٹھیرے - علقمہ نے عبداللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا ہی
بہشت مین وہ شخص داخل نہوگا جسکے دل مین ایک ذرہ کے وزن پر کبر و غرور ہوگا
پس ایک شخص نے کہا ہی کہ آدمی دوست رکھتا ہی اس بات کو کہ کپڑے اُسکے اچھے
ہون اور جوتا اسکا اچھا ہو تو نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی جمیل ہی اور جمال
کو دوست رکھتا ہی پس یہ رخصت اُس شخص کے حق مین ہی جو اُسے پہنا اور ہوائے نفس
سے اُسمین افتخار نہ کرے اور نہ وہ اترائے لیکن جسنے کہ لباس اسواسطے پہنا کہ دنیا اور
اُسکے تکاثر سے تفاخر کرے اور شیخی مارے تو ہر آئینہ اُسکے حق مین وعید ہی - ابو ہریرۃ نے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مومن کا پاجامہ آدھی پنڈلی
تک ہی اُس مقدار مین جو اُسکے اور ٹخنون کے مابین ہی اور جو ٹخنون سے نیچا ہو
تو وہ دوزخ مین ہی جس شخص نے اپنی ازار کو نافرمانی سے کھینچا قیامت کے دن
خدا ے تعالی اُسکی طرف نہ دیکھیگا اس درمیان مین ایک شخص اُن لوگون سے
تھا جو تمسے پہلے تھے وہ تبختر اور نازش اپنی چادر پر کرتا جسوقت کہ اُسکو چادر اُسکی

اچھی معلوم ہوتی تھی تو اللہ تعالی نے اُسکے ساتھ زمین کو دھسا دیا پس وہ زمین مین گھستا چلا جائیگا قیامت کے دن تک اور احوال مین اختلاف ہوا کرتا ہی اور جو شخص کہ اُسکا حال اُسکے صحت علم کے ساتھ صحیح ہو اُسکی نیت ماکول وملبوس اور تمام کاروبا مین صحیح ہوتی ہی اور کل احوال مین وہ مستقیم رہتا ہی اور باطن کی استقامت سے جو اللہ تعالی کے ساتھ ہی راست اور مستحکم ہوتا ہی اور اُسکے موافق بندہ کے کاروبار اللہ تعالی کے حسن توفیق سے مستقیم ہوتے ہین۔

پینتالیسوان باب قیام لیل کی فضیلت کے ذکر مین ہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ یعنی جب تمکو اونگھ گھیرے اُس سے امن ہی اور اُتارتا ہی تمپر آسمان سے پانی تو بسبب اسکے تمکو پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تمسے لے جائے۔ یہ آیت مسلمانون کے حق مین جنگ بدر کے دن نازل ہوئی جبکہ وہ ایک ریت کے ٹیلے پر اُترے جسمین آدمیون کے قدم اور گھوڑون کے سُم دھسے جاتے تھے اور اُنپر مشرکون نے بدر عظمے کے پانے تک سبقت کی اور اُنپر وہ غالب ہو گئے اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث اور جنب اُٹھے اور اُنکو پیاس معلوم ہوئی اور شیطان نے اُنکو وسوسہ مین ڈالا کہ تمھارا زعم ہی کہ تم حق پر ہو اور تمھارے درمیان نبی اللہ ہین حال آنکہ مشرکین پانی پر غالب اور قابض ہو گئے اور تم بے طہارت اور بغیر غسل کے نمازین پڑھ رہے ہو پھر تم کیونکر امید فتح یابی کی اُنپر رکھتے ہو تب اللہ تعالے نے آسمان سے مینھ برسایا جس سے میدان جنگل بن نکلے پس مسلمانون نے

اُس سے پانی پیا اور نہائے اور وضو کیے اور گھوڑوں کو پانی پلایا اور برتن اور
مشکیں بھر لیں اور زمین سخت ہو گئی یہاں تک کہ قدم اُس پر ثابت ہوے اور جیسے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے ویثبت به الاقدام اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم یعنی بسبب
اُسکے پانوں ٹھہرنے لگے اسواسطے کہ رب تیرے نے فرشتوں کو حکم کیا کہ میں تمھارے
ساتھ ہوں - اللہ تعالیٰ نے اُنکو فرشتوں سے مدد دی حتیٰ کہ مشرکین پر وہ غالب ہو گئے -
اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن ہی اور حد ہی اور مطلع ہی
اور اللہ تعالیٰ نے جسطرح اونگھ کو اس واقعہ اور حادثہ میں صحابہ کے لیے رحمت اور
امن بنا دیا تو وہ ایک رحمت ہی جو تمام مومنین کو عام ہی اور اونگھ ایک قسم صلح
اقسام عاجلہ سے مریدوں کے لیے ہی اور وہ ایک امن ہی اُنکے قلوب کے لیے
اُن منازعات سے جو نفس کرتا ہی اسواسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہی اور
ماندگی کا شکوہ نہیں کرتا اسواسطے کہ شکایت اور تعب میں قلب کی کدورت ہی اور
اُسکی استراحت نیند کے ساتھ بشرطیکہ علم اور اعتدال ہو قلب کی راحت ہی
باینوجہ کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدان سالک کے لیے نفس
کی طمانیت پر ہی سو ہر آئنہ کہا گیا ہی کہ سزاوار ہی کہ ایک تہائی رات اور دن کی نیند
ہو تاکہ بدن مضطرب نہو یعنی آٹھ گھنٹے نیند کے لیے ہیں دو گھنٹے انمیں مریدوں
میں گرداتے اور چھ گھنٹے رات میں کرے اور ان دونوں میں سے ایک میں
زیادہ کرے اور دوسرے میں کم کرے اُس قدر کہ رات کو طول اور قصر جاڑے اور
گرمی کے موسم میں ہو اور کبھی حسن ارادت اور صدق طلب سے ایسا ہوتا ہی کہ
نیند کو ایک تہائی کے مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان نہ ہو جائے جب کم

رفتہ رفتہ اُسکی عادت ہوجائے اور کبھی بیداری کی ثقالت اور نیند کی قلت کو
روح اور انس کا وجود اُٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ نیند جسکی طبیعت سرد تر ہی بدن اور
دماغ کو نفع دیتی ہی اور گرمی اور خشکی سے جو مزاج مین پیدا ہوتی ہی تسکین دیتی ہی پس
اگر ایک تہائی سے کم کی جائے تو دماغ کو ضرر پہونچاتی ہی اور اُس سے اضطراب جسم کا
خوف ہوتا ہی پس جسوقت کہ نیند کی بابت راحت قلب اور اُسکا انس ہوجاتا ہی تو
اُسکا نقصان اور کمی ضرر نہین کرتی اسواسطے کہ روح اور اُنس کی طبیعت سرد تر ہی
جیسے کہ نیند کی طبیعت سرد تر ہی اور کبھی طول شب کی مدت روح کے ہونے سے کم ہوجاتی ہی
تو اُسوقت روح کے سبب بڑے رات کے اوقات چھوٹے ہوجاتے ہین جیسا کہ
منقولہ ہی کہ سَنَةُ الْوَصْلِ سِنَةٌ وَسِنَةُ الْهَجْرِ سَنَةٌ یعنی وصل کا برس ایک اونگھ ہی اور ہجر
کا برس ایک قحط کا برس ہی پس اہل روح کے لیے رات کم ہوجاتی ہی۔ علی بن بکار سے
سے منقول ہی کہ اُسنے کہا کہ چالیس برس سے مجھے نہین غمگین کیا مگر طلوع فجر نے
اور بعضون سے سوال کیا گیا تمھارے اور رات کے کیسی بنی کہا کہ مین نے کبھی استغار
نہ کیا کہ وہ مجھے اپنی صورت دکھلاتی ہی بعد ازان وہ واپس پھر جاتی ہی اور حال آنکہ
مین نے اُسمین اندیشہ بھی نہین کیا۔ اور ابوسلیمان دارانی نے کہا رات والے اپنی
رات مین زیادہ مزہ مین اُس سے رہتے ہین جو کھیل کود والے اپنے کھیل کود مین مزہ
پاتے ہین۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی دنیا مین کوئی شئی ایسی نہین ہی جو بہشتیون
کی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے
رات کو اپنے دلون مین پاتے ہین پس مناجات کی حلاوت شب بیدارون کے لیے
ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہی۔ اور بعضے عارفون نے کہا ہی کہ ہر آئنہ اللہ تعالے

صبح کے اوقات مین شب بیدارون کے دلون پر نظر کرتا ہی پھر اُنکو نور سے بھر دیتا ہی
سو وہ فائدے اُنکے قلوب پر نازل ہوتے ہین اور وہ دل روشن اور منور ہو جاتے ہین
پھر اُنکے قلوب سے غافلون کے قلوب پر پھیلتے ہین اور ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی
کہ ہر آئینہ اللہ تعالی اُن وحیون مین سے جو اپنے انبیا کی طرف بھیجی وحی نازل کی
کہ ہر آئینہ میرے لیے ایسے بندے ہین جو مجھے دوست رکھتے ہین اور مین اُنکو دوست
رکھتا ہون اور وہ میرے مشتاق ہین اور مجھے اُنکا اشتیاق ہی اور وہ مجھے یاد
کرتے ہین اور مین اُنھین یاد کرتا ہون اور وہ میری طرف دیکھتے ہین اور مین اُنکی
طرف نظر کرتا ہون پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو مین تجھے دوست رکھون اور جو تو
اُس سے عدول کرے تو مین دشمن رکھونگا اُس نبی نے کہا ای میرے پروردگار
اُنکی علامت کیا ہی فرمایا وہ لوگ سایون کی نگہداشت دن مین کرتے ہین جسطرح
چرواہا اپنی بکری کی نگہداشت کرتا ہی اور وہ مشتاق غروب آفتاب کے ہوتے ہین
جیسے کہ پرندا اپنے آشیانون کے مشتاق ہوتے ہین پھر جب کہ رات اُنکو چھپا لیتی ہی
اور تاریکی مل جاتی ہی اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہی تو وہ لوگ
میری طرف اپنی قدمون کو گاڑ دیتے ہین اور میری طرف اپنے چہرون کو بچھا دیتے ہین
اور مجھسے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہین اور میری خوشامد
چاپلوسی میرے انعام کے سبب کرتے ہین اور وہ اس اثنا مین چیخین مارتے اور
گریہ و بکا کرتے ہین اور کبھی وہ آہ کش اور شاکی ہین مجھے اپنی چشم کی قسم ہی جو میرے
واسطے تحمل اور برداشت کرتے ہین اور مجھے قسم ہی اپنے سمع کی جو وہ میری محبت سے
شکایت کرتے ہین اول اُن چیزون مین سے جو مین اُنکو عطا کرونگا یہ ہی کہ اُنکے

قلوب مین اپنا نور نازل کرونگا تو وہ مجھسے خبردار ہونگے جیسا کہ مین اُنسے خبردار
ہون اور دوسرے اگر ساتون آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے درمیان ہین اُنکے اوزان
مین ہون تو اُنکے لیے مین اُنکو تھوڑا سمجھون اور تیسرے مین اپنی وجہ سے اُنپر اقبال
کرون کیا تو دیکھتا ہی اس شخص کو جسکا اقبال مین اپنی وجہ سے کرون کیا کوئی شخص
اُس چیز کو جانتا ہی جسکا مین ارادہ رکھتا ہون کہ اُسکو مین عطا کرون پس سچا مرید
جب رات مین اپنے پروردگار کی مناجات مین تنہا اور خلوت نشین ہو تو اُس
رات کے انوار اُسکے دن کے اجزا پر پھیل جاتا ہی اور دن اُسکا اپنی رات کی حمایت
مین آجاتا ہی اور یہ حالت اُسکے قلب کے نورانی ہونے سے ہوتی ہی درینصورت
اُسکے حرکات اور اُسکے کاروبار جو دن مین ہوتے ہین اُس چشمۂ انوار سے صادر
ہوتے ہین جو رات سے اُسمین جمع ہوتے ہین اور اُسکا قالب ایک قبہ مین قباب
حق سے ہوتا ہی جسکے سب حرکات راست اور درست ہوتے ہین اُسکے سکنات
موقر ہوتے ہین۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ جسنے رات کو نماز پڑھی
اُسکا مُنھ دن مین حسین ہو گیا ہی اور جائز ہی کہ یہ بات دو وجہ سے ہوتے ہون ایک
اُن دونون مین سے یہ ہی کہ قندیل روشن چراغ سے ہوتی ہی تو جسوقت چراغ یقین
روغن عمل شب کی کثرت سے چمکدار روشن ہوتا ہی تو چراغ کی روشنی زیادہ ہوتی ہی
اور قالب قندیل نور اور ضیا حاصل کرتا ہی۔ سہل بن عبداللہ کہا کرتے تھے کہ
یقین آتش ہی اور اقرار بتی ہی اور عمل روغن ہی اور ہر آئنہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی
سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ یعنی پہچان اُنکے مُنھون مین اُنکے سجدون کے
اثر سے ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ یعنی مثل اُسکے

نور کی مانند اُس طاق کے ہی کہ اُسمین چراغ ہی۔ پس نور یقین نور الٰہی سے قلب کے شیشہ مین روشنی کو روغن عمل سے زیادہ کرتا ہی تو دل کا شیشہ چمکدار ستارہ کے مثال باقی رہجاتا ہی اور شیشہ کے انوار قالب کے طاق پر منعکس ہوتے ہین اور یہ بھی ہی کہ قلب نور کی آتش سے نرم ہو جاتا ہی اور اُسکی نرمی قالب مین سرایت کرتی ہی پس نرمی قلب سے قالب نرم ہو جاتا ہی پس یہ دونون قلب اور قالب مشابہ اُس نرمی کے وجود سے ہو جاتے ہین جو اُن دونون مین عام ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ یعنی پھر جلدین اُنکی اور دل اُنکے طرف ذکر اللہ کی نرم ہوتے ہین۔ جلدون کو اللہ تعالے نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیساکہ قلوب کا وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھر گیا اور قالب اُس چیز سے جو اُسمین انس و سرور سے اثر کرتی ہی نرم ہو گیا تو اُسوقت زمان اور مکان نور قلب مین مندرج ہو جاتا ہی اور اُسمین کلام اور آیات اور سورتین درآتی ہین اور زمین قالب کی اپنے رب کے نور سے روشن ہو گی اسواسطے کہ قلب آسمان ہو جائیگا اور قالب زمین ہو گا اور تلاوت کلام اللہ کی لذت مناجات کے محل مین وجود کائنات کو چھپا لیتی ہی اور کلام مجید اُسکے سبب صفائی شہود کی مزاحمت مین سائر وجود سے نائب ہو جاتا ہی تو اُسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہین باقی رہتی ہی اور کسی وسوسہ نفسانی کی کوئی بھنبھناہٹ نہین سنائی دیتی اور ایسی حالت مین قرآن کی تلاوت بلا وسوسہ او حدیث نفس کے اول سے آخر تک متصور ہوتی ہی اور یہ فضل عظیم ہی۔ دوسری وجہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے یہ ہی کہ جس شخص نے رات مین نماز پڑھی اُسکی صورت دن مین حسین ہو گی اُسکے یہ معنی ہین

کہ اُسکے کاموں کی صورتیں کہ اُنکی طرف متوجہ ہوتی ہی حسن دار ہو جاتی ہین اور خداے کریم کی معونت اُسکے سب کاروبار مین پہونچتی ہی اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور مورد مین ہوتا ہی اسواسطے صورت اُسکے مقاصد اور افعال کی دلربا ہوجاتی ہی اور اُسکے اقوال سلک راستی اور درستی مین منتظم ہو جاتے ہین اسواسطے اقوال قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہین

چھیالیسواں باب اُن اسباب کے ذکر مین ہی جو قیام شب اور آداب خواب کے مددگار ہین

ازانجملہ ایک یہ ہی کہ ہنگام غروب آفتاب کے وقت تجدید وضو سے پیشوائی رات کی کرتا ہی اور قبلہ رو آمد شب اور نماز مغرب کا منتظر بیٹھتا ہی اور انواع اقسام کے ذکر اس جلسہ مین کرتا ہی اور اذکار مین سے اولی تسبیح و استغفار ہی اللہ تعالے نے اپنے نبی کے لیے فرمایا ہی وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ یعنے اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھ اور ازانجملہ یہ ہی کہ عشائین مین صلوۃ اور تلاوت یا ذکر کے ساتھ پیوند اور ملاپ کرے اور افضل انمین سے نماز ہی اسواسطے کہ ہر آئنہ اُسنے مغرب کو عشا سے ملادیا تو اُسکے باطن سے آثار اس کدورت دن کے اوقات مین لوگون کے دیکھنے اور ملاقات اور اُنکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہین سب دھلجاتے ہین اسواسطے کہ یہ سب ایسی چیزین ہین جسکا اثر اور خراش اُسکے دلون مین ہوتی ہی حتے کہ اُنکی طرف دیکھنا کدورت قلب مین اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہی جسکو وہ شخص ادراک کرلیتا ہی جسکو صفائی قلب نصیب ہوتی ہی پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہو چشم دل کے لیے

اُس تنکے کی مثال ہی جو چشم ظاہری مین ہوتا ہی اور عشائین کے ملا دینے سے اُس
اثر کے جاتے رہنے کی امید کی جاتی ہی - اور ازانجملہ ایک یہ ہی کہ عشا کے بعد بات
کا کرنا چھوڑ دے اسواسطے کہ اُسوقت مین بات کرنی طراوت اس نور کی دور
کر دیتی ہی جو قلب مین عشائین کے ملانے سے پیدا ہوتی ہی اور قیام شب کا روکتی ہی
خصوصا جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد ازان عشا کے بعد تازہ وضو کرنا بھی
قیام شب پر معین و مددگار ہوتا ہی - بعض فقرا نے اپنے شیخ کا جو خراسان مین تھا
مجھسے ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا ایک بار عشا کے بعد اور ایکبار رات
کے درمیان جب کہ سونے سے جاگے اور ایک بار صبح کے قبل - پس وضو اور
غسل کے لیے عشا کے بعد قیام شب کی سہولت مین اثر ظاہر ہی اور اُسکے منجملہ
یہ ہی کہ ذکر اور نماز مین کھڑے ہونے کی عادت کرے یہانتک کہ نیند غالب ہو سواسطے
کہ اسکا عادی ہونا جلد بیدار ہونے کا معین و مددگار ہی الا اس صورت مین کہ اپنی نفس
اور عادت پر اُسے اعتماد ہو تو نیند کو بلائے اور اپنی طرف کھینچے تا کہ اپنے وقت معہود مین
اُٹھ کھڑا ہو ورنہ غلبہ کی نیند وہی ہی جو مریدون اور طالبون کے لائق ہی اور اسی کے
ساتھ محبون کی توصیف کی گئی ہی کہتے ہین کہ نیند اُنکی ڈوبے ہوون کی نیند ہی اور
کھانا اُنکا بیارون کا کھانا ہی اور کلام اُنکا ضرورۃً ہی سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
کہ خاطر جمع قیام شب مین دل لگا ہوا ہی تو وہ قیام سب کی توفیق دیا گیا ہی اور جب
نفس لچایا اور نیند پر اُسنے چھاونی ڈالی تو اُسیوقت وہ پاؤن پھیلاتا ہی اور جسوقت
کہ صدق عزیمت سے اُسنے جنبش کی اور وہ استقرار مین نہین پاؤن پھیلاتا اور یہ
جنبش نفس مین جو صدق عزیمت سے ہوتی ہی دبی نہ جائے اور جدائی اور یکسوئی

از خواب ہی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی تَتَجَافٰی جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یعنی وہ اپنی پسلیون
کو بچھونے سے الگ کرتے ہین اسواسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق عزیمت
پسلی اور بچھونے کے درمیان دوری اور علٰحدگی کر دیتی ہی اور ہر آئنہ کہا گیا ہی کہ نفس
کے لیے دو نظر ہین ایک نظر اُسکے نیچے کی طرف ہی تاکہ اقسام بدنی کو پورا لے اور ایک
نظر اُسکے اوپر کی طرف ہی تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل
عزیمت اپنی پسلیون کو خوابگاہون سے علٰحدہ اور دور کرتے ہین اس سبب سے
کہ اُنکی نظر اوپر کی طرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہی تو نفوس کو نیند سے اُسکا
حق اور حصہ دیا ہی اور اُسکو منع اُسکے حظ سے کیا ہی پس اُس چیز کے سبب جو اُسمین مٹی اور
پتھرین سے مرکوز ہین نیچے کو میٹھا جاتا ہی اور گدگدے بچھونے بچھانا چاہتا ہی اور
نیند سے مزہ لینے کا ارادہ کرتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ
یعنی وہ ایسا ہی کہ جسنے تمکو مٹی سے پیدا کیا ہی اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل مین اپنی
اصول خلقت سے ایک طبیعت ہی جو اُسکو لازم ہی اور نیچے میٹھنا مٹی کی صفت ہی
اور سستی اور ٹھٹھک رہنا اور سو رہنا اسکے سبب سے انسان مین ایک طبیعت ہی
سوا ارباب ہمت وہ اہل علم ہین جنکے لیے اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ حکم کیا ہی اپنے
اس قول مین اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَائِمًا اس آیت تک قل ہل یستوی
الذین یعلمون والذین لا یعلمون اُن لوگون کے لیے جرات کو قیام کرتے ہین علم
کے ساتھ حکم کیا ہی تو وہ اپنے علم کے مقام ہونے سے ایسے ہین کہ نفوس کو انھون نے
جنبش اُنکی قرارگاہ طبیعت سے دی ہی اور لذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے
اُنکو ترقی اُنکے صنعت کی بلندیون تک دی ہی اسواسطے اُن لوگون نے اپنی پسلیون کو

خوابگاہون سے علیحدہ کیا اور غافل سونے کھانے والے کی صنعت سے باہر نکل آئے
اور اُسی کے منجملہ ایک عادت کا بدلنا ہی سو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک
کرے اور اگر بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعضے صوفیہ کا قول ہی
کہ اگر مین گھر مین شیطان کو دیکھون تو وہ زیادہ مجھے مجرب اس سے ہی کہ مین تکیہ کو
دیکھون اسواسطے کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہی اور عادت کے بدلنے کو تکیہ
اور لحاف اور بچھونے مین ایک تاثیر آئین ہی اور جسنے اُنمین سے کوئی چھوڑ دی
اور اللہ عالم اُسکی نیت اور عزیمت کا ہی اسکا ثواب اُسکو سہولت معہود کا دیتا ہی
اور اُسی کے منجملہ معدہ کا کھانے سے سبک رکھنا ہی پھر جو کھانا کھاتا ہی وہ کھانے
جب کہ ذکر الٰہی اور بیداری باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہوگا
اسواسطے کہ ذکر سے اُسکا دُکھ دور ہوتا ہی سو اگر کھانے کا ثقل معدہ مین پایا جاوے
تو سزاوار ہی جاننا اسکا کہ اُسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہی تو جب تک ذکر اور تلاوت
اور استغفار سے کھانے کو گلائے نہ سووے بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ اگر مین اپنی غذا
شب سے ایک لقمہ کم کرون تو مجھے یہ بہت مرغوب ہی اس سے کہ مین رات بھر
قیام کرون اور احوط یہ ہی کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اسواسطے کہ وہ نہین
جانتا کہ کیا حادثہ آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور مسواک اپنے پاس موجود رکھے
اور اُسی حالت مین سووے کہ باوضو ہو۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی بندہ
جب سووے اور وضو سے ہو تو اُسکی روح عرش پر عروج کرتی ہی اور اُسکے خواب
صادق ہوتے ہین اور جو بلا وضو سو رہے تو اُسکے پہونچنے سے قاصر رہے اور خواب
اضغاث احلام اور خیال ہوتے ہین کہ وہ صادق نہین ہوتے اور ابلہ اور مریض جب

بچھونے زوجہ کے ساتھ سوئے اور اُسکا وضو لمس سے ٹوٹ جائے اور اس سے
باوضو سونے کا فائدہ نہ جاتا رہیگا جب تک کہ وہ لذت نفس کی لمس سے حاصل
نہ کرے اور بیدار دلی کو معدوم نہ کرے پھر جسوقت کہ لذت حاصل کرنے مین وہ انہو
اور غافل ہوجائے تو روح بھی صاحب جماع ہوجاتی ہی اسواسطے کہ اُسکے بے بہرہ
ہونے کا موقع ہوتا ہی اور طہارت جو شمرۂ صدق خواب ہی وہ طہارت خراش ہوئی اور
کدورت محبت دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد و کینہ سے پاک صاف ہوتا ہی
اور ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی کہ جو شخص اپنے بچھونے مین رہے کہ اُسوقت نہ کسی
پر ظلم کی نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اُسکے جتنے گناہ ہین بخشے جائینگے اور جب
رذائل سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہوجاتا ہی اور نیند مین لوح محفوظ
کے مقابل ہوتا ہی اور اُسمین غیب کے عجائبات اور اخبار غرائب اُسمین منقش
ہوتے ہین اور صدیقین مین بعضے وہ ہوتے ہین جنکو خواب مین بات چیت اور
مکالمہ اور محادثہ ہوتا ہی پس اللہ تعالی اُسکو امر کرتا ہی اور نہی کرتا ہی اور اُسکو
خواب مین سمجھاتا ہی اور اُسے پہچانتا ہی اور موضع و مورد اُن چیزونکا جو اُسکے لیے
خواب مین امر و نہی سے مفتوح ہوتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہے
خدائے تعالی کا گنہگار ہوتا ہی جو اس امر و نہی مین خلل ڈالے بلکہ یہ امر اور احکام
وقعت مین زیادہ تاکید کے اور عظمت کے ہین اسواسطے کہ مخالفات ظاہری کو
توبہ محو و منسی کردیتی ہی اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہوجاتا ہی جیسے کہ اُسکا
کوئی گناہ نہین اور یہ دو امر خاص ہین اور تعلق اس حال سے رکھتے ہین جو اُسکے
اور اللہ تعالے کے درمیان ہین تو جب اُنمین خلل ڈالے تو اس بات سے ڈرے

اسکا طریق ارادت منقطع ہو جائے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور رجعۃ القہقری ہی
اور دشمنی اور مقت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرنا ہی ۔ پھر اگر بندہ بعض
اوقات اور سستی اور فتور عزیمت مین مبتلا ہو جائے جو سوتے وقت بعد حدث
تازہ وضو کرنے سے باز رکھے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کر لے تاکہ اسقدر سے
وہ زمرۂ غافلین سے باہر ہو جائے جسوقت کہ بیدار ہوشیار لوگون کے
فعل سے باز رہے اور اگر اسی طرح جاگنے کے بعد قیام سے الکسائے تو اسمین
کوشش کرے کہ مسواک کرے اور اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرے تاکہ وہ الٹ
پلٹ اور بیداریون مین غافلین کے گروہ سے خارج ہو جائے سو اس مین
اس شخص کے لیے بہت فضیلت ہی جسے نیند زیادہ آتی ہی اور قیام اسکا تھوڑا
ہو روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک
کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے اور جب کبھی جاگتے اور سوتے مین قبلہ رو ہوتے
اور وہ دو قسم ہی یا تو داہنے پہلو اور کروٹ پر رہے جسطرح کہ قبر مین میت رکھی جاتی ہی
یا پیٹھ پر کہ منھ قبلہ کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ مسجی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہی
اور کہے باسمک اللہ اللہم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللہم ان امسکت نفسی فاغفر
لہا وارحمہا وان ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللہم انی اسلمت
نفسی الیک ووجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظہری الیک
رہبۃ منہ ورغبۃ الیک لا ملجا ولا منجی منک الا الیک آمنت بکتابک الذی
انزلت ونبیک الذی ارسلت اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک الحمد
للہ الذی حکم فقہر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک فقدر الحمد للہ الذی

ہو یحیی الموتی وہو علے کل شئی قدیر اللہم انی اعوذ بک من غضبک و سوء عقابک
و شر عبادک و شر الشیطان و شرکہ۔ اور پانچ آیتین سورۂ بقر کی چار اول سے
اور پانچوین ان فی خلق السموات والارض اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور
ان ربکم اللہ اور قل ادعوا اللہ اور اول سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور
قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور معوذتین اور انکو اپنے دونون ہاتھ
پر دم کرے جنسے وہ اپنے منہ اور بدن کو ملے اور اسپر اضافہ کرے جو پڑھ چکا ہے
دس آیت اول سورۃ الکہف کی اور دس اسکے آخر کی تو اور اچھا ہی اور کہے
اللہم ایقظنی فی احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی
الیک زلفی وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی و
ادعوک فتستجیب لی اللہم لا تؤمنی مکرک ولا تولنی غیرک ولا ترفع عنی سترک
ولا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی من الغافلین۔ حدیث مین آیا کہ جس شخص نے
یہ کلمات کہے تو اللہ تعالی اسکے پاس تین فرشتے بھیجتا ہی کہ وہ نماز کے واسطے
اسے جگاتے ہین پھر اگر اسنے نماز پڑھی تو اسکی دعا پر آمین کہتے ہین اور اگر
وہ نہین اٹھتا تو انکے ہوا مین عبادت کرتے ہین اور انکی عبادت کا ثواب
اس شخص کے نام لکھا جاتا ہی اور تسبیح وتحمید وتکبیر کہے انمین سے ہر ایک مین تیس بار اور سو عدد
کو پورا اس سے کرے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان مین ہے

جب کہ مؤذن مغرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو خفیف رکعتین اذان اور اقامت کے

درمیان پڑھے اور علما یہ دو رکعت گھر مین پڑھا کرتے ہین اسمین عجلت کرتے ہین قبل اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلین تاکہ وہ لوگ گمان نہ کرین کہ وہ دو رکعت سنت موکدہ ہین اور انکی اقتدا اس گمان سے کرنے لگین کہ وہ سنت ہین اور جب کہ مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی دو رکعت پڑھے انمین جلدی کرے کہ وہ دو سنت فرض کے ساتھ ملبند ہوتی ہین انمین قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھے پھر ملایک شب اور کرام کاتبین پر سلام کرے اور کہے مرحبا بملائکۃ اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین کتبا فی صحیفتی انی اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان الجنۃ حق والنار حق والحوض حق والشفاعۃ حق والصراط والمیزان حق واشہد ان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ لیوم حاجتی الیہا اللہم احطط بہا وزری واغفر بہا ذنبی وثقل بہا میزانی واوجب لی بہا امانی وتجاوز عنی یاارحم الراحمین ـ پھر اگر دونون عشا یعنی مغرب اور عشا مین مواصلت اپنی مسجد جماعت کے اندر کرے تو یہ جامع اعتکاف اور مواصلت عشائین مین ہی اور اگر یہ رائے ہو کہ اپنے گھر واپس جائے اور عشائین مین مواصلت اپنے گھر مین کرے اسکے دین کے لیے اسلم ہی اور اخلاص کے قریب تر ہی اور ارادہ کے لیے جامع تر ہی تو ایسا ہی کرے ـ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہین تتجافی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز عشائین کے درمیان کے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ اپنے ذمہ گردانو نماز عشائین کے درمیان کی کہ یہ دن بھر کے لغویات کو دور کرتی ہین اور اسکے آخر کو سنوارتی ہین اور

عشائین کے درمیان دو رکعتین سورۂ بروج اور طارق سے پڑھے پھر ان دو رکعت
کے بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی پہلی رکعت مین دس آیت اول سورۃ البقر کی اور دو
آیت والٰہکم الہ واحد آخر آیتون تک اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دوسری
رکعت مین آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور پچھلی
دو رکعتون مین سورۃ الزمر و واقعہ پڑھے اور اُسکے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے
تو اُسوقت نماز مین اپنے حزب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس خفیف رکعت پڑھے
سورۂ اخلاص اور فاتحہ سے پڑھے اور جو عشائین مین مواصلت دو رکعت سے کرے
جنکو وہ طول دے تو اچھا ہی اور ان دو رکعتون مین قیام کو قرآن سے طول دے کہ قرآن
پڑھنے کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جسمین دعا ہو اور تلاوت
جیسے کہ مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر یا کوئی اور آیت
ہو جو اُسکے معنی مین ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع ہو گی کہ اُسمین جمعیت قصد
اور ظفر بالفضل ہی پھر بعد ازان چار رکعت عشا کے قبل پڑھے اور بعد اُسکے دو رکعتین
پھر اپنے گھر پلٹ آوے یا اپنے کسی خلوت کے مکان مین اور چار رکعت اور پڑھے
اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چار رکعت اپنے گھر مین جاکر بیٹھنے سے پہلے
پڑھا کرتے تھے اور ان چار رکعت مین سورۂ لقمان اور یٰس اور حم دخان اور تبارک
الملک پڑھے اور چاہے تو تخفیف اُسمین کرے تو اُسمین پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول
اور اول سورۃ الحدید اور آخر سورۃ الحشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے
جنمین تین سو آیت قرآن شریف کی از ابتدا لے والسماء والطارق تا آخر قرآن تک
پڑھے کہ اُسمین تین سو آیت ہین ۔ اسی طرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی

اور چاہے تو اسقدر اس سے تھوڑی رکعتون مین پڑھے اور جو سورۃ الملک سے
آخر قرآن تک پڑھے اور وہ ہزار آیت ہین تو بڑی خیر کثیر ہی اور جو قرآن حفظ
نہو تو ہر ایک رکعت مین پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تک یا زیادہ اُس سے
پڑھے اور تہجد کے آخر تک وتر کی تاخیر نہ کرے الا اُسوقت کہ اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہو
کہ اسکی عادت تہجد کے لیے جاگنے کی ہی اور اس صورت مین وتر کی تاخیر آخر تہجد
تک افضل ہی۔ اور ہر آئینہ بعضے علما ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے وتر پڑھتے پھر
تہجد پڑھنے کو کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو ساتھ اُس رکعت کے
شفع کر لیتے تھے پھر جسقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے آخر مین وتر پڑھتے اور
اگر وتر اول شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت مین بیٹھکر اذا زلزلت و الہکم التکاثر
پڑھے اور کہا گیا ہی کہ دو رکعت کا بیٹھکر پڑھنا بمنزلہ ایک رکعت کے ہی جو کھڑے
ہوکر پڑھے جیسے وتر کا شفع ہوتا ہی حتّٰی کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اُسے ادا کرے
اور آخر تہجد مین وتر پڑھے اور ان دو رکعتون کی نیت نفل کی ہی نیت ہی اور نہ
دوسری اور بہت سے آدمیون کو مین نے دیکھا ہی کہ وہ اُنکی نیت کی چگونگی مین گفتگو
کیا کرتے ہین اور جو ہر شب مسبحات یعنی پانچ سورتین۔ سورۂ حدید۔ سورۂ حشر۔
سورۂ صف۔ سورۂ جمعہ۔ سورۂ تغابن پڑھے اور اُنکے ساتھ سورۂ اعلےٰ کو ملائے تو چھ
سورتین ہو جائینگی کہ ہر آینہ علما ان سورتون کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی
امید رکھتے تھے سو جب کہ سونے سے اُٹھے تو حسن ادب سے جاگنے کے وقت
یہ ہی کہ اپنے باطن کو اللہ کی طرف لیجائے اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل
اسکے کہ فکر کو کسی شی مین ماسوی اللہ سے لگائے اور زبان ذکر مین مشغول ہو جو اسلیے

کہ صادق ایک بچہ کی مثال ہی جو ایک شی کا حریص اور شیفتہ ہو جب وہ سوتا ہی
تو اسی شی کی محبت پر سوتا ہی اور جب وہ جاگا تو اُسی چیز کو مانگتا ہی جسکا دیوانہ ہی
اور اسی حرص اور میل پر موت اور قیام حشر تک ہوگا تو چاہیئے کہ انسان نظر کرے
اور غور سے دیکھے جب وہ نیند سے اُٹھے کہ اُسکا ارادہ کیا ہی اسواسطے کہ اسی طرح
قبر سے اُٹھنے کے وقت ہوگا اگر اُسکا ارادہ اللہ ہی تو اُسکا وہی ارادہ ہی ورنہ ارادہ
اُسکا غیر اللہ ہی اور بندہ جب نیند سے جاگا تو اُسکا باطن طہارت فطرت کی طرف
راجع اور عائد ہی تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ کے متغیر ہو جب تک
کہ اُسکا نور فطرت جسپر وہ جاگا ہی نہ جاتا رہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف اپنے
باطن کے ساتھ قرار کرے اس خوف سے کہ مبادا ذکر اغیار ہو اور جسقدر اس معتاد
کے ساتھ باطن وفا کرے اُسی قدر طریق انوار اور رہگذار نفحات الٰہی کے صاف اور
برگزیدہ ہونگے پس سزاوار یہ ہی کہ اُسکی طرف رات کے حصوں مین مائل اور
متوجہ ہو اور جناب قربت اسکی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے
الحمد للہ الذی احیانا بعدما اماتنا والیہ النشور اور سورۂ آل عمران کے آخر کی دس
آیتین پڑھے اسکے بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی وینزل علیکم
من السماء ماء لیطہرکم بہ اور آسمان سے اوپر تمہارے پانی نازل کرتا ہی تاکہ تمکو ساتھ
اُس پانی کے پاک کرے اور حق عزوجل نے فرمایا ہی انزل من السماء ماء فسالت
اودیۃ بقدرہا یعنی اللہ تعالی نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے
جنگل جاری ہوگئے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہی اور
جنگل قلوب ہین سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہوگئے اور اُٹھا لیا اُس پانی مین سے

جسقدر اُنکی وسعت اور سمائی ہوئی اور پانی مطہر ہی اور قرآن مطہر ہی اور قرآن
پاک کرنے کے لائق تر ہی پانی تو اُسکے قائم مقام دوسری چیز ہو جاتی ہی اور قرآن
اور علم کے قائم مقام دوسری کوئی چیز نہین ہوتی اور اُنکے نائب مناب کوئی چیز
نہین اور پاک پانی ظاہر کو پاک کرتا ہی اور علم و قرآن دونون باطن کو پاک کرتے ہین
اور شیطان کی نجاست کو دور کرتے ہین سو نیند غفلت ہی اور وہ آثار طبع سے ہی اور
سزاوار ہی یہ بات کہ وہ پلیدی شیطان سے ہو اسوجہ سے کہ اُسمین غفلت اللہ تعم
کی طرف سے ہی اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹھی
بھر مٹی لائی جائے پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشرہ ہی اور باطن
اُسکا اُدمہ ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ مین ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا
ہون پس بشرہ اور بشر اُسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہی اور اُدمہ اُسکے
باطن اور آدمیت سے عبارت ہی اور آدمیت اخلاق حمیدہ کا مجمع ہی اور مٹی ابلیس کے
قدم تلے کی اوڑی ہوئی تھی اور اسی سبب ظلمت اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت
آدمی کی طینت مین خمیر اور معجون ہو گئی اور اُس سے صفات مذمومہ اور اخلاق ردیہ
ہین اور اُس سے غفلت اور سہو ہی پس ہر گاہ کہ پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا
تو اکھٹے دو مطہر اور پاک کرنے والی چیزون کو لایا اور اُس سے پلیدی شیطان دور
ہوتی ہی اور اثر اُسکے روندنے کا جاتا ہی اور اُسکے لیے علم کے ساتھ اور احاطہ جہل
سے نکلنے کا حکم کرتا ہی پس طہور اور پاکیزہ کا استعمال مین لانا امر شرعی ہی کہ اُسمین
قلب کے روشن کرنے کی تاثیر ہی اُس نیند کے مقابلہ مین جو ایسا حکم طبعی ہی کہ اُسکی تاثیر
قلب کو مکدر اور گندہ کرتی ہی اسواسطے اُسکا نور اُسکی ظلمت کو دور کرتا ہی اور اسی واسطے

بعضے علمانے آگ کی گرم کی ہوئی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہی اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے
نماز مین قہقہہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہی اسوجہ سے کہ اُسکو حکم طبعی قرار دیا جو
گناہ کو کھینچتا ہی اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہی اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور
کرتا ہی یہان تک کہ بعضے علما غیبت اور جھوٹھ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے
وقت اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہی اور شیطان ایسے موقعون مین تصرف
کرتا ہی اور اگر محافظ پاسبان مراقب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزون مین خواہ
وہ کلام ہو یا ملاقات لوگون کی یا اسکے سوا دوسری چیزون کی طرف جائے منجملہ اُن چیزون
کے جو عقد عزیمت کے کھولنے کے باعث ہو جیسے کہ اُن باتون مین غور کرنا جسکا کچھ حاصل
نہین ہی فعل مین ہو یا قول مین اور اُسکے پیچھے تازہ وضو کر لے تو قلب اپنی طہارت
اور نزاہت پر ثابت اور قائم ہو جائیگا اور البتہ وضو صفائی چشم باطن سے اس ملک
کی مثال مین جائیگا جو ہمیشہ اپنی ہلکی ہلکی حرکت سے بینائی کو روشن کرتی ہی اور اُسکو
نہین جانتے مگر وہی لوگ جو عالم ہین بس فکر کر اُن چیزون مین جنپر مین نے آگہی
کی ہی تو اسکی برکت اور اثر حاصل کریگا اور اگر وہ غسل کر ڈالے اُسوقت مین کہ یہ نئے
حادثات اور عوارض پیش آدین اور نیند سے جاگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی تنویر
مین مؤثر ہوگا اور ہر آئنہ سزاوار زیادہ ہوگا کہ بندہ ہر ایک نماز فریضہ کے لیے غسل
کرے اس حالت مین کہ وہ اپنے مسائل کو اسمین صرف کرنے والا ہو کہ مناجات الٰہی
اور سرگوشی مین مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور صدق انابت سے غسل باطن کو تازہ
اور مجدد کرے اور ہر آئنہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی مُنِیبِینَ اِلَیہِ وَاتَّقُوہُ وَاَقِیمُوا الصَّلٰوۃَ
انابت اور رجوع کو مقدم کیا ہی اسکے لیے کہ وہ نماز مین داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور حکم عفیفہ سے جو آسان اور سہل ہی یہ بات ہی کہ جرح اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو سے غسل کا معاوضہ کر دیا اور مفروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز کر دیا تا کہ گروہ امت سے جرح دور رہے اور جو لوگ کہ خواص اور اہل عزیمت ہیں اُنکے لیے اُنکے باطنوں سے بہت کچھ مطالبے ہیں کہ اُنپر اولیٰ کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور اُنکو طریق اعلیٰ کے جانے پر مضطر کرتے ہین - پھر جسوقت کہ نماز مین کھڑا ہو اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبیرًا والحمد للہ کثیرًا و سُبحانَ اللہِ بُکرۃً و اَصیلًا اور کہے سُبحانَ اللہِ وَالحمدُ للہِ الکلمات دس مرتبہ اور کہے اَللہُ اَکبَر ذُو المُلکِ وَالمَلکُوت وَالجَبرُوت وَالکِبریاءِ وَالعَظمۃِ وَالجَلالِ وَالقُدرۃِ اَللّٰھُمَّ لَکَ الحَمدُ اَنتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ وَلَکَ الحَمدُ اَنتَ بَھَاءُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ وَلَکَ الحَمدُ اَنتَ قَیُّومُ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ وَلَکَ الحَمدُ اَنتَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالاَرضِ وَمَن فِیھِنَّ وَمَن عَلَیھِنَّ اَنتَ الحَقُّ وَمِنکَ الحَقُّ وَلِقَاءُکَ حَقٌّ وَالجَنَّۃُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِیُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ عَلَیہِ السَّلام حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسلَمتُ وَبِکَ اٰمَنتُ وَعَلَیکَ تَوَکَّلتُ وَبِکَ خَاصَمتُ وَاِلَیکَ حَاکَمتُ فَاغفِر لِی مَا قَدَّمتُ وَمَا اَخَّرتُ وَمَا اَسرَرتُ وَمَا اَعلَنتُ اَنتَ المُقَدِّمُ وَاَنتَ المُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ اَللّٰھُمَّ اٰتِ تَقوٰھَا وَزَکِّھَا اَنتَ خَیرُ مَن زَکّٰھَا اَنتَ وَلِیُّھَا وَمَولَاھَا اَللّٰھُمَّ اھدِنِی لِاَحسَنِ الاَخلَاقِ لَا یَھدِی لِاَحسَنِھَا اِلَّا اَنتَ وَاصرِف عَنِّی سَیِّئَھَا لَا یَصرِفُ عَنِّی سَیِّئَھَا اِلَّا اَنتَ اَسئَلُکَ مَسئَلَۃَ البَائِسِ المِسکِینِ وَاَدعُوکَ دُعَاءَ الفَقِیرِ الذَّلِیلِ فَلَا تَجعَلنِی بِدُعَائِکَ رَبِّ شَقِیًّا وَکُن لِی رَءُوفًا رَحِیمًا یَا خَیرَ المَسئُولِینَ وَیَا اَکرَمَ المُعطِینَ - پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد آیت وَلَو اَنَّھُم اِذ ظَّلَمُوا اَنفُسَھُم اور دوسری

رکعت مین وَمَن یَّعمَل سُوءًا اَو یَظلِم نَفسَہٗ ثُمَّ یَستَغفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُورًا رَّحِیمًا
اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازان نماز دو ہلکی رکعتون سے
شروع کرے چاہے تو اُن دونون مین آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چاہے
سوا اُسکے اور کچھ پڑھے بعد اُسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسی طرح حضرت رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اسطرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت
دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہون پڑھے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اُترتا چلا آئے
یہان تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اسپر بڑھائے اسواسطے کہ اسمین
بہت فضیلت ہی اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہی

اڑتالیسوان باب قیام شب کی تقسیم مین ہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وَالَّذِینَ یَبِیتُونَ لِرَبِّہِم سُجَّدًا وَّقِیَامًا یعنی اور وہ لوگ کہ
گذارتے ہین رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوے اور کھڑے اور بعضے
علماے فَلَا تَعلَمُ نَفسٌ مَّا اُخفِیَ لَہُم مِّن قُرَّۃِ اَعیُنٍ جَزَآءً بِمَا کَانُوا یَعمَلُونَ کی تفسیر مین
کہا ہی کہ عمل اُنکا قیام شب تھا اور بعضے علماے آیت اِستَعِینُوا بِالصَّبرِ وَالصَّلٰوۃِ
کی تفسیر مین کہا ہی کہ صلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ لیل ہی جو مجاہدہ نفس اور مصابرت
دشمن پر ہی - اور حدیث مین آیا ہی عَلَیکُم بِقِیَامِ اللَّیلِ فَاِنَّہٗ مَرضَاۃٌ لِّرَبِّکُم یعنی
اپنے اوپر قیام شب کو لازم کرو اسواسطے کہ وہ تمھارے رب کو پسندیدہ ہی اور
وہ آداب اور قاعدہ ہی صالحین کا جو تمسے پہلے تھے اور گناہون سے باز رکھنے
کا آلہ ہی اور معاصی کا تباہ کرنے والا ہی اور مکر شیطانی کا دفع کرنے والا اور بدن سے

دُکھ کا نکالنے والا ہی۔ اور صالحین کی ایک جماعت ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام کرتی تھی یہان تک کہ چالیس تابعین سے نقل کی گئی ہو کہ وہ صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھا کرتے تھے اُنھین مین سے سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض اور وہیب بن الورد اور ابوسلیمان دارانی اور علی بن بکار اور صہیب عجمی اور کمش بن المنہال اور ابوحازم اور محمد بن المنکدر اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور اُنکے سوا ہین جنکو شیخ ابوطالب مکی نے اپنی کتاب قوۃ القلوب مین شمار کیا اور اُنکے نام اور اُنکے نسب لکھے ہین ۔ پھر جو شخص اس سے عاجز ہو تو اُسکو دو ثلث یا ایک ثلث شب مستحب ہی اور استحباب سے اقل مرتبہ رات کا ایک چھٹا حصّہ ہی اور یا یہ ہو کہ پہلے تہائی رات مین سو لئے اور آدھی رات قیام کرے اور پچھلا چھٹا حصّہ رات کا رہا اسمین سووے یا کرا اول نصف شب سو رہے اور شب کی ایک تہائی مین قیام کرے اور ایک چھٹا حصّہ رات کا جو رہے اُسمین سو رہے ۔ اور روایت ہی کہ داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے پروردگار مین چاہتا ہون کہ تیری عبادت کرون سو مین کس وقت قیام کرون تو اللہ تعالی نے اُسکو وحی بھیجی کہ اے داؤد نہ رات کے اول مین قیام کر اور نہ اُسکے آخر مین اسواسطے کہ جو شخص اُسنے اول شب قیام کیا تو اُسکے آخر مین سو رہا اور جو آخر مین کھڑا ہوا وہ اول مین رہ گیا ولیکن رات کے وسط مین قیام کر تا کہ تو مجھسے خلوت رکھے اور مین تیرے ساتھ خلوت رکھون اور میرے سامنے اپنی حاجتین پیش کر اور دو نیندون کے درمیان قیام ہو دگر نہ اول شب سے نفس غلبہ کریگا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سو رہے پھر جب جاگے تو وضو کرے اور اُسکے لیے دو قیام ہونگے اور دو نیند ہونگی اور یہ

امر اُسکے اس فعل سے جو کر رہا ہی افضل ہوگا اور نماز اُسوقت نہ پڑھے کہ اُسے نیند آرہی ہو جو نماز اور تلاوت سے اُسکو فارغ اور بے فکر کردے اُسوقت تک کہ وہ سمجھے جو وہ کہتا ہی۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہی کہ سختی مین تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلانی عورت رات کو نماز پڑھتی ہے پھر جب اُسپر نیند غلبہ کرتی ہی تو وہ ایک رسی مین لٹک جاتی ہی سو جناب رسول اللہ صلعم نے اس فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو تم مین سے جو کوئی نماز پڑھے تو جسقدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اسپر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین مین بہت شدت اور سختی نہ کھینچو اسواسطے کہ وہ مضبوط ہی اور جو کوئی اسمین سختی کھینچتا ہی تو اسپر غالب آتا ہی اور اللہ کی عبادت کو بغوض اپنے نفس کا نہ کرو اور طالب کے لائق یہ بات نہین ہی اور نہین سزاوار ہی کہ طلوع فجر ہو اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ ہر آئنہ رات مین اُسکے قیام مین طول ہوا تو اسمین وہ معذور رہتا ہی اسکے علاوہ کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساتھ اسکے کہ تھوڑا قیام اسکا رات مین ہوا تو یہ افضل اس سے ہی کہ قیام طویل کیا اور فجر نکلنے کے بعد تک سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے پڑھے اور اُس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب کبھی رات مین نماز پڑھے تو ہر دو رکعت بعد تھوڑا بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائیگا۔ اور ہر آئنہ بعض صالحین کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہی سو اگر مین جاگون بعد ازان دوسری نیند سوؤن تو اللہ تعالیٰ میری آنکھ کو نہ سولائے۔ اور مجھسے بعض فقرا نے اپنے

شیخ کی حکایت کی کہ وہ اپنے یارون کو رات مین ایک نیند لینے کا اور رات دن مین ایک دفعہ کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئینہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ رات کو اُٹھو اگرچہ اسی قدر ہو کہ جتنے مین بکری کا دودھ دوہے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ مقدار چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہی۔ اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین تُؤتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ کہا کہ مراد ملک سے قیام لیل ہی اور جو شخص کسل اور فتور عزیمت کے سبب استحقار کے باعث قیام شب سے محروم رہا اسواسطے کہ اُسکو شمار اور اعتداد مین کم رکھا یا اپنے حال پر فریفتہ اور مفتون ہوا تو سزاوار ہی کہ اُسپر گریہ کی جائے اسواسطے کہ حقیقت مین خیر و برکت کا ایک بڑا راستہ اُس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہین کہ مقام قرب اُسکا مادے ہو اور ایسی چیز پاتا ہو فراخی عیش سے کہ داعیۂ شوق مین موجب فتور ہی اور وہ دیکھتا ہی کہ قیام شب ایک وقوف مقام شوق مین ہی اور اسمین بہت لوگ مدعیون مین سے مغالطہ مین پڑتے ہین اور ہلاک ہوتے ہین اور جسکے لیے یہ امر ہو تو اُسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کے لیے اُس حالت شوق کا رہنا متعذر ہی اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور شبہ پیش آتا ہی اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حال سے بڑھکر کوئی حالت نہین ہی کہ آپ نے قیام شب سے کبھی بے پروائی نہین کی اور آپ کھڑے رہے یہان تک کہ آپ کے دونون پانؤن ورم کر آئے اور اس مسئلہ مین بعضے محبت کرنے والے کہتے ہین کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فعل بحکم تشریع کیا ہی یعنی جسطرح مویشی کو پانی کے گھاٹ پر لاتے

اور پلاتے ہین اسی طرح آپ بھی نفس کو عبادت کے بعد واپس لاتے تھے تو ہم
کہتے ہین کہ ہمین کیا ہوا ہی اور ہمارا کیا حال ہی جو ہم اُسکی تشریع اور سنت کے
کا اتباع اور تقلید نہ کرین اور یہ ایک بہت باریک بات ہی پس اب تجھے
معلوم ہوگا کہ ترک قیام مین فضیلت کا دیکھنا اور حضرت قرب مین جگہ پانے کا
دعوا کرنا اور سونے اور جاگنے کو اپنے اوپر برابر کر دینا امتلا اور ابتلاے
حالی سے ہی اور بندہ کا مقید ہونا حال سے ہی اور بندہ مین حال کے واسطے
نفس کا حاکم گردانتا اور حال کی طرف سے حکم کا لیجانا ہی اور اصحاب قوت
مین حال حکم نہین کرتا اور حال کو اعمال کی صورتون مین گھما لاتے ہین
اس صورت مین وہ لوگ حال مین تصرف کرنے والے ہین نہ یہ کہ حال اُنمین تصرف
کرنے والا ہو اور بندہ کو یہ امر جان لینا چاہیے۔ اسواسطے کہ ہمنے صحیح لوگون سے
جو کہ کچھ علت نہ رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہی جو آمین رہنے مین بعد ازان ہمکو بتائید
الٰہی منکشف ہوا کہ یہ امر وقوف اور قصور ہی۔ ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ ای ابا سعید مین تندرست رات بسر کرتا ہون اور قیام شب کو دوست رکھتا ہون
اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہون میرا کیا حال ہی کہ مین قیام شب
نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہون نے تجھے قید کر رکھا ہی تو چاہیے کہ
بندہ اپنے دن مین اُن گناہون سے بچے جو رات کو قید اُسے کرتے ہین
اور ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین سات مہینے ایک گناہ کے سبب جو مین نے
کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُنسے سوال کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا مین نے
ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ریاکار ہی۔ اور

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کہزین ثابت پر گذرا اور وہ اُسوقت رو رہا تھا مین نے کہا
کہ تیرا کیا حال ہی آیا تیرے کسی شخص کے کنبے قبیلہ سے خبر وفات آئی ہی تو اُسنے کہا کہ
اُس سے بھی سخت تر پھر مین نے کہا کوئی درد ہی جو الم پہونچاتا ہی کہا کہ اس سے بھی سخت تر
پھر پوچھا مین نے کہ وہ کیا ہی کہا کہ میرا دروازہ بند ہی اور پردا میرا لٹکا ہوا ہی اور مین نے
اپنا ایک رات کا وظیفہ نہین پڑھا اور یہ نہین ہی مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے جسکو
مین نے کیا ہی - اور علما سے بعضون نے کہا ہی کہ احتلام ایک عذاب گناہ کا ہی اور
یہ صحیح ہی اسواسطے کہ مرد بیدار کم غفلت اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال کے علم سے
اسکی قدرت اور اختیار رکھتا ہی کہ احتلام کا سدباب کرے اور احتلام نہین راہ پاتا مگر
اُس شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف اور جاہل ہو یا اپنے حکم وقت اور ادب
حال کو اُسنے مہمل چھوڑا ہو اور جسکا حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل
ہوا ہو تو کبھی اُسکے گناہ سے جو موجب احتلام ہو تکیہ پر سر رکھنا ہی جب کہ وہ تکیہ چھوڑنے
مین صاحب عزیمت ہو - اور جو شخص کہ یہ گناہ اُسکا نہو اور اُسکے لیے یہ نیت ہو کہ قیام
پر اسکو مدد پہونچے وہ کبھی سونے کے لیے تیاری کرتا ہی اور تکیہ پر سر رکھتا ہی - اور یہ بھی
بعض آدمیون کی نسبت گناہ ہوتا ہی پس ہرگاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اسکی رکھتی ہی
کہ وہ ایک گناہ ہی جو احتلام کی کشش کرتا ہی تو اُسپر قیاس احوال گناہون کا کر کہ وہ
مخصوص اُنکے ارباب سے ہین اور اُنکو اصحاب اُنکے پہچانتے ہین - اور جب کہ وہ عالم
صاحب نیت ہو جو مداخل اور مخارج کو جانتا اور پہچانتا ہی تو وہ انواع و اقسام کے
رفق و مدارات کے ساتھ مثل بستر مجامعت اور تکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہی احتلام
وغیرہ اپنے فعل پر مواخذہ اور معذب نہین کیا جاتا - اور بہت سے سونے والے ہین

جو قیام شب کرنے والے پر سبقت لیجاتے ہین اس سبب سے کہ اُسکو علم وافر اور نیت
اُسکی نیک ہی۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ جب بندہ سوتا ہی تو شیطان اُسکے سر پر تین
گرہ لگا دیتا ہی پس اگر وہ اُٹھ بیٹھا اور اللہ تعالی کا ذکر کیا تو اُسکی ایک گرہ کھلجاتی ہی
اور اگر اُسنے وضو کیا تو دوسری گرہ کھلجاتی ہی اور اگر دو رکعت نماز پڑھی تو سب گرہین
کھلجاتی ہین اور وہ صبح کو خوش دل پاک نفس اُٹھتا ہی وگرنہ کاہل اور آلودہ نفس صبح
کرتا ہی۔ اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُسکے کان
مین بول کرتا ہی اور جو چیزین کہ قیام شب کی مخل ہوتی ہین وہ کثرت اہتمام امور دنیا
اور کثرت اشغال دنیوی اور اعضاء و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے امتلا اور بات چیت
اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہی۔ اور صاحب توفیق
وہ شخص ہی کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنا ورد اور اپنی دوا کو جانے اور فروگذاشت
نہ کرے کہ وہ خود مہمل ہو جائے

انچاسوان باب دن کے استقبال اور اسمین ادب اور عمل کے بیان مین ہی

اللہ تعالی نے پیغمبر علیہ السّلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم رکھ
مفسرین نے اسپر اجماع اور اتفاق کیا ہی کہ احد الطرفین سے فجر مراد ہی اور نماز فجر کا
حکم دیا ہی اور دوسری طرف مین اُنھون نے اختلاف کیا ہی ایک قوم نے کہا کہ مراد اُس سے
مغرب ہی اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہی اور ایک قوم کا قول ہی کہ نماز فجر و ظہر ایک
طرف ہی اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہی اور زلفا من اللیل نماز عشا ہی بعد ازان
اللہ تعالی نے نماز کی بڑی برکت اور اُسکے فائدہ اور ثمرہ سے خبر دی ہی اور فرمایا کہ نیکیان

برائیون کو لیجاتی اور دور کرتی ہین یعنی پانچون وقت کی نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور روایت ہی کہ ابوالبشر کعب بن عمرو انصاری کھجورین بیچا کرتے تھے سو ایک عورت آئی جو کھجورین خریدا چاہتی تھی سو اُس سے کہا کہ یہ کھجورین اچھی نہین ہین اور اس سے اچھی میرے گھر مین ہین کیا تجھے اُنکی خواہش ہی عورت نے کہا کہ ہان سو وہ اُسے اپنے گھر لیگئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اُسکی چوما چاٹ کی عورت نے اُنسے کہا کہ خدا سے ڈر تو اُسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوے اُسکے بعد وہ نبی علیہ السّلام کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہین اس شخص کے حق مین جسنے غیر عورت سے بڑی خواہش کی اور جو کچھ کہ عورتون کے ساتھ مرد کرتے ہین اُسمین سے کوئی بات باقی نہ رکھی بلکہ اُسکا ارتکاب کیا بجز اسکے کہ اُس سے مجامعت نہین کی عمر بن الخطاب نے کہا ہر آئنہ اللہ تعالی نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر تو نے اپنے نفس پر پردہ کیا اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر رہ اور عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ الصّلوۃ والسّلام نے عصر کی نماز پڑھی پھر جب کہ آپ فارغ ہوے تو جبرئیل علیہ السّلام یہ آیت لائے أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ حضرت نبی علیہ السّلام نے فرمایا کہ کہان ہی ابوالبشر اُسنے کہا مین حاضر ہون یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز مین موجود تھا عرض کی ہان حاضر تھا آپ نے فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہی جو تو نے کیا تھا حضرت عمر نے کہا یہ خاص حکم اُسکے لیے ہی یا ہمارے لیے عام حکم ہی تو آپنے فرمایا بلکہ عام سب کے لیے ہی پس سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کرکے صبح نکلنے سے پہلے تیار ہووے اور فجر کا تجدید شہادت سے استقبال کرے جیسا کہ پہنے

اول شب مین ذکر کیا ہی بعدازان اذان دے اگر موذن کی اجابت نہ کی ہو اُسکے
بعد دو رکعت فجر کی ادا کرے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون
اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی مین قولوا آمنا باللہ
وما انزل الآیۃ سورہ بقر کی اور دوسری مین ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول پڑھے
بعدازان استغفار اور تسبیح پڑھے جسقدر تعداد مین اُسے آسان معلوم ہو اور
اگر اس کلمہ استغفر اللہ لذنبی سبحان اللہ بحمد ربی پر اقتصار کرے تو اُسکا مقصود تسبیح
اور استغفار کا حاصل ہو گیا اُسکے بعد کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اسالک
رحمۃ من عندک تہدی بہا قلبی وتجمع بہا شملی وتلم بہا شعثی وترد بہا الفتی وتصلح بہا
دینی وتحفظ بہا غائبی وترفع بہا شاہدی وتزکی بہا عملی وتبیض بہا وجہی وتلقنی بہا
رشدی وتعصمنی بہا من کل سوء اللہم اعطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعدہ کفر ورحمۃ انال
بہا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ اللہم انی اسالک الفوز عند القضاء ومنازل الشہداء
وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللہم انی انزل بک حاجتی وان
قصر رایی وضعف عملی وافتقرت الی رحمتک واسالک یا قاضی الامور یا شافی الصدور
کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور
اللہم ما قصر عنہ رایی وضعف فیہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک
او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا راغب الیک فیہ واسالک ایاہ یا رب العالمین
اللہم اجعلنا ہادین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک
نحب بحبک الناس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللہم ہذا الدعاء
ومنک الاجابۃ وہذا الجہد وعلیک التکلان انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول

وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ذِی الْحَبْلِ الشَّدِیْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِیْدِ اَسْأَلُکَ الْاَمْنَ یَوْمَ الْوَعِیْدِ
وَالْجَنَّۃَ یَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِیْنَ الشُّہُوْدِ وَالرُّکَّعِ السُّجُوْدِ وَالْمُوْفِیْنَ بِالْعُہُوْدِ اِنَّکَ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ
وَاِنَّکَ تَفْعَلُ مَا تُرِیْدُ سُبْحَانَ مَنْ تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِہٖ سُبْحَانَ مَنْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَکَرَّمَ بِہٖ سُبْحَانَ
الَّذِیْ لَا یَنْبَغِی التَّسْبِیْحُ اِلَّا لَہٗ سُبْحَانَ ذِی الْفَضْلِ وَالنِّعَمِ سُبْحَانَ ذِی الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ سُبْحَانَ الَّذِیْ
اَحْصٰی کُلَّ شَیْءٍ بِعِلْمِہٖ اَللّٰہُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَنُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ
وَنُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَنُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَنُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَنُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَنُوْرًا فِیْ عِظَامِیْ وَنُوْرًا مِّنْ
بَیْنِ یَدَیَّ وَنُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَنُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَنُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَنُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ
اَللّٰہُمَّ زِدْنِیْ نُوْرًا وَاَعْطِنِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا - اور اس دعا مین بڑا اثر ہی اور مین نے
کسی کو نہین دیکھا جسکا یہ وظیفہ ہو مگر یہ کہ اُسکے پاس خیر ظاہر اور برکت ہی اور وہ و صیت
صادقین سے ہی جو بعض نے بعض کو اُسکے حفظ اور محافظت کے لیے کی جناب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ اُسے نماز فجر کے فرض اور سنت کے درمیان پڑھا کرتے تھے
پھر مسجد مین جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے وَقُلْ رَّبِّ
اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا اور راستہ
مین کہتے اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ ہٰذَا اِلَیْکَ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا
وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَۃً خَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ اَسْأَلُکَ اَنْ تُنْقِذَنِیْ مِنَ
النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ - ابو سعید خدری نے روایت کی ہی
کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص اسکو پڑھے جب کہ وہ نماز کے
لیے باہر نکلے اللہ ستر ہزار فرشتے اُسپر تعینات کرتا ہی کہ وہ اُسکے لیے استغفار کرتے ہین
اور اللہ تعالی اپنے وجہ کریم کے ساتھ اُسکا اقبال کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنی نماز کو

اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پر آوے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا
پانوں دخول کے وقت اور بایاں پانوں مسجد یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت رکھے کہ
صوفی کا سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے ہے پھر صبح کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور جب
سلام پھیرے تو کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ
لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ
جُنْدَهٗ وَحَرَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالثَّنَاءِ الْحَسَنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ۔ اور یہ پڑھے ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ
لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ننانوے اسم آخر تک پھر جب اس سے فارغ ہو تو کہے اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً
وَلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ وَاجْزِهٖ عَنَّا مَا هُوَ اَهْلُهٗ وَاجْزِهٖ عَنِّيْ
اَفْضَلَ مَا جَازَيْتَ نَبِيًّا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْاَوَّلِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اِلٰى
يَوْمِ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰى جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِي الْاَجْسَادِ وَاجْعَلْ شَرَائِفَ
صَلَوَاتِكَ وَنَوَامِيْ بَرَكَاتِكَ وَرَاْفَتِكَ وَرَحْمَتِكَ وَتَحِيَّاتِكَ وَرِضْوَانِكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِيِّكَ
وَرَسُوْلِكَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ
وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ لَا اَسْتَطِيْعُ دَفْعَ
مَا اَكْرَهُ وَلَا اَمْلِكُ نَفْعَ مَا اَرْجُوْ وَاَصْبَحَ الْاَمْرُ بِيَدِ غَيْرِيْ وَاَصْبَحْتُ مُرْتَهَنًا بِعَمَلِيْ فَلَا فَقِيْرَ اَفْقَرُ مِنِّيْ
اَللّٰهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوِّيْ وَلَا تَسُوْءْ بِيْ صَدِيْقِيْ وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا

اکبر ہمّی ولا تسلط علیّ من لا یرحمنی اللّٰھم ھذا خلق جدید فافتحہ علیّ بطاعتک واختمہ
لی بمغفرتک ورضوانک وارزقنی فیہ حسنۃ تقبلہا منی وزکّہا وضعفہا وما عملت
فیہ من سیئۃ فاغفرلی انک غفور رحیم ودود رضیت باللّٰہ ربا وبالاسلام
وبمحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبیا اللّٰھم اسألک خیر ھذا الیوم وخیر ما فیہ واعوذ بک
من شرہ وشر مالہ بہ واعوذ بک من شر طوارق اللیل والنہار ومن بغتات
الامور وفجاءات الاقدار ومن شر کل طارق یطرق الا طارق یطرق منک
بخیر یا رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما واعوذ بک ان اَزِلّ او اُزَلّ او اَضِلّ او اُضَلّ
او اَظلِم او اُظلَم او اَجہل او یُجہل علیّ عزّ جارک وجلّ ثناؤک وتقدست اسماؤک
وعظمت نعماؤک اعوذ بک من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من
السماء وما یعرج فیہا اعوذ بک من حدۃ الحرص وشدۃ الطمع وسورۃ الغضب
وسنۃ الغفلۃ وتعاطی الکلفۃ اللّٰھم انی اعوذ بک من مباہاۃ المکثرین
والازراء علی المقلین وان انصر ظالما او اخذل مظلوما وان اقول فی
العلم بغیر علم او اعمل فی الدین بغیر یقین اعوذ بک ان اشرک بک وانا
اعلم واستغفرک لما اعلم اعوذ بعفوک من عقابک واعوذ برضاک من
سخطک واعوذ بک منک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی
نفسک اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وانا علی عہدک
ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علیّ و
ابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اللّٰھم اجعل اول یومنا
ھذا صلاحا وآخرہ نجاحا واوسطہ فلاحا اللّٰھم اجعل اولہ رحمۃ واوسطہ نعمۃ

وَاٰخِرَہٗ مَکْرُمَۃً اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْکُ لِلّٰہِ وَالْعَظَمَۃُ وَالْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ وَالْجَبَرُوْتُ وَ
السُّلْطَانُ لِلّٰہِ وَاللَّیْلُ وَالنَّہَارُ وَمَا سَکَنَ فِیْہِمَا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَہَّارِ اَصْبَحْنَا عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ
وَکَلِمَۃِ الْاِخْلَاصِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمِلَّۃِ اَبِیْنَا اِبْرَاہِیْمَ
حَنِیْفًا مُّسْلِمًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اَللّٰہُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ
وَالْاِکْرَامِ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یَا حَیُّ
یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ حِیْنَ یَا حَیُّ فِیْ دَیْمُوْمِیَّۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَائِہٖ یَا حَیُّ مُحْیِی الْمَوْتٰی یَا حَیُّ
مُمِیْتَ الْاَحْیَاءِ وَوَارِثَ الْاَرْضِ وَالسَّمَاءِ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاِسْمِکَ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِاسْمِکَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُہٗ
سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاِسْمِکَ الْاَعْظَمِ الْاَجَلِّ الْاَعَزِّ الْاَکْرَمِ
الَّذِیْ اِذَا دُعِیْتَ بِہٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِہٖ اَعْطَیْتَ یَا نُوْرَ النُّوْرِ یَا مُدَبِّرَ
الْاُمُوْرِ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ یَا سَمِیْعُ یَا قَرِیْبُ یَا مُجِیْبَ الدُّعَاءِ یَا لَطِیْفًا لِّمَا
یَشَاءُ یَا رَءُوْفُ یَا رَحِیْمُ یَا کَبِیْرُ یَا عَظِیْمُ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ
الٓمّٓ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ یَا اِلٰہِیْ وَاِلٰہَ کُلِّ شَیْءٍ
اِلٰہًا وَّاحِدًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاِسْمِکَ یَا اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ اَللّٰہُ
اَللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ فَتَعَالَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَا اِلٰہَ
اِلَّا ہُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَنْتَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ وَسِعْتَ
کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً وَّعِلْمًا کٓہٰیٰعٓصٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ الٓرٰ الٓمٓ نٓ یَا وَاحِدُ یَا قَہَّارُ یَا عَزِیْزُ یَا
جَبَّارُ یَا اَحَدُ یَا صَمَدُ یَا وَدُوْدُ یَا غَفُوْرُ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ عَالِمُ الْغَیْبِ

والشهادة هو الرحمن الرحيم لا اله الا انت سبحانك اني كنت من الظالمين اللهم
اعوذ بك باسمك المكنون المخزون المنزل السلام الطهر الطاهر القدوس المقدس
يا دهر يا ديهور يا ديهار يا ابد يا ازل يا من لم يزل ولا يزول هو يا هو لا اله الا هو يا من
لا هو الا هو يا من لا يعلم ما هو الا هو يا كان يا كينان يا روح يا كائن قبل كون كل
يا كائن بعد كل كون يا مكون لكل كون اہیا شراہیا اوا یای اصبارت يا مجلي
عظائم الامور فان تولوا فقل حسبي الله لا اله الا هو عليه توكلت وهو رب العرش
العظيم ليس كمثله شيء وهو السميع البصير اللهم صل على محمد وعلى ال محمد كما صليت
على ابراهيم وعلى آل ابراهيم وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على ابراهيم
وآل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم اني اعوذ بك من علم لا ينفع وقلب لا يخشع
ودعاء لا يسمع اللهم اني اعوذ بك من فتنة الدجال وعذاب القبر ومن فتنة
المحيا والممات اللهم اني اعوذ بك من شر ما علمت وشر ما لا اعلم واعوذ بك من
شر سمعي وبصري ولساني وقلبي اللهم اني اعوذ بك من القسوة والغفلة
والذل والمسكنة واعوذ بك من الفقر والكفر والفسوق والشقاق والنفاق
وسوء الاخلاق وضيق الارزاق والسمعة والرياء واعوذ بك من الصمم والبكم
والجنون والجذام والبرص وسائر الاسقام اللهم اعوذ بك من زوال
نعمتك ومن تحول عافيتك ومن فجاءة نقمتك ومن جميع سخطك اللهم
اني اسألك الصلوة على محمد وعلى آله واسألك من الخير كله وآجله ما علمت
منه وما لم اعلم واسألك الجنة وما قرب اليها من قول وعمل واعوذ بك من النار
وما قرب اليها من قول وعمل واسألك ما سألك عبدك ونبيك محمد صلى الله

علیہ وسلم واستعیذک بما استعاذک منہ عبدک ونبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم واسألک
ما قضیت لی من امر ان تجعل عاقبتہ رشدا برحمتک یا ارحم الراحمین یا حیّ یا قیّوم
برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین واصلح لی شانی کلہ یا نور السموات والارض
یا جمال السموات والارض یا عماد السموات والارض یا بدیع السموات والارض یا ذا الجلال
والاکرام یا صریخ المستصرخین یا غوث المستغیثین یا منتہی رغبۃ الراغبین والمفرج عن
المکروبین والمروح عن المغمومین ومجیب دعوۃ المضطرین وکاشف السوء وارحم الراحمین
واله العالمین منزول بک کل حاجۃ یا ارحم الراحمین اللہم استر عوراتی وآمن روعاتی و
اقلنی عثراتی اللہم احفظنی من بین یدی ومن خلفی وعن یمینی وعن شمالی ومن فوقی
واعوذ بک ان اغتال من تحتی اللہم صعنت حوقی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی
واجعل الاسلام منتہی رضائی اللہم انی ضعیف فقونی اللہم انی ذلیل فاعزنی اللہم
انی فقیر فاغننی برحمتک یا ارحم الراحمین اللہم انی تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی
وتعلم حاجتی فاعطنی سؤالی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی اللہم انی اسألک ایمانا یباشر
قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبت لی والرضا بما قسمت لی یا ذا الجلال
والاکرام اللہم یا ہادی المضلین ویا راحم المذنبین ومقیل عثرۃ العاثرین ارحم عبدک
ذا الخطر العظیم والمسلمین کلہم اجمعین واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت
علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین آمین یا ربّ العالمین اللہم
عالم الخفیات رفیع الدرجات تلقی الروح من امرک علی من تشاء من عبادک غافر
الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذا الطول لا الہ الا انت والیک المصیر یا من
لا یشغلہ شان عن شان ولا یشغلہ سمع عن سمع ولا تشتبہ علیہ الاصوات ویا من لا

تغلطہ المسائل ولاتختلف علیہ اللغات ویامن لایتبرم بالحاح الملحین اذقنی برد
عفوک وحلاوة رحمتک اللهم انی اسالک قلبا سلیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا
اسالک من خیر ما تعلم واعوذبک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ولا اعلم وانت علام
الغیوب اللهم انی اسالک ایمانا لا ترتد ونعیما لا ینفد وقرة عین الابد ومرافقة نبیک
محمد واسالک حبک وحب من احبک وحب عمل یقرب الی حبک اللهم بعلمک
وقدرتک علی خلقک احینی ما کانت الحیٰوة خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاة خیرا لی
اسالک خشیتک فی الغیب والشهادة وکلمة العدل فی الرضاء والغضب والقصد فی
الغنی والفقر ولذة النظر الی وجهک والشوق الی لقائک واعوذبک من ضراء مضرة
وفتنة مضلة اللهم اقسم لی من خشیتک ما تحول به بینی وبین معصیتک ومن طاعتک
ما یدخلنی جنتک ومن الیقین ما تهون به علینا مصائب الدنیا اللهم ارزقنا حزن
خوف الوعید وسرور رجاء الموعود حتی نجد لذة ما نطلب وخوف ما منه نهرب اللهم
البس وجوهنا منک الحیاء واملاء قلوبنا بک فرحا واسکن فی نفوسنا من عظمتک فیها ثبتها
وذلل جوارحنا لخدمتک واجعلک احب الینا مما سواک واجعلنا اخشی لک من سواک
نسالک تمام النعمة بتمام التسویة ودوام العافیة بدوام العصمة واداء الشکر بحسن
العبادة اللهم انی اسالک برکة الحیٰوة وخیر الحیٰوة واعوذبک من شر الحیٰوة وشر
الوفاة واسالک خیر ما بینهما احینی حیٰوة السعداء حیاة من تحب بقاءه وتوفنی
وفاة الشهداء وفاة من تحب لقاءه یا خیر الرازقین واحسن التوابین واحکم
الحاکمین وارحم الراحمین ورب العالمین اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد وارحم
ما خلقت واغفر ما قدرت وطیب ما رزقت وتمم ما انعمت وتقبل ما استعملت واحفظ ما

استحفظت ولا ہتکت ما سترت فانہ لا الہ الا انت استغفرک من کل لذۃ بغیر ذکرک ومن
کل راحۃ بغیر خدمتک ومن کل سرور بغیر قربک ومن کل فرح بغیر مجالستک ومن
کل شغل بغیر معاملتک اللہم انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منہ ثم عدت فیہ
اللہم انی استغفرک من کل عقد عقدتہ ثم لم اوف بہ اللہم انی استغفرک من کل نعمۃ انعمت
بہا علی فتقویت بہا علی معصیتک اللہم انی استغفرک من کل عمل عملتہ لک فخالطہ ما لیس
لک اللہم انی اسألک ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد واسألک جوامع الخیر وفواتحہ وخواتمہ
واعوذ بک من جوامع الشر وفواتحہ وخواتمہ اللہم احفظ فیما امرتنا واحفظنا عما نہیتنا و
احفظ لنا ما اعطیتنا یا حافظ الحافظین ویا ذاکر الذاکرین ویا شاکر الشاکرین بذکرک
ذکرا وبفضلک شکرا ویا غیاث ویا مغیث یا مستغاث یا غیاث المستغیثین لا تکلنی الی
نفسی طرفۃ عین فاہلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلأنی کلاءۃ الولید ولا تخل عنی
وتولنی بما تتولی بہ عبادک الصالحین، انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک جار فی
حکمک عدل فی قضائک نافذ فی مشیتک ان تعذب فاہل ذلک انا وان ترحم
فاہل ذلک انت فافعل اللہم یا مولای یا اللہ یا رب یا انت لہ اہل ولا تفعل اللہم یا رب
یا اللہ ما انا لہ اہل انک اہل التقوی واہل المغفرۃ یا من لا تضرہ الذنوب ولا تنقصہ
المغفرۃ ہب لی ما لا یضرک واعطنی ما لا ینقصک ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین
توفنی مسلما والحقنی بالصالحین انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین
ربنا علیک توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا
وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیئ لنا
من امرنا رشدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وارزقنا العون على الطاعة والعصمة من المعصية
وافرغ الصبر فى الخدمة وايزاع الشكر فى النعمة واسألك حسن الخاتمة واسألك اليقين
وحسن المعرفة بك واسألك المحبة وحسن التوكل عليك واسألك الرضا وحسن الثقة
بك واسألك حسن المنقلب اليك اللهم صل على محمد وعلى آل محمد واصلح امة محمد اللهم ارحم
امة محمد اللهم فرج عن امة محمد فرجا عاجلا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان
ولا تجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم اللهم اغفر لى ولوالدى ولمن
توالدا وارحمهما كما ربيانى صغيرا اغفر لاعمامنا وعماتنا واخوالنا وخالاتنا وازواجنا
وذرياتنا ولجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات الاحياء منهم والاموات
يا ارحم الراحمين ويا خير الغافرين - اور ہرگاہ کہ دعا مغز عبادت ہی تو بھی ہمکو اچھا
معلوم ہوا کہ اُنمین سے بہتر حصہ پورا لکھدین کہ جسکی برکت کی ہمین امید ہی اور یہ وہ
دعائین ہین جنکو شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قوت مین چھانٹا اور
نکالا ہی اور اسکی نقل پر پورا اعتماد ہی اور اُنمین برکت ہی تو چاہیے کہ ان دعاؤن کے
ساتھ دعا مانگے اکیلا ہو یا جماعت مین امام ہو یا مقتدی اور انمین سے جسقدر چاہے مختصر کرے

پچاسواں باب عمل کے ذکر مین ہی جو تمام دن مین ہوں اور تقسیم اوقات مین ہے

ازانجملہ یہ ہی کہ ایسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے جسمین قبلہ رو ہو کر نماز پڑھے الا یہ کہ
انتقال اپنا اُسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات
کرنے اور کسی شی کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہو اسواسطے کہ خاموشی اُسوقت مین
اور ترک کلام کا ایک اثر ظاہر ہی کہ اہل معاملہ اور ارباب قلوب اُسکو جانتے ہین

اور پیغمبر علیہ السلام نے خلق کو اپنے عمل کی طرف بلاتے تھے پھر سورۂ فاتحہ اور اول
سورۃ البقر المفلحون تک اور دو آیتین والٰہکم الٰہ واحد اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین
اسکے بعد کی اور آمن الرسول اور آیت اُس سے پہلے کی اور شہد اللہ اور قل اللّٰہم
مالک الملک اور ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوات والارض کو المحسنین تک اور لقد
جاءکم رسول آخر تک اور قل ادعوا اللہ دو آیت اور آخر سورۃ الکہف کو ان الذین
آمنوا اور ذا النون اذ ذہب مغاضبًا سے تا خیر الوارثین اور دو آیت فسبحان اللہ
حین تمسون وحین تصبحون اور سبحان ربک رب العزۃ تا آخر سورۂ والصّافات
اور لقد صدق اللہ اور اول سورۃ الحدید تا بذات الصّدور اور آخر سورۃ الحشر
لو انزلنا کو پڑھے بعد ازان تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار
اللہ اکبر اور اسی سیکڑہ کو پورا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ سے کرے جب اس سے
فارغ ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اوراد اذکار سے اشتغال کرے
اور برابر اسی طرح بلا فتور اور قصور اور غنودگی کے کیا کرے اسواسطے کہ سونا اسوقت
قطعاً مکروہ ہی پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلے پر قیام قبلہ رو کرے اور
قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کی طرف چلے اور اسی طرح اُلٹے قدموں سے
پیچھے ہٹے اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے اسواسطے کہ دوام استقبال قبلہ اور ترک
کلام وخواب اور دوام ذکر مین اسوقت کے بڑا اثر اور برکت بڑی ہی جسکو ہمنے
الحمد للہ کہ پایا اور ہم اسکی وصیت طالبین کو کرتے ہین اور اسکا اثر اس شخص کے
حق مین جو اذکار کے درمیان قلب اور زبان سے جمع کرتا ہی اکثر اور اظہر ہی اور
یہ وقت اول نہار ہی اور دن آفات کا مقام ہی پھر جب کہ اسکا اول اس رعایت سے

مستحکم ہو جائیگا تو اُسکی جڑ بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات اس بنیاد پر
مبنی ہونگے پھر جب کہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے
اور وہ خضر علیہ السّلام کی تعلیم سے جو ابراہیم تیمی کو انھون نے سکھلایا تھا اور ذکر
کیا کہ اُسنے یہ مسبعات عشر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا جب
اُسپر مداومت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کو جمع کر لیا کرے اور وہ مسبعات عشر
دس چیزون سات سات بار ہین سورۂ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور
قل یا ایہا الکافرون اور آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر
اور درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس اور والدین اور مومنین
اور مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللھم افعل بی وبہم عاجلا وآجلا فی الدین والدنیا
والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم رؤف
رحیم ۔ اور روایت ہی کہ جب ابراہیم تیمی نے اسکو پڑھا بعد ازان کہ خضر سے اُسکو
سیکھا تو خواب مین دیکھا کہ وہ بہشت مین داخل ہوا اور فرشتون اور انبیا علیہم السّلام
کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور منقول ہی کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا
اور بعض نے کہا ہی کہ یہ شاید اسواسطے تھا کہ اُسنے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جب کہ
مسبعات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف آوے یہان تک
کہ ایک نیزہ کے برابر آفتاب بلند ہو ۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ ہر آئنہ چوہین ایک مجلس مین بیٹھون جسمین فجر کی
نماز سے طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کرون تو وہ مجھے محبوب تر اس سے ہی کہ چار
غلام آزاد کرون بعد ازان دو رکعت نماز ادا قبل اسکے کہے کہ اپنی نشستگاہ سے

پھر ے اسواسطے کہ ہر آئنہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ
دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اُسوقت کی رعایت
کا ظاہر ہوتا ہی اور جب دو رکعتین ارادہ کو جمع اور فہم کو حاضر اور جو پڑھتا ہی اُسکو
سوچ بچار کر پڑھ چکے تو اپنے باطن مین اثر اور نور اور روح و انس پاتا ہی جب کہ
وہ صادق ہو اور جو شخص کہ اُسکو برکت سے ثواب فوری اپنے اس عمل کے ملے تو
واجب ہی کہ ان دو رکعتون مین سے پہلی رکعت مین آیۃ الکرسی اور دوسری مین
آمن الرسول اور اللہ نور السموات والارض آخر آیت تک پڑھے اور ان دو رکعت
مین نیت اُسکی شکر الٰہی اور اُسکی نعمتون پر ہو جو اُسکے دن اور رات مین پہونچین پھر
دو رکعت اور پڑھے جنمین معوذتین ایک ایک رکعت مین ایک ایک سورت پڑھے
اور یہ نماز اُسکی اسلیے ہی تاکہ وہ اپنے دن اور رات کی شر سے پناہ اللہ تعالی کے
ساتھ مانگے اور ان دو رکعتون کے بعد کلمات استعاذہ اور پناہ مانگنے کا ذکر کرے
اور کہے اعوذ باسمک وکلمتک التامۃ من شر السامۃ والھامۃ واعوذ باسمک وکلمتک
التامۃ من شر عذابک وشر عبادک واعوذ باسمک وکلمتک التامۃ من شر ما یجری
بہ اللیل والنھار ان ربی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش اور پہلی دو رکعت
کے بعد کہے اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبحت مرتہنا
بعملی واصبح امری بید غیری فلا فقیر افقر منی اللھم لا تشمت بی عدوی ولا تسیٔ بی صدیقی
ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ھمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی
اللھم اعوذ بک من الذنوب التی تزیل النعم واعوذ بک من الذنوب التی توجب النقم
بعد ازان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات مین

کرے اُسکے واسطے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی مین ہوتا ہی وگرنہ استخارہ
جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہین وہ ہی جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ پڑھتا ہی
اور ان دو رکعتون مین پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور دعاء استخارہ
پڑھے جیسے کہ اُسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہہ گذرا ہی اور اُسمین کہے کہ ہر قول
اور عمل جسکو مین آج چاہتا ہون اُسمین خیر عطا کر۔ پھر دو رکعت اور پڑھے پہلی رکعت
مین سورۃ الواقعہ اور دوسری رکعت مین سورۃ الاعلیٰ اُسکے بعد کہے اللھم صل علی محمد
وعلی آل محمد واجعل حبک احب الاشیاء الی وخشیتک اخوف الاشیاء عندی واقطع
عنی حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واذا اقررت اعین اہل الدنیا بدنیاہم فاقرر
عینی بعبادتک واجعل طاعتک فی کل شئی منی یا ارحم الراحمین۔ پھر دو رکعت اور پڑھے
جنمین اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کہ اُسے دنیا
کا کوئی شغل نہو تو اُسے چاہیے کہ نفل انواع عمل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر دوپہر
تک ادا کرے اور اگر اُن لوگون سے ہو جسے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کے لیے یا اپنے
عیال کے لیے تو چاہیئے کہ اپنی حاجت اور مہمات کا امضا کرے بعد اسکے کہ دو رکعت
نماز گھر سے باہر نکلنے کے لیے پڑھے اور اسی طرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر
نہ نکلے مگر بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے تا کہ اللہ تعالیٰ اُسکو باہر جانے کی بُرائی
سے بچائے اور گھر مین نہ آوے الا جب کہ دو رکعت نماز ادا کر لے تا کہ اللہ تعالیٰ اُسکو
اندر آنے کی بُرائی سے حفاظت کرے بعد اسکے کہ گھر والون کو زوجہ وغیرہ سے
سلام کرے اور جو گھر مین کوئی نہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ
الصالحین المؤمنین اور اگر خالی ہو تو بہتر ہی کہ وہ اُسوقت تک نماز چاشت پڑھے

اور جائز ہی اس طالب کے لیے جو بچہ ہو کہ نماز چاشت کی استواے روز تک سو رکعتین اور پڑھے اور اسکی کم سے کم بیس رکعت ہین جنکو خفیفہ پڑھے یا کہ ہر دو رکعت میں ایک حصہ قرآن کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ دوسری رکعات کے سونا بہتر ہی سفیان نے کہا ہی کہ اس قوم کو اچنبھے کی بات معلوم ہوتی تھی جب کہ وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت کرین اور اس سونے مین بہت سے فوائد ہین از انجملہ ایک یہ ہی کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار رہی او ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہی اور قلب باقی دن اور اُسکے عمل کے لیے مصفا ہوتا ہی اور نفس جب آرام پا چکتا ہی تو وہ پھر تازہ دم کام مین ہوتا ہی سو دن کی نیند سے جاگنے کے بعد نفس باطن مین اور وہی فرحت اور شوق کو پیدا کرتا ہی جیسا کہ صبح کے وقت نہانا پس صادق کے لیے دن مین دو دن ہوتے ہین جنکو اللہ تعالی کی خدمت اور عمل مین کوشش کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہی اور سزاوار ہی کہ قیلولہ سے ایک ساعت پہلے زوال سے جاگے تا کہ وضو اور طہارت سے قبل از استواء و زوال تیار ہو رہے اسطرح کہ وقت استواء قبلہ رو ذکر کرتا ہوا یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہوا ہو قال اللہ تعالی واقم الصلوۃ طرفی النہار وقال فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم کر اور فرمایا کہ پس اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر بیشتر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ آفتاب غروب ہو۔ بعضے مفسرین کا قول ہی کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہی اور قبل از غروب آفتاب نماز عصر ہی اور من اناء اللیل فسبح سے مراد نماز عشا ہے آخر ہی اور اطراف النہار سے مراد ظہر اور مغرب ہی اسواسطے کہ ظہر دن کی طرف

اول کے آخر مین نماز ہی اور دوسری طرف کا آخر غروب آفتاب ہی اور اسمین نماز
مغرب ہی تو ظہر طرف اول کے اول ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر پس طرف آخر کا
استقبال بیداری اور ذکر سے کرے جسطرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور ہر آئنہ
خواب روز اور قیلولہ کی طرف از سر نو عود کیا جیسے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا
اور اول زوال مین سنت اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے
اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہی جسکا
وقت قبل از ظہر اُسکے اول وقات مین ہی اور بندہ کو حاجت اسکی ہی کہ اول
وقت کی اس نماز سے رعایت کرے جیسا کہ کراہت استواء آفتاب کا وقت گذر گیا ہو
قبل از موذن وقت کو جان لے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس
حال مین سنے کہ اس نماز کو ادا کیا چکا ہو بعدہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے
باطن مین اسکو کدورت معلوم ہو اس ملاقات اور صحبت سے جسکا اتفاق پڑا ہو
تو اللہ تعالی سے استغفار کرے اور اُسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز
شروع نہ کرے مگر اُسوقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے اسواسطے
کہ جو لوگ حلاوت مناجات کا ذائقہ پانے والے ہین اُنکے لیے ضرور ہی کہ نماز مین
صفائی نفس حاصل کرین اور تھوڑے مباح مین جانے سے مکدر ہو جاتے ہین اور
اُس سے اُنکے باطنون پر ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہی اور کبھی یہ بات بخصر
اختلاط اور صحبت اہل اور اولاد سے ہو جاتی ہی باوجودیکہ اس مخالطت اور صحبت
کو عبادت ٹھہرایا ہی ولیکن حسنات ابرار کے سیآت مقربین ہین تو نماز مین کھڑا
ہونا واجب کہ یہ بستگی دور اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا رفع ہونا اس

طریق سے ہو کہ انابت و استغفار اور تضرع الی اللہ تعالیٰ بصدق سے کرے اور یہ جو کدورت کہ
اہل اور اولاد کی مجالست سے پیدا ہوتی ہو اُسکی دوا یہ ہو کہ وہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے
تو اُنکی میلان تمام نہ کرے اور قلب مین چوری کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی طرف ناظر رہے
سو یہ نظرات اس مجالست کے کفارہ ہوجاتی ہین مگر جب کہ قوی الحال ہو کہ اسکو
خلق محجوب حق سے نہ کرے اور اس صورت مین بستگی اُسکے باطن مین نہ آئیگی پس جب
وہ داخل ہوا نماز مین نہ پایا اسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اسواسطے کہ جب خوش ہوا
نفس اسکا طرف مجالست کے خوش ہوگا نفس اُسکا پھرنے والا طرف روح قلب کے اسواسطے
کہ مجالست اور مخالطت کرتا تھا اور آنکھ ظاہر کی دیکھتی ہو خلق کو اور آنکھ قلب کی دیکھتی ہو
حضرت الٰہی کو پس اس صورت مین بستگی اسکے باطن مین نہ آئیگی۔ اور نماز زوال
جسکا ہمنے ذکر کیا بستگی کو کھول دیتی ہو اور باطن کو ظہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہو
پس نماز زوال مین بقدر سورۂ بقر کے بڑے دنون مین پڑھے اور چھوٹے دنون مین
جو اُس سے قلیل ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو وعشیا وحین تظہرون اور وہی اظہار ہو پھر
اگر سنت کے بعد فرض کے لیے جماعت کے اکھٹے ہونے کا انتظار کرے اور وہ دعا جو
نماز فجر کے فرض سنت کے درمیان کی ہو پڑھے تو اچھا ہو اور اسی طرح وہ ہو جو وارد
ہوا کہ رسول اللہ صلعم نے اُسکے ساتھ فجر کی نماز مین دعا کی پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ
ہو تو سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی پڑھے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس
بار پڑھے جیسا کہ ہمنے اُسکا وصف پہلے کیا ہو اور اگر اُن تمام آیات پر جنکا فجر کی نماز کے
بعد ہمنے ذکر کیا ہو اور دعاؤن پر بھی اندازہ کیا جائے تو یہ خیر کثیر اور فضل عظیم ہوگا اور جسکو ہمت
بلند و نیت صادق ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ نہین سمجھتا بعد ازان ظہر اور عصر کے

درمیان کے وقت کو زندہ اور آباد کرے جسطرح کہ عشا مین کے بعد اُس ترتیب کے
موافق جسکا ہمنے ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہی اور جو ہمیشہ
شب بیدار ہو تو وہ پڑے دنون مین ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے
اور جو ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جنمین ایک
چوتہائی قرآن پڑہے یا کہ اُسکو چار رکعت مین پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہی
اور جو ارادہ اسکا کرے کہ اُس وقت کو بڑے دنون مین سو رکعتون سے زندہ
کرے تو یہ ممکن ہی یا بیس رکعتون سے جسمین قل ہو اللہ احد ہزار مرتبہ پڑھے
کہ ہر ایک رکعت مین پچاس ہوئین اور زوال سے پہلے مسواک کرے جب کہ
وہ روزہ دار ہو اور روزہ نہو تو جسوقت مُنھ کے مزہ مین فرق آوے اور
حدیث مین ہی کہ مسواک مُنھ کی پاک کرنے والی ہی پروردگار کی پسندیدہ ہی
اور فرضون کے ادا کرنے کے وقت مستحب ہی۔ بعض علما کا قول ہی کہ نماز جو
مسواک کرنے کے ساتھ ہو اسکو بغیر مسواک کی پڑھی نماز پر ستر درجہ فضیلت ہی
اور بعض کا قول ہی کہ یہ خبر وارد ہی اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز مین
بیس رکعت مین ہر ایک رکعت کے اندر ایک آیت یا بعض آیت تو پہلی رکعت مین
پڑھے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بعد ازان
دوسری رکعت مین رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكَافِرِينَ بعد ازان رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا آخر سورہ تک بعد ازان رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا
الآية بعد ازان رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ الآية بعد ازان رَبَّنَا
إِلَيْكَ الْمَصِيرُ لَكَ بعد ازان أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا بعد ازان فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ

والارض انت ولیی بعد از ان ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن الآیہ بعد از ان
وقل رب زدنی علما بعد از ان لا الہ الا انت سبحانک بعد از ان رب لا تذرنی
فردا بعد از ان وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین بعد از ان ربنا
ھب لنا من ازواجنا بعد از ان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت
علی وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک
الصالحین بعد از ان یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور بعد از ان رب
اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی الآیہ سورۃ الاحقاف سے بعد از ان
ربنا علیک توکلنا بعد از ان رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا
وللمومنین والمومنات ولا تزد الظالمین الا تبارا جب کبھی نماز پڑھے تو چاہیے
ان آیات سے پڑھے اور نماز مین ان آیات کی پاس اور حفظ سے جو دل وزبان کی
موافقت سے ہو قریب ہی کہ بندہ مقام احسان تک پہونچ جائے اور اگر کسی ایک
آیت کو ان آیات مین سے ظہر یا عصر مین دوہرا لے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے
سرگوشی کرنے والا ہوگا اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور نماز پڑھنے والا
ہوگا اور عمل مین کوشش اور دن کے اجزا مین پوری لذت وحلاوت کا حاصل
بے زحمت کرنا نہیں راست آویگا مگر اُس بندہ کے لیے جسکا دل کمال تقوی اور کمال
زہد فی الدنیا سے پاک اور صاف ہو اور اُس سے ہوی کی متابعت سے لیگئی ہو اور
جب تک کسی ایک شخص مین تقوی اور زہد اور ہوی سے بقیہ موجود ہو تب تک عمل
مین اسکی فرحت دائمی نہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہوگا اور ایک وقت غمناک ہوگا
اور نوبت بنوبت اسمین نشاط اور کسل ہوگی اسواسطے کہ کسی قدر ہوی کی متابعت

باقی ہی کیونکہ اُسکا تقوی ناقص ہی یا محبت دنیا کی اُسے ہی اور جب کہ زہد اور تقوے مین صحیح اور پختہ ہوگیا تو جوارح کا عمل ترک بھی ہوگیا تو وہ عمل قلب سے فتور مین نہ پڑیگا پس جو شخص چاہے کہ ہمیشہ اُسے راحت ملے اور عمل اسکو بکوشش مزہ دار معلوم ہو تو اسپر واجب ہو کہ مادۂ ہوی کو گداختہ کرے اور ہوی و راحت نفس بھی زائل نہین ہوتی مگر اُسکی متابعت دور ہوجاتی ہی اور نبی علیہ السلام نے وجود ہوی سے پناہ نہین مانگی مگر اوسکی طاعت اور متابعت سے پناہ مانگی ہی اور فرمایا اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ہَوًی مُّتَّبَعٍ اور نہ پناہ مانگی وجود شح سے اسواسطے کہ وہ طبیعت نفس کی ہی مگر اُسکی طاعت سے پناہ مانگی اور فرمایا وَ شُحٍّ مُّطَاعٍ اور متابعت ہوی کے دقیقے اور باریکیان اُسی قدر ظاہر ہوتی ہین جسقدر کہ قلب مین صفائی اور حال مین علو اور بلندی ہو اسواسطے کہ بندہ کبھی ہوی کا تابع ہوتا ہی اسطرح پر کہ خلق کی صحبت اور اُنکی بات چیت شیرین اور اچھی معلوم ہوتی ہی یا کہ اُنکی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہی اور کبھی ہوی کا تابع اسطرح پر ہوتا ہی کہ وہ سونے اور کھانے پینے مین اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور اسکے سوا اور چیزون مین جو اقسام ہوی سے ہین جسکی تبعیت کیجاتی ہی اور یہ شغل اُس شخص کا ہی جسکے لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہین ہی - بعد ازان عصر کے قبل چار رکعتین پڑھے پھر اگر اُسکو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے واسطے ممکن ہی تو یہ اتم و اکمل ہی اور اگر غسل کرلیا کرے تو اور بھی افضل ہی کیونکہ یہ سب باتین ایسی ہین کہ باطن کی نورانی اور نماز کی تکمیل کرنے مین اُنکا اثر ظاہر ہی اور عصر کے پہلے چار رکعتون مین اذا زلزلت اور والعادیات اور القارعۃ اور الہکم التکاثر پڑھے اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض ایام مین اُسکے اندر والسماء ذات البروج کو داخل قراءت کرے اور مین نے سنا ہی

کہ سورۃ البروج کا عصر کی نماز مین پڑھنا دنبلاؤن سے محفوظ رہنے کا موجب ہی اور عصر
کی نماز کے بعد پڑھے جو جو ہمنے آیات اور دعا اور دوسری چیزون سے جو اُسے آسان
معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا نماز کے نوافل کا وقت گیا ذکرون کا
اور تلاوت کا وقت باقی ہی اور اُس سے افضل اس شخص کی مجالست اور صحبت ہی
جو اُسکو دنیا سے بے رغبت کرے اور اُسکا کلام تقوے وستگی کو راست اور درست کرے
یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہین اور اُن باتون کے ساتھ کلام کرنیوالے ہین
جو مریدون کی عزیمت اور آہنگ کو تقویت کرتے ہین پھر جب کہ کہنے والے اور سننے والے
کی نیت صحیح ہوئی تو یہ صحبت اور ہمنشینی اس سے افضل ہی کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر
اذکار کی مداومت کرے اور اگر یہ صحبت موجود نہو اور متعذر ہو تو پھر چاہیے کہ انواع
اقسام کے اذکار کا ورد زائد رکھے اور اگر اسوقت اپنے حوائج اور امور معاش کیلیے
اُسکا باہر جانا ہو تو یہ اولی اور افضل اس سے ہی کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور
گھر سے باہر نہ نکلے مگر یہ کہ باوضو ہو اور علما کی ایک جماعت نماز عصر کے بعد تحیت طہارت
کی نماز کو مکروہ رکھا ہی اور مشائخین اور صالحین نے اُسکی اجازت دی ہی اور جب
کبھی اپنے گھر سے نکلے تو کہے بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ
خَرَجْتُ وَاَنْتَ اَخْرَجْتَنِیْ اور چاہیے کہ سورۂ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور ہر روز جسقدر
ہو سکے صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوارا ہو یا ایک لقمہ ہو اسواسطے کہ تھوڑا حسن
نیت کے ساتھ بہت ہی- اور روایت ہی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائل کو ایک انگور
فقط دیا ہی اور فرمایا کہ ہر آئینہ اسمین بہت سے ذرون کا وزن ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ ہر ایک
شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے زیر سایہ ہی اور بندہ کے ذکر سے از عصر تا مغرب

سو مرتبہ پڑھے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر
اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ جس شخص نے ہر روز سو مرتبہ
اسکو کہا تو اُسکے لیے دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اُسکے لیے سو نیکیاں
لکھی جائینگی اور اُس سے سو بُرائیاں مٹائی جائینگی اور اسکو شیطان سے حفظ اُس
دن مین ہوگا تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اُس سے افضل عمل نہ کریگا مگر وہ کوئی کہ اس سے
زیادہ پڑھیگا اور دو سو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن اسواسطے کہ ہر آئندہ وارد ہوا ہی
کہ جس شخص نے اپنے دن بھر مین دو سو مرتبہ کہا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن تو کسی نے
اپنے دن مین عمل نہین کیا کہ افضل اُسکے عمل سے ہو اور سو مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ
آخر تک اور سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور سو مرتبہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن اور سو مرتبہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ اور سو مرتبہ
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَسْاَلُہُ التَّوْبَۃَ اور سو مرتبہ مَا شَاءَ اللّٰہُ
لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور مغرب کے بعضے فقرا کو مین نے دیکھا ہی کہ اُسکے پاس تسبیح تھی
جسمین ہزار دانے تھے اور ایک تھیلی مین رکھتا تھا مذکور ہوا کہ اُسکا وظیفہ تھا کہ
ہر روز اُسکو بارہ مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعضے صحابہ سے منقول ہی کہ
یہ ورد جناب رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے
منقول ہی کہ آپ کا ورد تسبیح سے تیس ہزار ایک دن رات مین تھا اور چاہیے کہ سو بار
ایک دن رات مین اس تسبیح کو پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَلِیِّ الدَّیَّانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ
الشَّدِیْدِ الْاَرْکَانِ سُبْحَانَ مَنْ یَّذْھَبُ بِاللَّیْلِ وَیَاْتِیْ بِالنَّھَارِ سُبْحَانَ مَنْ لَّا یَشْغَلُہٗ شَانٌ
عَنْ شَانٍ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْحَنَّانِ الْمَنَّانِ سبحان اللّٰہِ الْمُسَبَّحِ فِیْ کُلِّ مَکَانٍ۔ روایت ہی کہ

کہ بعضے ابدال سمندر کے کنارے سو رہے تو اس تسبیح کو اُسنے رات کو سوتے پہرے سنا
کہا کون ہی جسکی آواز مین سنتا ہون اور اُسکے شخص کو نہین دیکھتا سو اُسنے کہا کہ
مین فرشتون مین سے ایک فرشتہ ہون جو اس دریا پر موکل ہون اللہ تعالی کی تقدیس
اس تسبیح کے ساتھ کرتا ہون جب سے کہ مین پیدا ہوا ہون مین نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی تو کہا
مہلیمیائیل ہی پھر مین نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہی جواب دیا کہ جس نے اُسے سو بار
کہا تو وہ نہین مریگا یہان تک کہ وہ اپنی نشستگاہ جنت سے دیکھے یا اُسکو دکھلائی جاوے
روایت ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت رسول اللہ علیہ السلام سے
دریافت کی لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آپ نے فرمایا کہ تمنے مجھسے ایسی بڑی چیز
کی نسبت سوال کیا جسکو تمھارے سوا کسی دوسرے نے نہین پوچھا اور وہ یہ ہی لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَسْتَغْفِرُ
اللّٰہَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاہِرُ وَالْبَاطِنُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَہُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ جسنے دس مرتبہ صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا اُسے چھہ
خصلتین عطا کیجاتی ہین تو پہلی خصلت یہ ہی کہ وہ شیطان اور اُسکے لشکر سے
محفوظ و مصون رہتا ہی اور دوسرے یہ ہی کہ اُسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہی تیسرے
یہ کہ اُسکا درجہ بہشت مین بلند کیا جاتا ہی چوتھے یہ کہ اللہ تعالی اُسکو حوران کشادہ
چشم سے تزویج کرتا ہی پانچوین یہ کہ بارہ فرشتے اُسکے لیے طلب آمرزش کرتے ہین
چھٹے یہ کہ اُسکے لیے اجر اتنا ہی ہوتا ہی جیسے کہ کسی نے حج اور عمرہ کیا اور اسوقت
یہ بھی کہے اور صبح کے وقت اَللّٰہُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنْتَ تَہْدِیْنِیْ وَاَنْتَ تُطْعِمُنِیْ وَاَنْتَ
تَسْقِیْنِیْ وَاَنْتَ تُمِیْتُنِیْ وَاَنْتَ تُحْیِیْنِیْ اَنْتَ رَبِّیْ لَا رَبَّ لِیْ سِوَاکَ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ اور کہے مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ کُلُّ نِعْمَۃٍ مِنَ اللّٰہِ
مَاشَاءَ اللّٰہُ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدِ اللّٰہِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا یَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰہُ اور کہے حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ
اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ بعد ازان وضو اور طہارت کے شب کا
استقبال کرنے کو تیار ہو اور مسبعات غروب سے پہلے پڑھے اور برابر تسبیح اور استغفار
مین ہو اور غروب کے وقت بھی پڑھے سورۂ والشمس و اللیل اور معوذتین اور استقبال شب
مثل استقبال روز کے کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّھَارَ
خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا سو جیسے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہی اور دن کے
پیچھے رات تو یہ سزاوار ہی کہ ذکر اور شکر سے ایک کو دوسرے کے پیچھے لاوے کہ انکے
درمیان کوئی چیز نہو جسطرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شی حائل نہین ہوتی اور
ذکر کل اعمال قلب ہین اور شکر اعمال جوارح ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اِعْمَلُوْا آلَ
دَاوٗدَ شُکْرًا یعنی ای آل داؤد شکر کرو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنیوالا ہی

اکانوان باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان مین ہی

مریدون کا ادب شیخون کے ساتھ حضرات صوفیہ کے نزدیک ضروری آداب
سے ہی اور رائمین قوم کو اقتدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ
علیہم الرضوان کی ہی اور رہبر اُنکا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا
تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ یعنی ای ایمان والو
پیشدستی مت کرو روبرو اللہ اور اُسکے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے رہو تحقیق اللہ
سننے والا جاننے والا ہی - عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہی کہ کہا ایک گروہ بنی تمیم کا

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابوبکر نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر کرو اور عمر نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر اس گروہ کا کرو ابوبکر نے کہا تم نے نہین ارادہ کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ مین نے تیرے خلاف کا ارادہ نہین کیا سو وہ باہم جھگڑنے لگے حتی کہ اُن دونون کی آوازین بلند ہوئین تب اللہ تعالی نے نازل فرمائی آیت یاایہا الذین آمنوا الآیۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لَاتُقَدِّمُوْا کے معنی ہین لَاتَتَکَلَّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ کَلَامِہٖ یعنی آپ کے کلام کے سامنے مت کلام کرو۔ جابرؓ نے کہا کہ لوگ قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کرلیا کرتے تھے سو وہ تقدیم قربانی سے اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے منع کیے گئے اور بعضون نے کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر اور اس امر مین یہ نازل کیا جاتا سو اللہ تعالی نے اُسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلبی نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے مت سبقت کرو تاکہ وہ فرمان وہ تمھارا ہووے اور اسی طرح مرید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہو کہ وہ مسلوب الاختیار ہو کہ نہ وہ اپنے نفس مین تصرف کرتا ہی اور نہ اپنے مال مین مگر شیخ کی طرف رجوع اور اُسکے امر کے ساتھ کرے اور ہر آئنہ اس بات کو ہمنے باب مشیخت پورا لکھا ہی اور بعض نے کہا لَاتُقَدِّمُوْا لاتمشوا بین یدی رسول اللہ یعنی تقدم اور سبقت مت کرو اپنے رسول اللہ کے سامنے اور آگے مت چلو۔ اور ابوالدردائ نے روایت کی کہا مین ابی بکر کے آگے چلتا تھا تو مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس شخص سے آگے چلتا ہی جو تجھسے دنیا اور آخرت مین بہتر ہی اور بعض نے کہا یہ آیت

اُن اقوام کے حق مین نازل ہوئی ہی جو مجلس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین
حاضر ہوتے پھر جب کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ لوگ آمین غور کرتے
اور قول وفتوی کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے نہی کیے گئے اور اسیطرح
مرید کا ادب شیخ کی مجلس مین ہی سزاوار یہ ہی کہ خاموشی کو لازم پکڑے اور اُسکے
حضور مین کچھ کلام حسن سے نکلے الا جب کہ شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب
مین اُسکے لیے گنجایش پائے اور مرید کی شان مین شیخ کے سامنے اس شخص کی
مثال ہی کہ جو دریا کے کنارے بیٹھا ہوا انتظار رزق کا کر رہا ہی جو اُسکی طرف
بھیجا جائے اور استماع کی طرف تاک رکھین اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب
ہو وہ اسکی ارادت اور طلب کو متحقق کرتا ہی اور فضل الٰہی سے جو اُس سے مزید ہو اور
قول کی طرف نظر کرنا اُسکو مقام طلب اور افزون خواہی سے اس مقام کی طرف
رد کرتا اور پھیرتا ہی جسمین ایک شی کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہو اور یہ مرید کا
گناہ ہی اور سزاوار یہ ہی کہ اُسکی نگہداشت مبہم اپنے حال کی طرف ہو جسکا استکشاف
و استفسار شیخ سے سوال کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضوری مین
زبانی سوال کا محتاج نہو بلکہ شیخ اسکو جو چاہے وہ ابتداءً کہے اسواسطے کہ
شیخ چاہتا ہی کہ جسکے وہ حق کے ساتھ کہے اور صادقین کی موجودگی مین اپنے
قلب کو اللہ تعالی کی طرف بلند کرتا ہی اور اُنکے لیے باران رحمت طلب کرتا اور انکو
پلانا چاہتا ہی سو اُسکی زبان اور اُسکا دل دونون اُن طالبون کے احوال
سے جو محتاج اُسکے ہین کہ جسکے ساتھ اُسپر کشود ہو ضرورت وقت کی طرف ماخوذ
اور مسخر ہین اسواسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور چشمداشت اپنے قول کی طرف

جانتا ہی اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار مین لانا اور اعتبار اسکا کرنا سمجھتا ہی
اور قول تخم کی مثال ہی جو زمین مین پڑتا ہی سو جب کہ تخم خراب ہوتا ہی تو وہ نہین
جمتا اور کلام کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہی کہ ہوی کو اسمین دخل ہوتا ہی
پس شیخ کلام کے تخم کو ہوی کے شائبہ سے پاک صاف کرتا ہی اور اسے اللہ تعالے
کے سپرد کرتا ہی اور اللہ تعالی سے مدد اور راستی مانگتا ہی اسکے بعد بات کہتا ہی
لہذا کلام اُسکا حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہی اسی واسطے شیخ مریدون
کے لیے امین الہام ہی جسطرح سے کہ جبریل امین وحی ہی سو جسطرح کہ جبریل وحی مین
خیانت نہین کرتا ہی شیخ الہام مین نہین خیانت کرتا اور جسطرح کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ہوی سے نطق نہین کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی
رسول اللہ کا ہی ہوائے نفس سے کلام نہین کرتا اور ہوائے نفس قول مین دو چیزون
کے ساتھ ہی اُن دو مین سے ایک خواہش جلب قلوب کی اور منھون کا اپنی طرف
پھیر لینا ہی اور شیخون کے شان سے یہ نہین ہی اور دوم نفس کا ظہور کرنا کلام
کی شیرینی اور اچنبھے کے ساتھ ہی اور محققین کے نزدیک یہ ایک خیانت ہی اور
شیخ اُن باتون مین جو اسکی زبان پر جاری ہوتی ہین خفتہ نفس ہی کہ مطالعۂ
حق کی نعمتون کا اسمین مشغول اُسکو کرتا ہی خط گم کردہ ظہور نفس کی فوائد سے ہی
جو شیرین زبانی اور اچنبھے کے ساتھ ہوتا ہی پس جو کچھ کہ حق سبحانہ وتعالی
اُسکے ساتھ شیخ پر جاری کرتا ہی اُسکے لیے شیخ مستمع ایسے ہی ہوتا ہی گویا کہ منجملہ
مستمعان ایک وہ بھی ہوتا ہی اور شیخ ابو السعود رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ
یارون سے کلام ان چیزون سے جو اسکی طرف القا من اللہ ہوتی تھین اور وہ

کہا کرتے کہ مین اس کلام مین مستمع ایسا ہی ہون جیسا کہ ایک تم مین سے مستمع ہی سواس قول نے بعضے حاضرین کو خشکل مین ڈالا اور کہا ہرگاہ کہ وہ قائل ہی تو وہ جانتا ہی جو کچھ کہ وہ کہتا ہی وہ کیونکر مستمع کی مثال ہوسکتا ہی جو نہین جانتا یہان تک کہ وہ اُس سے سنے پھر اپنے گھر پر واپس آیا اُسی رات خواب مین اُسنے دیکھا ایک کہنے والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیون کی طلب مین دریا کے اندر غوطہ نہین لگاتا اور سیپیون کو اپنے توبرہ مین جمع کرتا ہی اور موتی کو اُسکے ساتھ حاصل کیا مگر وہ نہین دیکھتا الا اسوقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہی اور موتیون کے دیکھنے مین اُسکے شریک وہ لوگ ہوتے ہین جو کہ دریا کے کنارے پر ہین سو خواب مین اس معاملہ مین شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب احسن خاموشی اور بجھنا اور افسردگی ہی یہان تک کہ شیخ اس کلام مین ابتدا کرے جسمین اسکی اصلاح قولاً وفعلاً ہو اور یہ بھی کہا گیا ہی اس قول الٰہی لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ کوئی منزلت اُسکی منزلت سے ورامت طلب کرو اور یہ آداب کے محاسن اور اعزازات سے ہی اور مرید کے سزاوار یہ ہی کہ اپنے نفس کو منزلت شیخ کے اوپر منزلت طلب کرنے کے ساتھ سخن دان نہ کرے بلکہ ہر ایک منزلت عالی اپنے شیخ کے لیے چاہے اور علیات بزرگ اور مواہب غریبہ کی تمنا شیخ کے لیے تمنا کرے اور اُس سے مرید کا جوہر حسن ارادت مین ظاہر ہوتا ہی اور یہ امر مریدین مین اور یہ بات عزیز الوجود اور نادر ہوتی ہی پس اُسکی ارادت جو شیخ کے لیے اُس سے زیادہ عطا کرتے جسکو اپنے نفس کے واسطے تمنا کرتا ہی اور ادب ارادت کے ساتھ قائم رہتا ہی۔ سری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ حسن ادب ترجمان عقل ہی

اور ابو بکر بن حنیف نے کہا ہی کہ مجھسے ادہم نے کہا کہ اے فرزند عمل کو اپنے نمک
بنا اور ادب کو اپنے آٹا بنا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ تصوف کل ادب ہی ہر ایک
وقت کا ادب ہی اور ہر ایک حال کا ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی
سو جو شخص ادب کو اپنے اوپر لازم کرتا ہی تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچتا ہی اور جو
کوئی ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہی اُس جگہ سے کہ قرب کا ظن کرتا ہی اور اُس
جگہ سے کہ قبولیت کی امید رکھتا ہی مردود و مطرود ہی اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کی
تادیب سے نسبت اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی کہ لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ
فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ۔ یعنی اپنی آوازون کو اوپر آواز نبی کے بلند مت کرو۔
ثابت بن قیس بن شماس کے کان مین گرانی تھی اور بڑی آواز اُسکی تھی
سو جب وہ کسی آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے باتین کیا کرتا تو اُسکی آواز سے آپ کو اذیت پہونچا کرتی
تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تا کہ اسکو اور دوسرون کو تادیب کرے۔
حدیث مین ہی عبداللہ بن زبیر سے کہ اقرع بن حابس حضرت نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس آیا ابو بکر نے کہا کہ اُسے اپنی قوم پر سردار بنائیے تو عمر نے کہا کہ اُسے
سردار نہ بنائیے یا رسول اللہ سو دونون نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
سامنے باہم مکالمہ کیا یہان تک کہ اُن دونون کی آوازین بلند ہوئین تو ابو بکر
عمر سے کہا کہ تو نے ارادہ نہین کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ تو نے ارادہ
نہین کیا مگر میرے خلاف کا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اُسکے بعد عمر
جب کبھی حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو اُنکا کلام سنائی نہ دیتا

یہان تک کہ اُنسے پھر پوچھا جاتا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی تو ابو بکر نے قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السّلام کے آگے کلام نہ کرینگے مگر اُس
شخص کی طرح جو صاحب سر آہستہ کہتا ہو پس اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ
کے ساتھ ہو آواز کی بلندی سے اور کثرت کلام اور ہنسی سے گستاخی نہ کرے
ہان مگر جب کہ شیخ اُسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا وقار کے پردے
اُٹھاتا ہی اور جب وقار دل مین قرار پاتا ہی تو زبان کہنے سے بند ہو جاتی ہی
اور بعضے اوقات بعضے مریدون کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس
درجہ اُتر جاتا ہی کہ مرید کو یہ طاقت نہین ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر پھر دیکھے
اور کبھی مجھے تپ آتی اور میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابو النجیب
سہروردی رحمہ اللہ آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا ٹپکا کرتا
اور مین چاہتا تھا کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جائے سو مین جب کہ شیخ
آتے تو یہ حالت اپنی پاتا اور اُسکے قدوم مین برکت اور شفا ہوتی تھی اور
مین ایک دن خالی گھر مین تھا اور یہان ایک مندیل تھی جو شیخ نے مجھے
عطا فرمائی تھی اور شیخ اُس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقا میرا پاؤن اُسپر
پڑگیا اس سے میرا باطن رنجیدہ ہوا اور اُس سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی
مندیل پر پاؤن پڑگیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اسکی برکت کی
مجھے امید ہی سو ابن عطاء نے اس آیت کے معنی مین لَا تَرْفَعُوا اَصْوَاتَكُمْ کہا ہی کہ یہ
ایک زجر اور جھڑکی ادنی خطا پر ہی تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم
نہ بڑھائے۔ اور امین سہل کا یہ قول ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے خطاب

تم مت کرو الا اس طور پر کہ تم استفہام اور استفسار کرتے ہو ۔ اور ابو بکر بن طاہر نے کہا ہے کہ رسول علیہ السلام سے ابتدا بخطاب نہ کرو اور اُسکو جواب مت دو مگر حد حرمت پر وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ یعنی خطاب مین آپکے ساتھ درشتی نہ کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم مین سے ایک دوسری کو پکارتا ہے بلکہ اُنکی بزرگی اور حرمت کرو اور آپ سے کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہے اور جب کہ وقار دل مین ساکن ہوا تو وہ زبان کو کیفیت کے سکھلا دیتا ہے اور ہرگاہ کہ نفوس اولاد و ازواج کی محبت کا شیفتہ ہو جائے اور نفوس و طبایع کی خواہشین متمکن ہو جائین تو زبان سے عجیب عبارتین نکلتی ہین اس حال مین کہ وہ نفوس اپنے وقت کی تحت اور تبعیت مین ہون تو نفس کی شیفتگی اور اسکی ہوا ان عبارات کو بناتی ہے سو جب کہ قلب حرمت اور وقار سے بھرا ہوتا ہے تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہے اور روایت ہے کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی ثابت بن قیس راستہ مین بیٹھا رو رہا تھا سو عاصم بن عدی اُسپر گذرا اور کہا اے ثابت کس چیز سے تجھے گریہ ہوا کہا اس آیت نے رولایا مجھے ڈر ہے کہ میرے حق مین نازل ہوئی اِنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ یعنی یہ کہ تمھارے اعمال مٹ جائین اور تمکو معلوم نہووے ۔ اور حال یہ ہے کہ میری آواز نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بلند ہے مین ڈرتا ہون کہ میرے عمل مٹ جائین اور مین دوزخیون سے ہون سو عاصم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ثابت پر اور زیادہ بکا غالب ہوا کہ اس اثنا مین اسکی بی بی جمیلہ بیٹی عبد اللہ بن اُبی بن سلول کی سو اُس نے کہا جب مین اپنے

اصطبل مین جاؤن تو دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تو اُسنے قفل لگا دیا حتے کہ جب وہ وہان سے نکلی تو اُسکے حال پر اُسکو ترس آیا اور ثابت نے کہا کہ مین نہین نکلونگا یہان تک کہ مجھے اللہ تعالی موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھسے راضی ہون پھر جب کہ عاصم نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور اُسکے حال سے خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اسکو بلا لاؤ تو عاصم اُس جگہ آئے جہان اُسے دیکھا تھا اور اُسے نہ پایا پھر اُسکی بی بی کے پاس آئے سو گھوڑے کے اصطبل مین پایا تب اُس سے کہا کہ رسول اللہ تجھے بلاتے ہین تو کہا قفل توڑ دون بعد ازان دونون رسول اللہ کے پاس آئے پس جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ثابت تجھے کس چیز نے رو لایا اُسنے کہا مین چلانے والا ہون اور مجھے ڈر ہے کہ یہ آیت میرے حق مین نازل ہوئی ہے تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو راضی نہین ہے کہ تو خوش زندگی کرے اور شہید ہو کر مرے اور بہشت مین داخل ہو کہا اللہ تعالی اور اُسکے رسول کی بشارت پر راضی ہون اور مین کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو بلند نہ کرونگا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اُتاری اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ یعنی وہ لوگ کہ بات کرنے مین آواز پست اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت کے سبب رکھتے ہین سو انس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل جنت سے دیکھتے تھے کہ وہ ہمارے سامنے چلتا تھا پھر جب کہ مسیلمہ کی لڑائی مین مقام یمامہ کا دن تھا تو ثابت نے مسلمانون مین سے بعض شکستگی دیکھی اور اُنمین سے ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس ہے اِن لوگون پر اور یہ کیا کرتے ہین پھر ثابت نے سالم بن حذیفہ سے

کہا کہ کیا ہم دشمنان خدا سے مثل اسکے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ نہین لڑتے تھے پھر وہ دونون پانؤن گاڑکر کھڑے ہوگئے اور برابر
دونون لڑا کیے یہان تک کہ دونون قتل ہوے اور ثابت شہید ہوے جیسا کہ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنسے وعدہ کیا تھا اور اُسوقت ایک
زرہ اُنکے بدن مین تھی پھر ایک شخص نے صحابہ سے اُنکو مرنے کے بعد خواب مین
دیکھا اور اُس سے کہا کہ سنو فلان شخص مسلمان نے میری زرہ اُتاری اور لشکر
کے گوشہ مین اُسے لیگیا اور اُسکے پاس گھوڑا کودنے والا اور لات چلانے والا ہی
اور میری زرہ پر ایک سنگین رکھی ہی تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اُسکو خبر
دے تاکہ وہ واپس لیلے میری زرہ اور ابابکر خلیفۂ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس
جا اور اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہی تاکہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے
اور فلان شخص میرے غلامون سے آزاد ہی پس اُس شخص نے خالد کو اطلاع دی
تو اُسنے زرہ اور کٹورے کو اسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھیر لی اور خالد نے
اس خواب کی خبر دی ابوبکر نے اُسکی وصیت جاری کی سے انس بن مالک رضی اللہ عنہما
نے کہا مین ایسی وصیت نہین جانتا ہون جو وصیت کرنے والے کی موت کے
بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت پس یہ کرامت ہی جو ثابت کے لیے ظاہر ہوئی
اس سبب سے کہ تقویٰ اُسکا اچھا تھا اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ خوب تھا تو مرید صادق کو چاہیے کہ اُس سے عبرت پکڑے اور
جانے کہ شیخ اُسکے پاس اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہی اور وہ شخص
جسنے شیخ پر اعتماد کیا وہ جانے کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہی کہ اگر وہ دیانۃ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مین ہوتا اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتماد رکھتا اور قوم کو واجب ادب پر قائم کیا اللہ تعالی نے اُنکے حال سے خبر دی اور اُنکی تعریف کی اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی یعنی اللہ تعم نے اُنکے دلون کو آزمایا ہی اور اُنکو خالص اور کھرا کیا ہی جسطرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا اور خالص اُسمین کا نکلتا ہی اور جسطرح کہ زبان ترجمان دل کی ہی اور قلب کے مؤدب ہونے سے لفظ مہذب ہوتے ہین اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو۔ ابو عثمان کا قول ہی کہ ادب بزرگون کے سامنے اور اولیا بزرگ کی صحبت مین صاحب ادب کو درجات بلند تک اور دنیا و عقبی کی خیر و برکت کو پہونچاتا ہی کیا تو نہین دیکھتا اللہ تعالی کے قول کی طرف وَلَوْ اَنَّہُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْہِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّہُمْ یعنی اگر وہ صبر کرتے یہان تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ اُنکے لیے بہتر ہوتا۔ اور اُن باتون سے جو اُنکو اللہ تعم نے سکھلائین قول حق سبحانہ و تعالی کا ہی اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ یعنی بہر آئینہ وہ لوگ جو تجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہین اُنمین سے اکثر کم عقل ہین اور یہ حال بنی تمیم کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُنھون نے پکارا اے محمد ہماری طرف اسواسطے کہ ہماری مدح زینت ہی اور مذمت ہماری عیب ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا اور آپ اُنکی طرف نکلے اور یہ اُسوقت فرماتے تھے اِنَّمَا ذٰلِکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ ذَمُّہٗ شَیْنٌ وَّ مَدْحُہٗ زَیْنٌ یعنی کہ بات یون ہی کہ یہ شان اللہ کی ہی کہ برائی اسکی عیب ہی اور تعریف اسکی زینت ہی یہ قصہ طویل ہی اور وہ لوگ

اپنے شعرا اور خطیبون کو ساتھ لائے تھے تب انپر حسان بن ثابت اور نوجوانان
مہاجرو انصار خطب کے ساتھ غالب آئے اور اس قصہ مین مریدکے لیے ادب ہے
جب کہ وہ شیخ کے پاس آئے اور اُسکے سامنے ہو اور جلدی کو ترک کرے اور
مرید ٹھیرا رہے یہان تک کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے ۔ مین نے سنا ہے
کہ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر زائر آتا اور اُس فقیر کی
خبر دیجاتی تو آپ باہر آتے اور دروازہ کا ایک پٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ
کرتے اور اُسکو سلام کرتے اور اُسکے ساتھ نہ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کی طرف
رجوع کرتے اور جب کوئی اُن لوگون مین سے آتا جو گروہ فقرا سے نہوتا تو آپ
باہر آتے اور اُسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پلٹ جاتے تو بعضے
فقرا کے دل مین انکار مخطور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہین آتے
اور غیر فقیر کے لیے باہر آتے ہین سو جو بات کہ اس فقیر کے دل مین مخطور ہوئی تھی
شیخ تک اُسکی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہے یعنی ایسی چیز
جسکے ساتھ بندش ہو اُسکے ساتھ ہوسنگی اور ربط قلبی ہے اور وہ اہل ہے اور
اُس سے اجنبیت اور بیگانگی نہین ہے اسواسطے کہ ہم اُسکے ساتھ موافقت
قلوب پر اکتفا کرتے ہین اور ظاہر کی ملاقات پر اس سے اسقدر پر قانع ہین
ولیکن جو شخص فقرا کے غیر جنس ہے تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام
کیے ہوے ہے سو جب کہ اُس سے وفاے حق ظاہر نہین کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہے
پس مرید کا حق ہے کہ شیخ کے ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن کو آباد رکھے ابی منصور
مغربی سے لوگون نے سوال کیا کہ کسقدر ابا عثمان کی صحبت مین آپ رہے کہا

مین اسکی خدمت مین رہا ہون نہ اسکی صحبت مین اسواسطے کہ صحبت بھائیون اور برابر
کی آدمیون سے ہوتی ہی اور مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہی۔ اور مرید کو سزاوار ہی
کہ جب کبھی اُسکو شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسی علیہ السلام کا قصہ جو
حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کیونکر کام کرتے تھے جنکو موسیٰ انکار
کرتے تھے اور جب اُسے خضر نے خبر دی جو اسمین سر تھا تو موسیٰ اُسکے انکار سے رجوع
کرتے تھے تو مرید اُسکا انکار کرے اسواسطے کہ شیخ سے جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہی اُسکی حقیقت
کا علم اُسکو کم ہی اور شیخ کے لیے ہر ایک چیز مین عذر ہی علم اور حکمت کی زبان سے جو
اسکو حاصل ہی۔ اصحاب جنید نے ایک مسئلہ جنید سے پوچھا اور اُسکا جنید نے جواب
دیا اسمین معارضہ کیا جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان وایقان نہین ہی تو مجھسے علیحدگی
اختیار کرو اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ جسنے حرمت اس شخص کی جس سے ادب
پایا قدر اور عظمت نہین کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ ہی
کہ جس شخص نے کہ اپنے استاد سے کہا کہ نہین وہ کبھی فلاح اور نجات نہ پائیگا۔
حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب مین بات کہنا ترک کرون تو تم بھی ترک کرو اور جب مین تمسے بات کرون
تو وہ مجھسے حاصل کرو اسواسطے کہ جو لوگ تمسے پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور
تباہ ہوے کہ سوالات بہت کیا کرتے اور اپنے انبیا سے اختلاف کرتے تھے جنید
علیہ الرحمتہ نے کہا ابی حفص نیشاپوری کے ساتھ مین نے ایک آدمی دیکھا جو
بہت خاموش رہا کرتا اور بات نہ کرتا تھا مین نے اُنکے یارون سے کہا کہ یہ کون
شخص ہی تو مجھسے کہا گیا کہ یہ ایک انسان ہی جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہی

اور ہماری خدمت کیا کرتا ہی اُسکے پاس ہزار درم تھے اُسپر خرچ کیے اور ہزار درم
اور قرض لیے وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روا نہ رکھا کہ ایک کلمہ سے ہی
اُسکے ساتھ بات ہو- اور ابو یزید بسطامی نے کہا کہ مین ابا علی سندی کی صحبت مین رہا
سو مین اُسکو وہ چیزین تلقین کرتا تھا جنکے ساتھ وہ اپنے فرض کو قائم کرے اور وہ مجھے
صرف توحید اور حقائق تعلیم کرتا تھا- اور ابو عثمان نے کہا کہ مین ابو حفص کی صحبت
مین رہا جب کہ مین نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا میرے پاس
مت بیٹھ بس اُسکے کلام کی مکافات یہ نہین کہ مین اسکی طرف پیٹھ پھیرون اور پھرا
پیچھے کی طرف چلتا ہوا اور میرا منھ اُسکے سامنے تھا یہان تک کہ مین اس سے غائب
ہوگیا اور مین نے اپنے دل مین یہ ٹھان لیا کہ اُسکے دروازہ پر مین اپنے لیے ایک
کنوان کھودون اور اُسمین اُترون اور بیٹھ رہون اور اُسکے اندر سے مین باہر
نہ نکلون مگر اُسکی اجازت سے پھر جب کہ مجھسے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دی اور مجھے
قبول کیا اور اپنے خاص یارون سے گردانا یہان تک کہ آپ کا وصال ہو گیا اللہ
اُسپر رحم کرے- اور صوفیہ کے آداب ظاہری سے یہ ہی کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوے
اپنا سجادہ نہ بچھائے مگر جب کہ نماز کا وقت ہو اسواسطے کہ مرید کی شان سے یہ ہی
کہ خدمت کے لیے اور باتون سے انقطاع کرے اور سجادہ کے بچھانے مین آسائش
اور اعزاز کا ایک اشارہ ہی اور سماع مین شیخ کے ہوتے ہوئے جنبش نہ کرے
الا اُسوقت کہ وہ حد تمیز سے خارج ہو جائے اور شیخ کی ہیبت مرید کو سماع کو
کھل کھیلنے سے باز رکھتی ہی اور اُسکو اپنے بس مین رکھتی ہی اور مرید کا استغراق
شیخ کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق اُسپر وارد ہوتا ہی اُسکے دیکھنے مین سماع کے

سننے سے زیادہ گوارا ہی اور ادب سے یہ بات ہی کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ چھپائے اور نہ وہ چیز کہ عطیہ حق اُسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے ظاہر ہو اُسے پوشیدہ نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالی اُسکی طرف سے جانتا ہی ظاہر کردے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے مین شرماتا ہو اُسکا ذکر ایما اور اشارہ سے کرے اسواسطے کہ مرید کا ضمیر جب کسی چیز مین چھپ رہ جاتا ہی جسے شیخ پر صراحۃ یا اشارۃ ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن مین ایک گرہ راستہ کے اندر پڑجاتی ہی اور شیخ سے کہدینے مین وہ گرہ کھلجاتی ہی اور دور ہوجاتی ہی اور ادب سے یہ ہی کہ شیخ کی صحبت مین نہ جاوے مگر اُسوقت کہ اُسے معلوم ہو جائے کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے مستعد ہی اور شیخ زیادہ دوسرون سے اُسکی تادیب مین راست اور درست تر ہی اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی طرف جائے تو اُسکی صحبت مصفا نہین ہوتی اور قول شیخ کا اسمین نفوذ نہین کرتا اور اُسکا باطن حال شیخ کی سرایت کے لیے قابلیت نہین رکھتا اسواسطے کہ مرید نے جب شیخ کو شیخت مین یکتا یقین کیا تو اُسکے فضل اور الوہیت کو جانا اور اُسکی محبت زیادہ ہوگئی اور محبت اور الفت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہی اور قوت محبت کے اندازہ کے موافق حال کے سرایت ہوتی ہی اسواسطے کہ محبت علامت تعارف کی ہی اور تعارف علامت جنسیت کی ہی اور جنسیت مرید کے لیے حال یا بعض حال شیخ کی کھینچنے والی ہی - ابو امامہ نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو سکھلائی تو وہ اُسکا مولا ہی سزاوار ہی کہ اُسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ اُسپر فوقیت دے

اور جسنے یہ کام کیا ہے آئنہ اُسنے اسلام کے دستوں مین سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا۔
اور منجملہ ادب کے یہ ہی کہ جزئیات و کلیات مین شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور
شیخ کی کراہت کو حقیر نہ جانے تاکہ حرکات اُسکے شیخ کے حسن خلق اور اُسکے کمال
حلم اور مدارات کے اعتماد جلدی رہین۔ ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم ابا عبداللہ مغربی
کی صحبت مین رہتے تھے اور ہم اُسوقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور بیابانون
مین سفر کرتا تھا اور اُسکے ساتھ ایک شیخ مسن حسن نام تھا اور ستر برس اسکی صحبت مین
رہا سو جب کبھی ہم مین سے کوئی خطا کرتا اور اُسپر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا
تو ہم اسی ضعیف مسن کے ساتھ شفاعت کراتے یہان تک کہ شیخ کا التفات مثل
سابق ہو جاتا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہی کہ اپنے وقائع اور کشف پر بدون
رجوع شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اسواسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہی اور اُسکا
باب مفتوح الی اللہ بزرگ تر ہی پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا تو
شیخ اُسکے موافق ہوگا اور اُسکا امضا اور اجرا مرید کے لیے کریگا اور رجوبات من عند اللہ
ہوگی اُس سے اختلاف نہ کریگا اور اگر اسمین کچھ شبہہ ہو تو شبہہ واقعہ کا شیخ کے
طریق سے زائل ہو جائیگا اور مرید کو واقعات اور کشفون کی صحت کا علم حاصل ہوگا
اسواسطے کہ مرید کے واقعہ مین شاید اُس ارادہ کی آمیزش ہو جو اُسکے نفس مین ہی
اور واقعہ کے ساتھ ارادہ نفس مل جل جائے خواب مین ہو یا بیداری مین ہو اور
اسمین ایک سر عجیب ہی اور مرید نفس کی سر پوشیدہ کے شیخ کے مین قائم نہین ہوتا
اور جب کہ اُسنے شیخ کے سامنے اُسکو بیان کردیا تو ارادہ نفس کا مرید کے اندر مخفی ہی
تو شیخ کے حق مین اُسکا اخفا مفتوح ہی یعنی وہ عیان ہی پھر اگر منجانب حق ہی

تو وہ طریق شیخ سے مبرہن ہو جائیگا اور اگر اُسکا واقعہ ہوائے نفس کی اخفا کی طرف منجر ہی تو وہ زائل ہو جائیگا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائیگا اور اُسکا بار شیخ اُٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ اُسکے حال مین قوت ہی اور جناب الٰہی مین اُسکی باریابی کی صحت اور اُسکی معرفت کمال پر ہی- اور ادب شیخ سے یہ ہی کہ جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ مکالمہ شیخ پر سبقت کرنے مین عجلت نہ کرے اور نہ اُسپر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہان تک کہ اُسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہی آیا وہ اُس کے لیے آمادہ اور اُسکے کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہی پس جسطرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب اور شرائط ہوتے ہین اسواسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہی اسی طرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطین ہین اور وجہ یہ ہی کہ وہ بھی معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہی اور اللہ تعالیٰ سے قبل اسکے کہ شیخ سے کلام کرے توفیق اُسکی مانگے جو ادب سے اُسکے محبوب و مرغوب ہی اور اسمین شک نہین کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اُسپر متنبہ کر دیا ہی جہان کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہی کہ آپ کے ساتھ اسطریق سے خطاب اور کلام کرو اور فرمایا ہی کہ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً یعنی اے ایمان والو جسوقت بھید کی بات کہو رسول سے تو دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات- عبداللہ بن عباس نے اس آیت کی شان نزول مین کہا ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کرنا اور مانگنا شروع کیا اور کثرت سے حتیٰ کہ آپ پر دشوار کر دیا اور

بہت الحاح سے مانگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اُنکو ادب سکھایا اور اس امر سے
اُنکو علیحدہ کیا اور حکم اُنکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور
بات چیت نہ کرین جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدین اور بعضون نے
کہا ہی کہ دولتمند لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس مین فقرا پر غلبہ
کرتے یہان تک کہ اُنکا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم ہوئی تو
اللہ تعالیٰ نے حکم صدقہ کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب دولتمندون نے
یہ دیکھا تو آپ کی بات چیت سے باز رہے اسواسطے کہ جو لوگ مفلس تھے تو
وہ کچھ اُنکے پاس نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ ذیمقدور تھے تو اُنھون نے
بخل کیا اور باز رہے تب یہ امر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار
معلوم ہوا اور آیت رخصت نازل ہوئی اور فرمایا کہ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا
بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ یعنی کیا تم ڈر گئے کہ دو پہلے بھید کی بات کہنے
سے خیرات سا اور بعضون نے کہا ہی کہ ہرگاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے
سرگوشی نہین کی سو دینار بیش کیے پھر اُسے صدقہ مین دیا اور علی رضی اللہ
عنہ نے کہا کہ کتاب اللہ مین ایک آیت ہی جسپر عمل کسی نے مجھسے پہلے
نہین کیا اور نہ میرے پیچھے کوئی اُسپر عمل کریگا اور روایت ہی کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے حضرت علی کو بُلایا اور فرمایا کہ صدقہ مین
تیری رائے کیا ہی جسقدر دینار ہون علی نے کہا اُسکی طاقت لوگون کو نہوگی
فرمایا کہ پھر کسقدر علی نے کہا کہ ایک دانہ ہو یا ایک جو ہو اسپر جناب رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئنہ تو بڑا زاہد و اندک خوار ہی بعد ازان آیت رخصت اتری اور وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُسپر اللہ تعالی نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن ادب اور مفید لفظ اور احترام سے تھا وہ منسوخ نہین ہوا اور فائدہ باقی ہی۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم مین سے وہ شخص نہین ہی جو ہمارے بڑے کی بزرگی نہ کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس علما کا احترام توفیق اور ہدایت ہی اور اُسکا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہی۔

باونواں باب شیخ کے آداب و اُسکے بیان مین جسکا وہ برتاو یارون و شاگردون کے ساتھ کرے

آداب ضروری سے یہ ہی کہ شیخ صادق قومی بھائیون پر فوقیت رکھنے کے ساتھ پیش نہ آوے اور نہ اسواسطے کہ اُنکے باطنون کو اس چاہت سے کہ میری تبعیت کرین میٹھی باتون اور لطف مدارا سے اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ اللہ تعالی اُسکے پاس مریدون اور ہدایت خواہون کو بھیجتا ہی جو حسن ظن اور صدق ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہین تو اُس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہو کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان اور آزمایش ہو اور حال یہ ہی کہ نفس کی سرشت مین داخل ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ خلق مین اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہی کہ خمول اور گوشہ نشینی مین سلامت اور امن ہی پس ہر گاہ کہ مقدر اپنے وقت پر پہونچا اور بندہ اپنے حال پر متمکن اور برقرار گرفتہ ہوا اور اُسنے اللہ تعالی کے اسکے قیافہ سے جان لیا کہ وہ مریدون کی تعلیم اور ارشاد کے لیے مقصود اور مراد ہی تو اُسوقت اُن لوگون سے کلام ناصحانہ مشفقانہ کرے

جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہی جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مرید اور طالب
کہ اللہ تعالی اُسکی طرف بھیجے اللہ تعالی اُسکے معنی مین رجوع کرتا ہی اور نہایت اسکو
آرزومند کرتا ہی کہ تولی اُسکی اس معاملہ مین کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے
اور شیخ کو چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جب کہ اُسکا دل اللہ تعالی کی طرف
ناظر اور اُسکے ساتھ باری طلب قول صواب کا ہدایت مین ہو۔ مین نے اپنے شیخ
ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یارون کو وصیت کرتے ہوے سنا ہی
کہ وہ کہتے تھے کہ فقرا مین سے کسی کے ساتھ بات مت کر الا اُسوقت جو تیرا صافی تر
ہو اور یہ ایک وصیت نافع ہی اسواسطے کہ کلمہ سچے مرید کے کان مین ایسا ہی واقع
ہوتا ہی کہ جیسے تخم زمین مین گرتا ہی اور ہم ذکر کر چکے ہین کہ خراب تخم ضایع اور
تباہ ہوتا ہی اور کلام کا تخم ہوی سے خراب ہو جاتا ہی اور ہوی کا ایک قطرہ علم
کے ایک دریا کو گندلا کر دیتا ہی سو جب کہ اہل صدق وارادت سے کلام کرے تو
چاہیے کہ قلب اللہ تعالی سے اسی طرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہی
اور جسطرح کہ زبان ترجمان قلب دل ہی دل اُسکا ترجمان حق بندہ کے پاس ہو تب
وہ ناظر الی اللہ ہوگا اسطرح پر کہ اُس سے سُنے اور جو کچھ وارد ہو اسکو تلقی اور قبول
کرے اور اُسمین امانت کو ادا کرے اُسکے بعد شیخ کو سزاوار ہی کہ مرید کے احوال کا
اعتبار کرے اور غور سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے اُسمین
اُن چیزون کو دریافت کرے جو اُسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اسواسطے کہ
بعض مرید ایسے ہوتے ہین جو صلاحیت اسکی رکھتے ہین کہ فقط عبادت اور جسمانی
اعمال کریں اور ابرار کا طریق چلین اور بعضے مرید ایسے ہوتے ہین جنمین صلاحیت

قرب کی ہوتی ہی اور اس قابل ہوتے ہین کہ مقربان کی راہ چلین جو معاملہ قلوب اور
معاملات سینہ کے سبب درجۂ مراد کے منظور نظر ہین اور ہر ایک گروہ کے لیے ابرار اور
مقربین سے ہدایتین اور نہایتین ہین سو شیخ باطنون پر آگاہی رکھنے والا ہی وہ ہر ایک
شخص کو جانتا ہی اور اسکو جانتا ہی جسکی اُسے صلاحیت ہی اور یہ تعجب کی بات ہی کہ
جنگلی گنوار آدمی جانتا ہی کہ زمین کیسی اور درخت کسطرح لگاتے ہین اور ہر ایک
پودا اور زمین کو پہچانتا ہی اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو
سمجھتا ہی حتی کہ ایک عورت روئی پہچاننا اور اُسکا کاتنا اور موٹا و باریک سب
باتین جانتی ہی اور شیخ مرید کے حال کو نجانے اور نہ اُس چیز کو جسکے قابل وہ ہی اور
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ آپ لوگون سے اُنکی عقل کے موافق
بات چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جسکے قابل وہ ہوتا تھا
تو بعضے اُنمین سے وہ تھے جنکو خرچ اور انفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو بخل
اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب اور پیدا کرنے کا اور بعض کو ترک
کسب کا حکم دیتے جیسے اصحاب صفہ تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لوگون کے
اوضاع و اطوار جانتے تھے اور جو چیزین کہ اُنکے قابل تھین البتہ درجۂ دعوت مین
آپ سب کی دعوت فرماتے اسواسطے کہ آپ اسی واسطے پیدا ہوے اور بھیجے گئے تھے
کہ حجت کو ثابت کرین اور دلیل کو واضح کرین عام دعوت کرتے اور دعوت سے
مخصوص اُسکو نہین کرتے جسمین ہدایت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جسمین یہ نکرتے
ایک شیخ کا ادب یہ ہی کہ اُسکے واسطے خلوت خاص ہو اور وقت خاص ہو جسمین
گنجایش خلق کی مزاحمت کی نہو تاکہ جلوت مین فائدہ خلوت کا دے اور اپنے

نفس مین دعوی قوت کا نہ کرے جسپر یہ گمان ہو کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلنا اور
اُنسے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کریگا اور اُس سے امید نہین کرتا اور وہ خلوت کا
محتاج نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کمال آپ کو
حال مین تھا راتون کو قیام فرماتے تھے اور نمازین پڑھا کرتے اور اُسپر مداومت
فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات تھے جنمین آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہی کہ انسان
کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہین ہی قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور بہت سے
مغرور اور فریفتہ لوگون نے قناعت تھوڑی سی خوشدلی پر کرلی اُسکو سرمایہ اپنا گردانا
اور اپنے قلب کی طیبت پر دھوکا کھا گئے اور میل جول اور ملاقات صحبت مین پانون
اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو بیہودہ لوگون کا ٹھکانا بنا دیا ایک لقمہ کے سبب جو
اُسکے پاس کھاتے ہین اور اس مہربانی کے باعث جو اُس سے پاتے ہین سو اُسکا
قصد وہ شخص کرے جسکا قصد دین نہو اور نہ اُسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیون کی
راہ چلے پس وہ خود بھی فتنہ مین پڑتا ہی اور لوگون کو بھی فتنہ مین ڈالتا ہی
سو وہ قصور کے موقع مین رہا اور فتور کے دائرہ مین گر پڑا تو شیخ اللہ تعالیٰ کی
مدد چاہنے اور اُسکے سامنے دل سے تضرع و زاری کرنے سے مستغنی نہین ہوتا اگر وہ
اپنے قالب اور قلب کے ساتھ مستغنی نہین ہی تو اُسکے لیے ہر کلمہ مین رجوع الی اللہ
ہوگی اور ہر ایک جنبش مین اللہ تعالی کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغرورین
کے سر پر آتا ہی جو مدعی قوت کے ہین اور بات چیت اور میل جول مین پانون
پھیلاتے ہین اُسکی صرف وجہ یہی ہی کہ صفات نفس کی معرفت اُنکو کم ہی اور
تھوڑی بخشش پر وہ لوگ فریفتہ ہوگئے اور شیخون سے ادب کم پایا ہی۔ جنید

علیہ الرحمہ اپنے یارون سے کہا کرتے کہ اگر مین یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تمھارے
ساتھ صحبت رکھنے سے افضل ہی تو مین تمھارے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت خلوت
مین دیکھے تو خلوت مین بیٹھے اور اگر صحبت مین فضل دیکھے تو یارون کے ساتھ بیٹھے
تب صحبت اسکی خلوت کی حمایت مین ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے اسکے بڑھکر
ہوگی اور اسمین سر اور بھید ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ آدمی کے اندر ترکیب مختلف ہی کہ
اُسمین تغایر اور تضاد ہی اسوجہ سے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ وہ سفلی اور علوی
کے درمیان آمدرفت رکھنے والا ہی اور اس تغایر کے سبب جو اُسمین ہی ایک حصہ
سستی کا صبر سے ہی جو مصروفیت حق پر ہو اور اسی واسطے ہر ایک عامل کے لیے
ایک سستی ہوتی ہی اور یہ سستی کبھی صورت عمل مین اور کبھی عمل مین مزہ نہ ملنے سے
ہوتی ہی اور اگر صورت عمل مین نہو تو سستی کے وقت مین مریدون اور سالکون کے لیے
تضیع اوقات اور نفس کی راحت اور بیکاری اور تعطل کی طرف میلان ہوتا ہی اور جو شخص
کہ مشیخت کے مرتبہ کو پہونچگیا ہی تو حصہ اُسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہوا تو خلق اُسکی
کاہلی کے حصہ سے فلاح پاتی ہی اور اُسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضایع نہین ہوتا ہی جیسا
کہ مریدون کا حصہ کاہلی کا ضایع ہوتا ہی سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت طلب سے
اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہی اور شیخ اپنی کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع
خلق سے فضیلت حاصل کرتا ہی اور اپنے اوطان خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہی
اپنے نفس مقرر سے بیشتر اس سے کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود
کرے اور اسوقت نفع خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے پھرتا ہی فارغ البال ایسے
قلب کے ساتھ جو تشنہ اور پرنور ہی اور ایسی روح کے ساتھ جو اغیار کی دیدکی تنگی سے

آزاد ہی اور اپنی شفقت کی حدت سے دار القرب کی طرف آنے والی ہی - اور شیخ کے
وظایف سے یہ ہی کہ اہل ارادت وطلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور اپنی اُن باتون سے
جو کہ مشایخ کے لیے تعظیم اور تبجیل اور استعمال تواضع واجب ہی نیچے اُتر آئی - رقی نے
حکایت کی ہی کہ مصر مین تھا اور ہم مسجد مین فقرا کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ اس
اثنا مین رقاق آیا اور ایک ستون کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہمنے کہا کہ
اُدھر شیخ نماز سے فارغ ہو اور اِدھر ہم اُٹھین اور اُسکو سلام کرین سو جب وہ فارغ
ہوا تو ہماری طرف آیا اور ہمین سلام کیا اُسپر ہمنے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ اولی تھے
تو شیخ نے کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اسکے ساتھ کبھی عذاب مین نہین ڈالا یعنی مین کبھی
اِسکا مقید نہین ہوا کہ میرا احترام ہو اور اُسکا کوئی قصد کرے آور مشایخ کے آداب سے یہ ہی
کہ مریدون کے حال کی طرف اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی سے نزول کرے - بعضے
صوفیہ نے کہا ہی کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے ساتھ ملاقات کرو اور علم کے ساتھ
مت ملاقات کرو اسواسطے کہ نرمی اُسکو مانوس کرتی ہی اور علم وبحث اُسکو وحشت
دلاتی ہی تو جب شیخ یہ برتاو نرمی سے کریگا تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع
کو پہونچے اور ترقی کریگا تب صریح علم کے ساتھ تعامل کرے - اور شیخ کے ادب سے
یہ ہی کہ یارون پر مہربان رہے اور صحت اور مرض مین اُنکی حاجت روائی کرے اور
اُنکے حقوق کا ترک اس اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت وصدق ہین بعضون نے
کہا ہی کہ اپنے بھائی کا حق مودہ جو تیرے اور اُسکی درمیان مین ہی ضایع مت کرو -
اور جریری سے روایت ہی کہا مین جب کہ حج سے اُلٹا پھرا تو جنید سے مین نے
ابتدا کی اور اُسے سلام کیا اور باتین کین تا کہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نہ کرین پھر

مین اپنے گھر آیا سو جب مین صبح کی نماز پڑھ چکا اور مُڑ کر پھرا تو کیا دیکھتا ہون کہ جنید میرے پیچھے پیچھے ہے سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے اسی واسطے آپ سے اول ملاقات کی اور سلام کیا تا کہ آپ یہان تک آنے کی تکلیف نہ اُٹھائین آپ نے فرمایا کہ یا ابا محمد یہ تیرا حق ہے اور یہ تیرا فضل ہے ۔ اور مشائخ کے آداب سے یہ ہے کہ جب کسی طالب مسترشد سے مخالفت اور قہر نفس مین اور صدق عزیمت کے اعتماد مین ضعف پایا کہ اُسکے ساتھ ملایمت کرین اور حد رخصت پر اُسے ٹھیرا دین کہ اُسمین بہت خیر ہے اور جب تک بندہ رخصت کی چاردیواری سے در نہ گذرے تو وہ آزاد ہے بعد از ان قائم ہوا اور فقیرون سے ملا اور لزوم رخصت مین مشاق ہو گیا تو نرمی کے ساتھ عزیمت کے مقامات تک چڑھایا جائے ۔ ابو سعید بن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تھا جو ابراہیم صائغ سے مشہور تھا اور اُسکا باپ دولتمند تھا سو وہ صوفیہ کی طرف میت آیا اور ابو احمد قلانسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پیسا ابو احمد کے ہاتھ لگ جاتا تو وہ اُسکے لیے پتلی چپاتیان اور بھنا ہوا گوشت اور حلوا خرید کرتا اور اُسکو دے دیتا اور کہتا کہ یہ خارج دنیا سے ہوا ہے اور ہر آئنہ نعمت نے پھر عود کیا تو واجب ہے کہ ہم اُسکے ساتھ نرمی کرین اور اُسکو دوسرون پر ترجیح دین ۔ اور مشائخ کے آداب سے یہ ہے کہ مال مرید اور اُسکی خدمت اور مدارات سے جو بوجہ من الوجوہ ہو منزہ اور مبرا رہے اسواسطے کہ وہ اللہ تعالی کے واسطے آیا ہے تو اُنکا نفع اور ارشاد بھی خالصاً للہ تعالی ہو پھر کیا مرید کے لیے افضل صدقات سے ہاتھ بڑھائے ۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہے کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ افضل علم سے نہین دیا جسکو وہ لوگون مین پھیلاتا ہے اور بیشک اللہ تعالی نے

فرمایا ہی تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے بچانے کے لیے اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا یعنی ہم کھانا تمکو واسطے اللہ تعالی کے کھلاتے ہین اور تمسے بدلا اور شکر کا ارادہ نہین رکھتے ہین پس شیخ کے لائق نہین ہی کہ اُسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت مین کہ شیخ کو کسی چیز مین اس سے علم اللہ تعالی کی طرف سے اُسپر وارد ہو کہ مرید سے رفق اور قبول کرے یا کوئی صلاح ہو جو شیخ کے لیے مرید کے حق مین اُس سے اثر تم دکھلائے پس ایسی حالت مین مرید کے مال سے متمتع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی وجہ سے ہوگا جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ إِنْ يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ یعنی دیگا تمکو نیک تمہارے اور نہ مانگیگا تم سے مال تمہارے یعنی تمام مال نہ لیگا اگر تمام مال تمسے مانگے اور اسمین مبالغہ کرے تو تم بخیلی کرو اور تمکو تمہارے دل کی خفگیون سے باہر نکالے۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے جان لیا ہی کہ مال کے نکلنے مین کینون کا نکالنا ہی اور یہ تادیب منجانب اللہ کریم ہی اور ادب وہی ادب اللہ کا ہی جعفر خلال نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال خارج کردے اور فقر پر اُنکے ساتھ بیٹھے تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت نکال، پنے بقدر کتابت اُسمین سے اپنے پاس رکھ چھوڑ اور فاضل مال نکال ڈال اور رکھے ہوے مال سے اپنی قوت کر اور حلال کی طلب مین کوشش کر جو تیرے پاس ہی وہ سب مت خارج کر اسواسطے کہ تو اپنے اوپر امین اس سے نہین ہی کہ تجھسے تیرا نفس مطالبہ کریگا۔ اور حضرت نبی علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ کوئی

کام کرین تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ شیخ کو مرید
کا حال معلوم ہو جاتا ہی کہ جب وہ کالی شی سے علٰحدہ ہو جائے تو اُسکو حال سے وہ
حاصل ہوتا ہی جسکے سبب وہ مال کی طرف نہین جھانکتا اور اُسوقت اُسکو جائز ہی
کہ مرید کو مال سے علٰحدہ ہونے کے لیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو وسعت دی اور اُنسے اُنکا تمام مال قبول فرمالیا۔
اور شیخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اُسکے حال سے
کسی طرح کی کجروی معلوم ہوگی یا اُس سے کوئی دعوی دیکھا یا دیکھا کہ اُمین عجب
اور پندار آگیا ہی تو چاہیے کہ مکروہ کی اُس سے تصریح نہ کرے بلکہ اور یاروں سے
کلام کرے اور اس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہی اور مجملا برائی کی وجہ کو
ظاہر کردے تو اُس سے فائدہ سب کو حاصل ہوگا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہی
اور تالیف قلوب کے اثر مین زیادہ تر ہی اور جیسا کہ مریدون سے خدمت مین
کوتاہی دیکھے جو اُسپر لازم تھی تو اُسکی تقصیر کو برداشت اور اُسے معاف کرے
اور خدمت پر اُسے ملایمت اور رفق سے برانگیختہ کرے اور اُسی کی طرف جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اِس حدیث مین استحباب کیا جو عبداللہ بن عمر سے
روایت ہی کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ
کسقدر خادم سے عفو کرون آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق مشایخ
حسن اقتدا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مہذب اور آراستہ ہین
اور یہ حضرات سب لوگون سے زیادہ تر حقدار ہین کہ اُسکی نسبت کا احیا کرین
خواہ کوئی امر ہو یا مستحب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے

یہ ہی کہ مریدون کے اسرار کی حفاظت اُن چیزون مین کرین جنکو مرید شیخ پر ظاہر کرتے ہین اور وہ بخششین طرح طرح کی جو اُنکو عطا ہوتی ہین اسواسطے کہ سر مرید اُسکے رب اور شیخ سے آگے نہین بڑھتا بعد ازان شیخ نفس مرید ہین اُن چیزون کو حقیر گردانے جو اپنی خلوت مین پاتا ہی خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع ہو یا کوئی چیز خوارق عادات سے ہو اور اُسکو جتلا دے کہ اُن چیزون مین سے کسی چیز پر ٹھہر جانا اللہ سے باز رکھتا ہی اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہی بلکہ اُسکو سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہی اُسکا تو شکر ہی اور اُس سے اور بہت نعمتین ہین جو شمار مین نہین آتین اور مرید کو یہ بھی بتلا دے کہ شان مرید طلب منعم ہی نہ کہ طلب نعمت ہی تاکہ اُسکا سر محفوظ اُسکے نفس اور اُسکے شیخ کے نزدیک رہے اور سر اُسکا افشا نہو اسواسطے کہ افشا اسرار کا تنگی سینہ سے ہی اور تنگی سینہ افشاے سر کی موجب ہی کہ اُسکے ساتھ عورات اور مردان ضعیف العقل متصف ہین اور افشاے سر کا سبب یہ ہی کہ انسان کے لیے دو قوتین ہین ایک آخذہ یعنی لینے والی اور ایک معطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونون قوتین اپنے اپنے فعل مختص کے شایق ہوتی ہین اور اگر اللہ تعالی قوت معطیہ کو موکل اور متعین اُسکے لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اُسکے پاس ہی ظاہر کر دے تو اسرار ظاہری نہوتے پس کامل العقل کا یہ کام ہی کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہی اُسکو مقید اور بند کرتا ہی اور اُسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہی تاکہ اُسکو اُسکے محل اور موقع پر رکھے تو مشایخ کا حال اُس سے جلیل تر ہی کہ اسرار کو افشا کرین اسواسطے کہ عقول اُنکی متین اور رزین ہین اور مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے راز کو افشا سے

محفوظ رکھے اسواسطے کہ اُسکی صحت اور سلامت اُسمین ہو اور حق سبحانہ تعالی کی تائید جو اُسکے لیے ہی پیچھے مریدون کا اُنکی لغزشون کے مقامون مین تدارک اور خبرگیری کرتی ہو

باب ترپنوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان مین جو کچھ خیر اور شر کے اُسمین ہو

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود جنسیت ہی اور کبھی اوصاف عام ترجو اُسکے داعی ہوتے ہین اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف اعم کا اقتضا ایسا ہی جیسا کہ جنس بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہی اور اوصاف اخص کا اقتضا جیسا کہ اہل معصیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہی پس جب کہ یہ قاعدہ کلیہ معلوم ہوچکا اور یہ تحقیق ہی کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود جنسیت ہی کبھی اوصاف اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہیے جب کہ وہ کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اُس بات کو دیکھے جسکے سبب وہ اُس شخص کی طرف راغب ہوتا ہی اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل ہوتا ہی اُسکے احوال کا شرع کی ترازو مین وزن کرے اور اُنکو تولے پھر اگر اُسکے احوال کو راست اور درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے اُسکی مباشرت اور مبادرت کرے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے اُسکا آئنہ روشن اُسکے بھائی کے آئینہ مین بنادیا ہی کہ حسن حال کا جمال اسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اُسکے افعال کو راست اور درست نہین دیکھتا تو چاہیے کہ ملامت اور اتہام کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ اُسکے بھائی کے آئینہ مین اُسکے حال کا بھونڈاپن اُسکو کھل گیا اس صورت مین لائق ہی کہ اُس سے ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون

جب آپس مین مل بیٹھینگے تو اور زیادہ تاریکی اور کمزوری ہوگی بعد ازان اپنی مصاحبت
سے جسکی طرف اُسکو میل ہو حسن حال دیکھ لے بعد اپنے نفس کے لیے حسن حال کا حکم
کرے تو اُسکو اپنے بھائی کے آئینہ مین نظارا کرے پھر جاننا چاہیے کہ وصف اعم کا
میل اُسکی سرشت مین مرکوز ہی اور میل اُسکے طریق کے ساتھ واقع ہی اور اُسکے لیے
اُسکی رو سے احکام مین اور نفس کے لیے اُسکے سبب سے سکون اور میلان ہی تو جو میل
کہ وصف اعم کی وجہ سے ہی اُسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ دور اور مسلوب کر دیتا ہی
اور دونون ہمنشینون کی باہم ایسی طبعی خوشی اور راحت اور دل کی لذتین اور
مزے ہوے ہین کہ اسمین اور خالص محبت اللہ مین کوئی فرق نہین بتلا سکتا مگر وہ علما
کہ زاہد ہین اور کبھی مرید صادق اہل صلاح مین اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہی جسقدر
کہ اہل فساد مین بگڑتا ہی اور اُسکی وجہ یہ ہی کہ اہل فساد کا جو طریق ہی اُسکا فساد
سمجھ پڑتا ہی اور اس سے پرہیز کیا جاتا ہی اور جو اہل صلاح ہین اُنکی صلاح سے
دھوکا ہو جاتا ہی تو اُنکی طرف صلاحیت کی جنسیت سے مائل ہوتا ہی بعد ازان
اُنکے درمیان لذات اور راحات طبعی اور جبلی حاصل ہوتے ہین جو اُنکے اور حقیقت
صحبت اللہ کے حاجب اور حائل ہوتے ہین تو اُنکے طریق سے طلب مین فتور اور
حصول مقصود سے مخالفت پیدا ہوتی ہی اور چاہیے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک
نکتہ سے آگاہ ہوے اور صحبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ
اسمین سد راہ مقصود ہو اُسے چھوڑ دے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ نہین
تونے کوئی شر دیکھا مگر اس شخص سے جسکو تو جانتا پہچانتا ہی اور اسی قول کے
باعث ایک گروہ نے اہل سلف سے صحبت کا انکار کیا ہی اور وحدت و تنہائی

اور گوشہ نشینی مین فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل
بن سلیمان الخواص کے اور سلیمان الخواص سے حکایت کی ہی کہ لوگون نے
اُس سے کہا کہ ابراہیم بن ادہم آیا ہی کیا تو اُس سے ملاقات نہ کریگا اُس نے
جواب دیا کہ اگر مین ایک درندہ نقصان پہونچانے والے سے ملون تو یہ مجھے
اس سے زیادہ مرغوب ہی کہ ابراہیم بن ادہم سے ملون کہا یہ اسواسطے ہی
کہ مین جب اُسے دیکھون تو اُسکے لیے اپنے کلام کو آراستہ کرونگا اور اپنے
نفس کو اُسکے احسن احوال کے ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کرونگا اور یہ میرے
فتنہ ہی اور یہ ایک عالم اپنے نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہی اور یہ امر دو مصاحبون
کے درمیان ضرور ہونے والا ہی مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالی محفوظ اور مصون
رکھے۔ ابوسعید خدری سے روایت ہی کہ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی قریب ہی یہ کہ بہترین مال مسلم بکریان کہ اُنکے ساتھ وہ پہاڑ کی گھاٹیون
مین لگا پھرتا ہی اور اُن مقامات مین جہان جہان پانی گرتا ہی بھاگتا ہی
اپنے دین کے ساتھ فتنون سے پھرتا ہی۔ اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم سے
خبر دینے کے لیے فرمایا ہی واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی یعنی تمسے
کونا پکرتا ہون اور اُنسے کہ جنکو تم پکارتے ہو اور مین تو اپنے رب کو پکارتا ہون
حضرت خلیل اللہ نے عزلت سے اپنی قوم پر قوت اور پشتی طلب کی ہی۔
بعضون کا یہ قول ہی کہ عزلت دو نوع ہی فریضہ ہی اور فضیلت ہی سو فریضہ
تو عزلت شر اور اہل شر سے ہی اور فضیلت عزلت فضول اور اہل فضول سے
ہی اور جائز ہی کہ کہا جائے کہ خلوت غیر عزلت ہی پس خلوت اغیار سے ہی اور

عزلت نفس سے ہی اور ان چیزون سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالی
کی طرف سے باز رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی
ابو بکر وراق نے کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلطہ اور میل جول سے شروع
آدم علیہ السلام سے آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلطہ سے
گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی کہ سلامت کے دس اجزا ہین نو جزو خاموشی
مین ہین اور ایک جزو عزلت مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی
اور خلطہ و صحبت عارض تو چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑلے اور مخالطت نہ کرے
مگر بقدر حاجت کے اور جب مخالطت کرے تو نہ مخالطت کرے مگر جمعہ کے ساتھ
اور جب مخالطت کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام
عارضی ہی اور تکلم نہ کرے مگر جمعہ کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی
اور اسمین بندہ زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار و آثار خلطہ اور صحبت سے پرہیز کرنے
کے بابت بہت ہین اور کتابین اس سے مملو اور مشحون ہین اور اسمین جو اخبار
ہین انکو ایک حدیث نے جمع کیا ہی جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ
جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیاتین علی الناس زمان لا یسلم
لذی دین دینہ الا من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ و من شاہق الی شاہق و من حجر
الی حجر کالثعلب الذی یروغ قالوا و متی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ
الا بمعاصی اللہ فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا و کیف ذلک یا رسول اللہ
و قد امرتنا بالتزوج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی ید ابویہ
فان لم یکن لہ ابوان فعلی ید زوجتہ و ولدہ فان لم یکن لہ زوجتہ و لا ولد فعلی ید قرابتہ

قالوا وکیف ذٰلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بمعصیۃ اللہ فعند ذٰلک حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذٰلک یا رسول اللہ وقد امرتنا بالتزویج قال اذا کان ذٰلک الزمان کان ہلاک الرجل علی ید ابویہ فان لم یکن لہ ابوان فعلی ید زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی ید قرابتہ قالوا وکیف ذٰلک یا رسول اللہ قال یعیرونہ بضیق المعیشۃ فیتکلف ما لا یطیق حتے یوردوہ من موارد الہلکۃ یعنی البتہ آدمیون پر ایک زمانہ آویگا کہ نہین سلامت رہیگا کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانون سے دوسرے گانون کی طرف بھاگیگا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا لوگون نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ اللہ تعالی کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہو گیا بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ تونے ساتھ نکاح کرنے کے ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور اولاد نہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کسطرح پر یا رسول اللہ فرمایا ساتھ تنگی روزی کے شرم دلائیگی تو وہ جس چیز کی طاقت نہین رکھتا ہے اسکی تکلیف اٹھائیگا یہان تک کہ وہ اسکو محل ہلاکت مین ڈال دینگے اور اہل سلامت سے بعضون نے صحبت اور برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور انکی رائے ہے کہ اللہ تعالی نے اہل ایمان پر اس بات کا احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا سو اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور یاد کرو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسواسطے کہ تم دشمن تھے پھر تمھارے دلون مین الفت دی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے بھائی ہوگئے اور یہ بھی اللہ تعالی نے فرمایا ہے ہو الذے

ایدک بنصرہ وبالمؤمنین والف بین قلوبکم لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبکم ولکن اللہ الف بینہم یعنی اللہ وہ ہی کہ جسنے ساتھ نصرت اپنی کے اور مومنون کے تیری مدد کی اور اُنکے دلون مین الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا تمام جو کچھ زمین ہی نہ تو الفت اُنکے دلون مین ڈالتا لیکن اللہ تعالی نے اُنکے درمیان الفت پیدا کردی - اور سعید بن مسیب اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ ہمانے صحبت اور اخوت فی اللہ تعالی کو پسند اور اختیار کیا ہی اور فائدہ صحبت کا یہ ہی کہ وہ باطن کے مسام کھولتی ہی اور انسان اس سے حوادث اور عوارض کا علم حاصل کرتا ہی - بعضے کہتے ہین کہ آفات کا بڑا جاننے والا وہ ہی جو اُنسے زیادہ تر آفات مین پڑا ہو اور علم محکم سے باطن سخت اور مستحکم ہو جاتا ہے اور آفات کی رات کو چلنے کے باعث سے صدق تمکن ہو جاتا ہی پھر اس سے خلاص پانا ایمان کی بدولت ہی اور صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہی اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہی اور ارواح آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام پاتے اور خوش ہوتے ہین اور رفیق اعلی کی طرف توجہ کرنے مین متفق ہو جاتے ہین اور ظاہر مین اُنکی مثال آوازون کی ہی کہ جب وہ جمع ہو جائین تو اجرام سماوی کو پھاڑ ڈالتے ہین اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہین پہونچتے - حدیث مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے وارد ہی کہ مومن اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہی اور اللہ تعالی نے خبر دیتے ہوے اُس شخص سے جسکا کوئی دوست نہین فرمایا ہی فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی پس کوئی نہین ہماری شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا اور

حمیم اصل ہمیم ہے مگر یہ کہ ہاے ہوز حاے حطی کے ساتھ بدل گئی ہے اسواسطے کہ
اُن دونون کا مخرج قریب ہے اسواسطے کہ وہ دونون حروف حلق سے ہین اور ہمیم
اہتمام سے ماخوذ ہے یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہے اسواسطے کہ
دوست کی مہم مین اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہے اور عمر نے
کہا ہے کہ جسوقت تم مین سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیے
کہ اُسکے ساتھ اعتصام کرے اسواسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہے اور کہنے والے نے
کہا ہے ؎ واذا صفالک من زمانک واحد + فہو المراد واین ذاک الواحد + یعنی
؎ یار صادق جب زمانہ مین تجھے ملجائے ایک + ہے وہی مقصود لیکن ہے کہان
وہ ہاے ایک + اور اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا اے
داؤد کیا حال ہے کہ مین تجھے تنہا گوشہ گزین دیکھتا ہون داؤد نے کہا الٰہی خلق
کو تیرے سبب سے مین نے دشمن کیا پھر اُسکی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد بیدار
ہوشیار اپنے نفس کے لیے طلبگار بھائیون کا ہو اور جو کوئی دوست کہ تجھسے
موافقت میری خوشی پر نہ کرے اُسکی صحبت تو مت رکھ اسواسطے کہ وہ دشمن ہے
تیرے قلب کو سخت اور تیرے تئین مجھسے دور کر دیگا اور حدیث شریف مین وارد ہے
کہ دوست زیادہ تم مین سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہین جو الفت کرتے ہین
اور الفت کیے جاتے ہین پس مومن آلف اور مالوف یعنی الفت کرنے والا
اور الفت کیا گیا ہے اور اسمین ایک نکتہ ہے اور وہ ہے کہ یہ بات نہین ہے کہ جو شخص
عزلت کو اختیار کرے اور وحدت کو اللہ کے واسطے تو اُس سے یہ وصف زائل
ہوجاتا ہے تو وہ آلف اور مالوف نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم خلق جبلی کی طرف ہی اور یہ خلق ہر ایک اُس شخص مین جو معرفت مین اور یقین مین اکمل اور عقل مین گرانمایہ اور اہلیت و استعداد مین اتم ہو کمال کو پہونچتا ہی اور اس صفت سے زیادہ بہرہ ور آدمیون سے انبیا تھے اُنکے بعد اولیا اور سب سے اکمل اور اتم اسمین ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ ہین اور ہر ایک شخص جو انبیا سے تھا الفت مین پورا زیادہ تھا اُسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُنمین سب سے زیادہ الفت کی تھی اور اُن سب سے زیادہ اُنکے توابع ہین اور آپنے ارشاد فرمایا ہی کہ نکاح باہم تم کرو اور بہت کثرت سے تم ہو جاؤ اسواسطے کہ مین تمھارے ساتھ قیامت کے دن امتون کا بڑھانیوالا ہون اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے اس وصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ فرمایا ہی اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت خو سخت دل کا تیرے پاس سے البتہ لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس وصف کے عزلت اور وحدت کو طلب کیا اور ہر ایک شخص جسمین یہ وصف زیادہ قوی اور اکمل ہو تو اسمین عزلت کی طلب ابتدا مین اکثر ہوتی ہی اور اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع شروع مین خلوت مرغوب تھی اور غار حری مین آپ خلوت رکھتے تھے اور بہت راتون کو اسمین عبادت کیا کرتے اور عزلت کی طلب آپ کے اس وصف کو زائل نہین کرتی کہ آپ آلف اور مالوف تھے اور ایک قوم نے اسمین غلطی کی جنکا یہ ظن ہی کہ عزلت اس وصف کو سلب کرتی ہی اور عزلت کو اس فضیلت کے حاصل کرنے کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہی اور طلب عزلت کا

سو اس شخص کے لیے جسمین یہ وصف ہو انبیا اور اولیا سے اتم واکمل ہی جسکو ہمنے
باب کے آغاز مین بیان کیا ہی کہ ہر آئینہ انسان مین صنعف اعم کے سبب میل اپنی جنس
کی طرف ہی پھر جب کہ زیرک استادان کار نے اسکو دریافت کرلیا تو اللہ تعالے نے
خلوت اور عزلت انکو الہام کی اسلیے کہ نفس کا تصفیہ اس میلان سے ہوجائے
جو وصف اعم کے سبب ہی تاکہ بلند ہمتین میل طبعی سے تالف روحانی پر ترقی
کرین پھر جب کہ حق تصفیہ ادا ہوا تو ارواح نے اصلی الفت اولی کے ساتھ اپنی
جنس کی طرف بلند پروازی کی اور اللہ تعالی نے انکو خلق اور اسکی صحبت کی
طرف پاک اور صاف الٹا پھیرا اور نفوس طاہر انوار ارواح سے روشن ہوگئے
اور صفت جبلی جو الفت مکمل تھی آلف اور مالوف ظاہر ہوئی اس سبب سے
عزلت اہم امور سے اس شخص کے نزدیک ہوگئی جو الفت کرے اور الفت کیا جائے
اور سب دلیلون سے بڑی دلیل اسپر کہ ہر آئینہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ
نشینی کی آلف اور مالوف ہی تاکہ غلطی اس شخص سے جسنے آیین غلطی کی اور
عزلت کی مطلق اسے ندمت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت
کی حقیقت کیا ہی اور عزلت اپنے وقت مین اور صحبت اپنے وقت مین
ہوجائے یہ ہی جو محمد بن حنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہی لیس بحکیم من لم یعاشر
بالمعروف من لا یجد من معاشرتہ بداً حتے یجعل اللہ لہ منہ فرجا یعنی نہین ہی
حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ امر معروف کے زندگی بسر نہ کرے اس شخص سے
کہ جسکی صحبت سے چارہ نہو وے یہان تک کہ اللہ تعالی اسکے لیے اس سے
کشادگی دیوے اور بشر بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت آلہی مین

قاصر ہو تو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہو اُس شخص کو جو اُس سے مانوس ہوتا ہو تو
معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ صادقین کے لیے انیس مہیا کر دیتا ہو از روے مہربانی
کے جو منجانب اللہ تم کے ہو اور بندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فوراً اس دنیا
مین اُسے حاصل ہو۔ اور انیس کبھی تو مفید ہوتا ہو جیسے مشائخ اور کبھی وہ
مستفید ہوتا ہو جیسے مرید پس جو شخص کہ عزلت اور خلوت مین صحیح ہو وہ بغیر
انیس کے نہین چھوڑا جاتا ہو اگر وہ قاصر ہو تو اللہ تعالیٰ اُسکو مانوس ایسے
شخص سے کر دیتا ہو جسکے ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کر لے اور اگر وہ غیر قاصر ہو
تو اُسکے لیے اللہ تعالیٰ ایسا شخص پہونچا دیتا ہو مریدون سے جو اُسکے ساتھ
اُنس کرے اور یہ اُنس وہ ہو جسمین وہ میل نہین ہو جو وصف اعم کے ساتھ
ہوتا ہو بلکہ وہ اللہ کے ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ مین ہوتا ہو۔
عبد اللہ بن مسعود نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہو کہ
آپ نے فرمایا کہ محبت کرنے والے آپس مین اللہ کے واسطے اوپر
سرخ یاقوت کے ستونون کے ہین ستونون کے سر پر ہین ستر ہزار بالاخانے
ہین وہ اوپر جنتیون کے جھانکتے ہونگے اُنکا حسن اور جمال جنتیون کو روشن
کریگا جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کرتا ہو کہینگے جنتی یعنی فرشتون کو کہ
ہمین پاس دوستی کرنے والون کے کہ اللہ کے واسطے کرتے ہین لیچلو تاکہ ہم اُنکو
دیکھین پس جسوقت وہ جنتیون پر نظر کرینگے حسن و جمال انکا جنتیون کو روشن
کر دیگا جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کر دیتا ہو اُنکا لباس سندس سبز
سے ہو اُنکی پیشانی پر لکھا ہوا ہو کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت رکھنے والے ہین

اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے محبوب فی اللہ رکھتا ہون تو
اُس سے کہا بشارت تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہر آئینہ مین نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی آدمیون سے ایک گروہ کے لیے قیامت
کے دن عرش کے اردگرد کرسیان بچھائی جائینگی جنکے مُنھ ایسے ہونگے جیسے
چودھوین رات کو چاند ہوتا ہی لوگ گھبرائینگے اور وہ نہ گھبرائینگے اور لوگ ڈرینگے
اور وہ نہ ڈرینگے اور یہ لوگ وہ اولیاء اللہ ہونگے کہ نہ اُنکو خوف ہوگا اور نہ وہ
محزون ہونگے سو آپ سے سوال کیا لوگون نے کہ وہ کون ہین یارسول اللہ
آپ نے فرمایا کہ باہم محبت اللہ عزوجل مین کرنے والے ہین عبادہ بن صامت
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ اللہ عزوجل نے
فرمایا ہی کہ میری محبت اُن لوگون کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہی جو باہم میرے
واسطے محبت کرتے ہین اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہین اور باہم بذل
اور صداقت میرے لیے کرتے ہین سعید بن مسیب سے روایت ہی کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آگاہ ہو مین خبر دیتا ہون اُس خیر
سے جو نماز اور صدقہ سے بھی بڑھکر ہی لوگون نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا اصلاح
ذات البین یعنی دو شخصون کے درمیان باہم صلح کرانی اور بچو تم بغض سے کسواسطے
کہ وہ حالقہ ہی یعنی محبت کو دور کرنے والا ہی۔ اور ابو مسلم نے کہا کہ مین نے ابوہریرہؓ
کو کہتے سنا ہی ایک حدیث کو اور حدیث مین تحذیر اور تخویف بغض سے ہی اور
وہ یہ ہی کہ لوگون سے علٰحدہ ہو کر کنارہ کشی اُنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب
کرے اور یہ خطا ہی اور جو شخص کہ ارادہ اِس بات کا کرے کہ وہ لوگون سے

علیحدہ اور تنہا رہے کہ وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہے اور اُن باتون کو جانکر جو
اُسکے نفس آفات ہین اور اپنے نفس پر خوف رکھتا ہوا اپنے نفس سے اور
خلق پر کہ اپنی شر سے اُنپر آن پڑے کہ جو شخص کہ اُسکی خلوت اس وصف
سے ہو تو اس وعید کے تحت مین داخل نہین ہے اور جالقہ کے ساتھ اشارہ
یہ ہے کہ بغض دین کے لیے دشمن ہے اسواسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی
طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہے۔ خالد بن معدان سے روایت ہے کہ اللہ
تعالیٰ کے واسطے ایک فرشتہ ہے کہ آدھا آگ سے اور آدھا برف سے بنا
ہوا ہے اور اُسکی یہ دعا ہے اللھم فکما الفت بین ھذا الثلج وھذہ النار فلا الثلج یطفی
النار ولا النار تذیب الثلج الف بین قلوب عبادک الصالحین اور کیونکر
قلوب صالحین مالوف باہم نہون اور حالانکہ اُنکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنے وقت عزیز مین قاب قوسین پر ایسے وقت مین جسکے اندر
گنجایش کسی شی کی نہ تھی اس وجہ سے کہ صالحین کا حال لطیف ہے اُنکو ایسے
مقام بزرگ پر نہین پایا اور کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہ
وہ مجتمع ہین ہر چند کہ وہ متفرق ہون اور صحبت اُنکی لازم ہے اور عزیمت
اُنکی دنیا و آخرت مین تواصل اور باہمی آمیزش مین جازم اور قطعی ہے۔
اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ
رکھتا اور رات کو نماز مین کھڑا رہتا ہوا اور صدقہ دیتا ہوا اور مجاہدہ کرتا ہو
اور حب فی اللہ اُسکو حاصل نہو اور نہ بغض فی اللہ ہو تو یہ سب کچھ اُسے
نفع نہین دیگا۔ ابو بکر تلمسانی نے کہا ہے کہ صحبت رکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پھر

اگر تمہین اسکی طاقت نہو جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہی اُسکے ساتھ
صحبت رکھو تا کہ اُنکی صحبت کی برکت تمکو اللہ تعالیٰ کی صحبت تک پہونچائے
علی بن سہل کا قول ہی کہ انس باللہ تعالیٰ یہ ہی کہ خلق سے متوحش ہو مگر اُس
شخص سے کہ وہ اولیاء اللہ سے ہو اسواسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا یعنیہ
انس باللہ ہی اور ہر آئینہ کہنے والے نے نظم مین آگاہ کر دیا اُس حقیقت پر جو
معانی صحبت اور خلوت اور اُنکے فائدون کو جامع ہی اور اُس بات کو
جس سے پرہیز کرنا چاہیے اور یہ اُسکا قول ہی ابیات

وحدة الانسان خير	من جليس السوء عنده
وجليس الخير خير	من قعود المرأ وحده

ترجمہ

بہتر انسان کی ہی تنہائی	ہمنشین سے جو بد ہو اُسکے پاس
اور بہتر ہی ہمنشین بہتر	نہ کہ بیٹھا رہے اکیلا اوداس

باب چونوان صحبت اور اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان مین ہی

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی یعنی اور آپس مین مدد کرو تم
اور پر نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا
بِالْمَرْحَمَةِ یعنی اور تقید کرتے ہین سچائی کا اور تقید کرتے ہین رحم کھانے کا
اور اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی
اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ یعنی زور آور ہین کافرون پر نرم دل آپس مین

اور نیز یہ آیتین منجانب اللہ تعالی بندون کے لیے اداب حقوق صحبت پر موجب
تنبیہ اور آگاہی ہین پس جو شخص کہ اُسنے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اول
ادب اُسکا یہ ہو کہ وہ اپنے نفس اور اپنے یار کو اللہ تعالی کے سپرد سوال اور دعا
اور تضرع سے کردے اور صحبت مین برکت مانگے اسواسطے کہ وہ شخص اس سے
اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہی یا ایک دروازہ دوزخ کا پس
اگر اللہ تعالی اُن دونون مین خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت
کا ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہو جتنے دوست ہین اُسدن دشمن ہونگے مگر جو ہین
ڈر والے اور بعضون نے کہا ہو کہ ایک کو اُن دو مین سے جو اخوت فی اللہ
رکھتے ہون کہا جائیگا کہ جنت مین داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان
سے سوال کریگا سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہوگا تو وہ جنت
مین نہین داخل ہوگا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے
مثال عطا نہوگا پھر اگر اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نتھے
تو وہ کہیگا کہ مین اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کے لیے
جسقدر مانگا جائیگا وہ دیگا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا جائیگا
اور اللہ تعالی اُن دونون پر صحبت سے شر کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ
دوزخ کا ہوگا اللہ تعالی نے فرمایا ہو وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا
لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا يَا وَيْلَتَى لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا یعنی اور
جسدن کاٹ کاٹ کھائیگا گنہگار اپنے ہاتھ کہیگا کسی طرح مین نے پکڑی
ہوتی رسول اللہ کے ساتھ راہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نے

فلانے کے ساتھ دوستی - اگرچہ یہ آیت قصۂ مشہورہ مین نازل ہوئی ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اسکے ساتھ اپنے بندون کو آگاہ کردیا ہو پرہیز کرنے پر ایک دوست سے جو اللہ سے قطع کرائے اور اسمین بلانیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہو - اور ابتداے کام مین شان اُن لوگون کی جو غافل اور جاہل ہین نیات اور مقاصد اور نفع اور نقصانون سے ثابت ہوجاتی ہو اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام مین کہا ہو اور انسانون کو نہین پکارتے ہین مگر انسان پس صحبت سے فساد کی بھی امید ہو اور صحبت کی بھی امید ہو اور یہ اُسکا استانہین ہو کسطرح اُسکے شروع مین نہ ڈالے اور اس معاملہ مین کام استوار اسطرح ہوتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کثرت سے التجا کرے اور صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا اسمین کرے اور نماز استخارہ کی پڑھے بعد اذان یہ ہو کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہو اور ہر ایک عمل نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو ایک حدیث طولانی کہ سات آدمی ہین جنکو اللہ تعم سایہ عنایت فرمائیگا سوانمین سے دو وہ شخص ہین جنھون نے اللہ تعم کے لیے محبت باہم کی اور اسی پر اُنھون نے اپنی زندگی بسر کی اور اُسی پر مرے اشارہ اس بات کی طرف ہو کہ اخوت اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہو تاکہ اُنکے لیے مواخات کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ مواخات فاسد ہوگئی اسطرح پر کہ جو حقوق اُسمین ہین اُنکو ضایع کردیا تو عمل سرے سے فاسد ہوگیا بعضون نے کہا ہو کہ شیطان نے حسد کسی دو معاونون کا نیکی پر نہین کیا

جتنا کہ حسد اُسنے دو شخصون پر کیا جو فی اللہ تعالی بھائی بن گئے اور دونون نے
اُنمین باہم گرمجت کی اسواسطے لہ شیطان بالذات کوشش کرتا ہی اور اپنی
ذریات کو فساد اُنکے درمیان ڈالنے پر برانگیختہ کرتا ہو۔ اور فضیل کہا کرتا
جب کبھی غیبت واقع ہوتی تو اُٹھ گئی براوری اور برادری فی اللہ تعالے
مواجہہ ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اِخوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُتَقَابِلِینَ یعنی بھائی ہین
اوپر تختون کے سامنے بیٹھے ہوے ہین اور جب ایک نے دوسرے کے لیے
برائی دل مین ٹھانی یا کوئی چیز اس سے مکروہ دیکھی اور اُسے مطلع اسپر نہین کیا
تاکہ یہ اسکو زائل کرے یا اُس سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ
مواجہہ اور مقابل اسکے نہین ہوا بلکہ پیٹھ پھیر لی۔ جنید علیہ الرحمہ نے کہا جو
دو شخص کہ باہم فی اللہ اخوت اُنھون نے کی اور ایک انمین کا دوسرے سے
متوحش ہوا تو یہ بات نہین ہی مگر کسی علت سے جو اُن دونون مین کسی ایک
مین ہوگی پس مواخاۃ فی اللہ صاف تر آب زلال سے ہی اور جو اللہ کے
واسطے ہو تو اللہ اسمین صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہی اور جو چیز صاف ہی تو
برابر رہیگی اور اصل اسکی دوام صفا مین عدم مخالفت ہی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا ہی کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اُس سے خوش طبعی
نہ کر اور نہ ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے۔ ابو سعید خراز نے کہا مین صوفیون
کے ساتھ پچاس برس رہا کبھی میرے اور اُنکے درمیان خلاف نہین پڑا سو
اُس سے سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اسواسطے کہ مین اُنکے ساتھ اپنے
نفس پہ غالب رہتا تھا۔ ابو عمر دمشقی رامی نے کہا کہ مین نے ابو عبد اللہ ابن الجلا

کو کہتے سنا ہی اور اُسوقت کسی شخص نے اُس سے سوال کیا تھا کہ خلق سے
مین کس شخص سے صحبت رکھون تو جواب دیا کہ اگر تو اُنسے نیکی نہ کرے تو اُنکو
ایذا بھی مت دے اور اگر تو انھین خوش نہ کرے تو اُنسے بُرائی نہ کر۔ اور
اُسی عبد اللہ نے اسنادِ مذکورہ کے ساتھ کہا ہی کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر
جو تیرے اور اُسکے درمیان مودت اور صداقت سے ہی اسواسطے کہ حق
تعالیٰ نے ہر ایک مومن کے لیے حقوق مقرر کیے ہین جنکو ضایع بجز اُسکے
کوئی نہین کرتا جو رعایت اُن حقوق الٰہی کی نہین کرتا کہ اُسپر ہین اور حقوق
صحبت سے یہ ہی کہ جب فرقت اور جدائی واقع ہو جائے تو اپنے بھائی کا
ذکر نہ کرے مگر خیر کے ساتھ **حکایت** ہی کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اُسکی
ایک بات مکروہ اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کے
لیے کہا جاتا تو وہ کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق مین خیر کے
سوا کہے پھر اُس سے الگ ہو گیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس
ماجرا کی خبر چاہی تو کہا ایک عورت ہی جو مجھسے علیحدہ ہو گئی اور مجھسے وہ کسی
چیز مین نہین ہی مین کیونکر اُسکا ذکر کرون اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالیٰ سے ہی
کہ وہ سبحانہٗ ہر آئینہ بھلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہی۔ اور
جب ایک بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض
کرے یا نہین اسمین قول مختلف ہی ابوذر کا قول ہی کہ جب اُس حالت سے
جسپر وہ تھا بدل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے محبت کی تھی اور
دوسرے کا قول ہی کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے عمل سے

بغض رکھے - اللہ تعالی نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی کہ پس
اگر تیری نا فرمانی کرین تو کہدے کہ مین بری ہی اس عمل سے ہون جو تم کرتے ہو
اور یہ نہین کہا کہ مین تمسے بری ہون - اور منقول ہی کہ ایک جوان ہمیشہ
ابی درداء کی مجلس مین آیا کرتا اور ابو درداء اُسکو اورون پر ممتاز رکھتا تھا پھر
وہ جوان ایک گناہ کبیرہ مین مبتلا ہوگیا اور ابو درداء تک وہ بات پہونچی سو
اُس سے کہا گیا کاش تو اس سے بُعد رکھتا اور اس سے ہجر کہا سبحان اللہ
یار کسی چیز کے سبب جو اُس سے ہو جائے ترک نہین کیا جاتا - بعضون نے
کہا ہی کہ صداقت ایک لحمہ یعنی قرابت ہی جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہی اور
ایکبار ایک حکیم سے سوال کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہی یا تیرا
دوست ہی تو اُسنے جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہون
جب کہ وہ میرا دوست ہو اور برخلاف مفارقت ظاہری اور باطنی مین ہی
و لیکن ملازمت باطنی جب کہ ظاہری مفارقت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے
اختلاف سے ہوتی ہی اور اسمین قول بالاطلاق نہین کیا جاتا بغیر اسکے کہ
اسمین تفصیل ہو اسواسطے کہ آدمیون سے بغض وہ شخص ہوتا ہی جسکا تغیر
اللہ سے پھر جاتا ہی اور سابقہ کی بُرائی کا حکم ظاہر ہوتا ہی تو اُسکا بغض واجب ہی
اور اُسمین موافقت حق کی ہی اور آدمیون مین بغض ایسا ہی کہ اُسکا تغیر اور
بدل جانا ایک لغزش سے ہی جو پیدا ہو گئی اور ایک کاہلی ہی جو آن پڑی
جسکے عود اور رجوع کی امید ہی تو سزاوار نہین ہی کہ اُس سے بغض ہو مگر
اُسکے کام کا حالت حاضرہ مین بغض رکھے اور دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی

حالت سے کہ وہ منتظر رہے کہ اُسے کشادگی نصیب ہو اور صلح کی جگہ پھر وہ
معاودت کرے۔ اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام نے
جب کہ قوم نے ایک شخص کو جسنے فعل فاحشہ کیا گالیان دین فرمایا کہ ٹھہرو اور اپنے
اس قول سے اُسکو زجر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار شیطان کے مت ہو۔ اور
ابراہیم نخعی نے کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نکرا اور مت اُس سے ہجر کر اُسکے گناہ
کے سبب جو وہ گناہ کرے اسواسطے کہ وہ آج کے دن ارتکاب اُسکا کرتا ہی
اور کل صبح اُسکو چھوڑ دیتا ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ ڈرو تم عالم کی لغزش اور
گناہ سے اور اُس سے قطع نہ کرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار کرو۔ اور روایت ہی
کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے مواخات کی تھی اور
شام کی طرف گیا تھا تو اُسکا حال اُس شخص سے استفسار کیا جو اُسکے پاس آیا تھا
سو فرمایا کہ میرے بھائی نے کیا کیا اُسنے آپ سے کہا کہ تیرا بھائی شیطان ہی
آپ نے فرمایا کہ اُسے ایسا مت کہہ اُسنے کہا کہ وہ کبائر مین آلودہ ہو گیا ہی یہانتک
کہ شراب خواری مین پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو شام کو جانے کا ارادہ
کرے تو مجھے خبر دینا راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُسکو لکھا حٰمٓ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ
مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ پھر اُسکے
نیچے عتاب اُسپر کیا اور اُسے معزول کیا سو جب اُسنے خط پڑھا تو رو دیا اور کہا
سچا ہی اللہ تعالی اور عمرؓ نے نصیحت اور خیر خواہی کی پھر اُسنے توبہ کی اور کبیرہ
سے رجوع اور بازگشت کی۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
ابن عمر کو دیکھا کہ داہنے اور بائین پھر کر دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُسنے کہا

یارسول اللہ ایک مرد سے مین نے مواخات کی ہو سو مین تلاش کرتا ہون اور اسے
نہین دیکھتا تب آپ نے فرمایا یا عبداللہ جب تو کسی سے مواخاۃ کرے تو اُسکا نام
پوچھ لے اور اُسکے باپ کا نام دریافت کر لے اور اُسکا گھر پھر اگر وہ بیمار پڑے تو
اُسکی عیادت کر اور اگر وہ کسی کام مین مشغول ہو تو اُسکی اعانت کر۔ اور ابن عباس
کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک تیرے بغیر کسی حاجت کے جو اُسکو ہو
آمدرفت نہین کی کہ مین نے دنیا مین اُسکی مکافات جان لی۔ اور سعید بن العاص
المجلیسی کہا کرتے کہ تین باتین میرے ذمہ واجب ہین۔ جب کوئی میرے پاس
آوے تو اُسکو مرحبا کہتا ہون اور جب وہ بات کرے تو مین اُسکی طرف منھ
کر لیتا ہون اور جب وہ بیٹھے تو اُسکے لیے وسعت جگہ مین دیتا ہون اور
خلوص محبت للہ تعالی کی علامت یہ ہو کہ اُس محبت مین شاید کوئی فائدہ دنیا
کا نرمی اور احسان سے نہو اسواسطے کہ جو محبت معلول اور کسی سبب سے ہوتی ہو
تو وہ سبب کے زوال سے زائل ہو جاتی ہو اور جو شخص اُسکی دوستی مین سند اور
وجہ کسی علت کی نہو تو وہ دوام علت کے ساتھ مستحکم ہوتی ہو اور حب فی اللہ کی
شرط سے یہ ہو کہ بھائی پر خرچ کر ڈالے اسقدر جو دین و دنیا سے اُسکے مقدور مین
ہو اللہ تعالی نے فرمایا ہو یُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً
مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی محبت رکھتے ہین
اُس سے جو وطن چھوڑ آوے اُنکے پاس اور نہین پاتے اپنے دل مین
غرض اُس چیز سے جو اُنکو ملا اور اول رکھتے ہین اُنکو اپنی جان سے اور
اگرچہ ہو اپنے اوپر بھوکھ۔ پس قول اللہ تعالی کا کہ لایجدون فی صدورہم

حاجة

حاجۃ مما اوتو یعنی وہ حسد نہین کرتے اپنے بھائیون سے اُنکے مال پر اور یہ دو وصف ساتھ اُن دونون کے صفائی محبت کی کامل کر دیتے ہین ایک یہ ہی کہ حسد کا دور ہونا کسی شی پر جو امر دین و دنیا سے ہو اور دوسرا مقدور بھی خرچ کر ڈالنا۔ اور حدیث مین وارد ہی کہ جناب سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہی کہ المرأ علے دین خلیلہ یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہی اور تیرے لیے بھلائی صحبت مین اُس شخص کی نہین ہی جو تیرے واسطے مثل اسکے نہین دیکھتا جو اپنے واسطے دیکھتا ہی سا اور ابو معاویہ اسود کہا کرتا میرے بھائی سب مجھسے اچھے ہین لوگون نے کہا کہ یہ کسطرح اُسنے کہا وہ سب میرے لیے اپنے اوپر فضل دیکھتے ہین اور جس شخص نے مجھے اپنے نفس پر فضیلت دی تو وہ مجھسے بہتر ہی اور بعض صوفیہ نے اُسے نظم کیا ہی **نظم**

تذلل لمن ان تذللت لہ	یری ذاک للفضل لا للبلہ
وجانب صداقۃ من لم یزل	علی الاصدقاء یری الفضل لہ

ترجمہ

خوار ہو اُسکے لیے جو خاک پا تو اُسکا ہو	اسکو سمجھے فضل کے باعث نہ بیعقلی کے ساتھ
اور الگ دامن جھٹک کر اُس سے ہو جو دائما	دوستون پر اپنا دیکھے فضل بیعقلی کے ساتھ

باب پچپنوان صحبت اور اخوت کے آداب کے بیان مین ہی

ابو حفص سے لوگون نے سوال کیا کہ آداب فقرا کے صحبت مین کیا ہین تو کہا مشایخ کو حرمت اور عزت کا حفظ اور بھائیون کے ساتھ حسن معاشرت

اور چھوٹون کو نصیحت کرنا اور اُن لوگون کی صحبت کا ترک کرنا جو اُنکے
طبقہ مین نہین ہین اور ایثار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر کرنا اور ذخیرہ
جمع کرنے سے کنارہ کشی اور دین و دنیا کے کام مین مدد دینی اور اُنکا ادب
سے بھائیون کی لغزش سے انجان ہونا اور جسمین نصیحت واجب ہو اُسمین
نصیحت کا کرنا اور اپنے یار کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع
دینی جو اُسمین جانتا ہو۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ اللہ رحم
اُس شخص پر کرے جسنے مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا
امر ہی کہ اُسمین نیکی اور مصلحت کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہی جو
اُسکو متنبہ اُسکے عیبون پر کرتا ہی۔ جعفر بن یرقان نے کہا کہ مجھسے میمون
بن مہران نے کہا کہ جو مین مکروہ جانتا ہون وہ مجھسے میرے مُنھ پر کہو اسواسطے
کہ آدمی اپنے بھائی کو نصیحت نہین کرتا یہان تک کہ اُس سے مُنھ در مُنھ
وہ بات کہے جسکو وہ مکروہ جانتا ہی اسواسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو
دوست رکھتا ہی جو اُس سے سچ کہے اور جھوٹا آدمی ناصح کو دوست نہین رکھتا
اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین رکھتے ہو
اور نصیحت وہ ہی جو کہ پوشیدگی مین ہو۔ اور آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ بھائیون
کی خدمت مین کھڑا ہو اور جو اذیت اُنسے پہونچے اُسکو سہے کہ اُس سے
فقیر کا جوہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہی۔ روایت ہی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
نے حکم دیا کہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین اُس راستہ کی طرف
تھا جو صفا اور مروہ کے درمیان ہی تو عباس نے اُس سے کہا اُکھاڑ ڈالا

تو نے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا تو کہا کہ اب اسکو اسکی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھیگا اور تیرے لیے سیڑھی عمر کے کاندھے کے سوا نہوگی پھر اسکو اپنے کاندھے پر کھڑا کیا اور اسنے اسے اسکی جگہ پر رکھدیا اور انکے ادب سے یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہین سمجھتے تھے کہ جسکے ساتھ انکو خصوصیت ہو۔ ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص کے ساتھ ہی نہین رہے جو یہ بات کہے کہ میری جوتی۔ ابو احمد بن قلانسی نے بیان کیا کہ مین ایک دن بصرہ مین فقرا کی ایک قوم کے پاس پہونچا تو انھون نے میرا اکرام کیا اور میری تعظیم کی سو مین نے ایک روز انمین سے کسی کو کہا کہ میرا جامہ کہان ہے اور انکی آنکھون سے مین گر گیا اور ابراہیم بن ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اسکی صحبت مین آتا تو وہ تین چیزون کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اسکا ان تمام چیزون مین جو اللہ اسپر مفتوح کرے اسکے تصرف کی مثال ہو سو ایک شخص نے اسکے یارون سے کہا مین اسپر نہین قدرت رکھتا تو ابراہیم نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب مین ڈالا۔ اور ابراہیم ابن ادہم باغون کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کاٹا کرتا اور اپنے یارون پر خرچ کرتا۔ اور اہل سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اسکو استعمال مین لاتا اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ یعنی مشاع ومشترک ہے کہ وہ سب اسمین برابر ہین اور انکے ادب سے ہے کہ جب انکو کوئی بار گران معلوم ہو تو وہ اپنے نفس کو

متہم اور قصوروار ٹھہراتے تھے اور اُسکی دوا کرنے مین اپنے باطن سے سبب
پیدا کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات پر دل کا لپٹ جانا یار کے لیے ایک
غیر وخیل کا رہی ہے - ابو بکر کتانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل
پر وہ گران تھا سو مین نے اُسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اُسکا ثقل میرے
قلب سے دور ہوا اور رود ہوا پھر مین نے اُس سے ایک دن خلوت کی اور
اُس سے کہا کہ تو اپنا پانون میرے رخسارے پر رکھ اُسنے انکار کیا تو مین نے
اُس سے کہا کہ اس سے چارہ نہین ہی تو اُسنے یہ کام کیا اسوقت وہ بات میرے
باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن مین پاتا تھا - رقی نے کہا کہ شام سے مین نے
حجاز کا ارادہ کیا تاکہ اس حکایت کو کتانی سے دریافت کرون - اور اُنکے ادب
سے ہی کہ جسکے فضل کو جانتے ہون اُسکو مقدم کرین اور مجلس مین اُسکے
لیے وسعت دین اور جگہ اُسکو دین - روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے چبوترے پر بیٹھے ہوے تھے کہ اُسمین ایک گروہ
اہل بدر کا آیا اور کوئی جگہ اُنھون نے نہ پائی جہان وہ بیٹھین تب رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگون کو اُٹھایا جو اہل بدر سے نہ تھے پھر اُنکی جگہ
بدری بیٹھے تو یہ امر اُنکو بُرا معلوم ہوا تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی
وَاِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا الآیہ یعنی جب کہا جائے کہ اُٹھو تو اُٹھ کھڑے
ہو تم - اور **حکایت** ہی کہ علی بن بندار صوفی ابی عبد اللہ بن حنیف کے پاس
زیارت کے لیے آیا سو وہ دونون چلے پھر اُس عبد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے
تو کہا کس عذر سے کہا اس وجہ سے کہ تم جنید سے ملے ہو اور مین نہین ملا -

اور اُنکے ادب سے ترک صحبت اُس شخص کا ہی جسکے ارادہ مین کوئی شی دنیا کی مقبولیات سے ہو اللہ تعالی نے فرمایا فَاَعْرِضْ عَمَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا وَلَمْ یُرِدْ اِلَّا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا یعنی پس اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے مُنھ پھیرلے جسنے ہمارے ذکر سے مُنھ پھیر دیا اور نہین ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا۔ اور اُنکے ادب سے ہی بھائیون کا انصاف دینا اور انصاف کے مطالبہ کا چھوڑ دینا۔ ابو عثمان حیری کا قول ہی کہ حق صحبت یہ ہی کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب وسعت و مقدور کر اور اُسکے مال مین طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور اُسسے انصاف مت طلب کر اور اُسکا پیرو ہو اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیرو ہو اور جو تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت کچھ جان اور جو تجھسے اُسکو پہونچے اُسکو تھوڑا سمجھ اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ صحبت مین نرمی جانب کی ہو اور نفس کا ظہور صولت کے ساتھ ترک کرے۔ ابو علی رودباری نے کہا ہی کہ صولت اور حملہ اُس شخص پر جو تجھسے اُونچا ہو شوخی اور بے حیائی ہی اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہی اور اپنے سے نیچے پر عجز ہی۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ اُنکے کلام مین ایسا نہ کہے کہ اگر ایسا ہو تو ایسا نہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہی کہ ایسا ہو اسواسطے کہ فقرا لوگ ان تقدیرات کو اُسپر عیب و اعتراض خیال کرتے ہین۔ اور اُنکے ادب سے صحبت مین مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرنا ہی۔ ذکر ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا یار ہوا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے اذن چاہا اُسنے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یار کسی کا نہوا الاجب کہ وہ ہمسے زیادہ ہو اور اگر کوئی ہمسے زیادہ نہو تو اُسکا یار بھی مت ہو

اسواسطے کہ تو اول ہمارا یار ہوا ہی اُسپر اُسنے کہا کہ میرے دل سے جدائی کی
نیت جاتی رہی - اور اُنکے ادب سے چھوٹون پر مہربانی ہی - **نقل** ہی کہ
ابراہیم بن ادہم کھیت کاٹنے کا کام کرتا تھا اور یارون کو کھلایا کرتا اور وہ
سب رات کو آپ کے پاس جمع ہوا کرتے اور وہ سب روزہ دار ہوتے اور
بسا اوقات ایسا ہوتا کہ بعضے روز کام مین پچھڑ جاتا تو ایک رات یارون نے
کہا آؤ ہم افطاری کہا لین اُنکی افطاری رکھ چھوڑین تاکہ بعد ازین وہ جلد
آجایا کرے پھر اُن لوگون نے روزہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر
ابراہیم پلٹ کر آیا اور اُنکو سوتا پایا تو کہا غریب مسکین ہین شاید اُنکے لیے کھانا
کچھ نہ تھا پھر تھوڑا آٹا اُسنے گوندھا اور اُسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ
اُسوقت آگ پھونک رہا تھا اس حالت سے کہ داڑھی اُسکی مٹی پر رکھی ہوئی
تھی سو اُن لوگون نے اُس سے کہا اُسکی بابت جو حال تھا تو ابراہیم نے کہا کہ مین نے
کہا شاید تمھین افطاری کا کھانا نہین ملا تو تم سو رہے اُسپر سب نے کہا کہ دیکھو
ہمنے کسطرح اُسکے ساتھ معاملہ کیا اور وہ ہمسے کیسا معاملہ کرتا ہی - اور اُنکے ادب
سے ہی کہ پکارنے کے وقت یہ نہ کہین کہ کہان تک اور کسواسطے اور کس سبب سے
بعضے علما نے کہا ہی کہ جب کوئی اپنے یار سے کہے کہ ہمارے ساتھ چلو اور وہ
کہے کہان تک تو اُسکے ساتھ مت جاؤ - اور ایک دوسرے عالم نے کہا کہ جسنے
بھائی سے کہا اپنے مال سے تو مجھے دے اور اُسنے کہا کسقدر تو چاہتا ہی تو وہ
حق برادری پر نہین کھڑا ہوا اور ایک شاعر نے خوب کہا ہی **شعر**

لا یسألون اخاهم حین یندبهم	للنائبات علے ما قال برهانا

ترجمہ فی الشعر

مانگتے ہرگز نہین برہان اسکے قول پر || جب کہ اُنکا کوئی بھائی پہونچتا ہی آفت کہی

اور اُنکا ادب ہی کہ بھائیون کے لیے تکلف نہین کرتے - روایت ہی کہ جب ابوحفص عراق مین آئے اور جنید نے اُنکے لیے طرح طرح کا تکلف کھانے کی چیزون مین کیا تو اُسکو ابوحفص نے بُرا جانا اور کہا میرے یار لوگ مخنثون کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے لیے زنگارنگ مرتبا ور پیش کیے جاتے ہین اور ہمارے نزدیک فتوت ترک تکلف ہی اور ماحضر کا پیش کرنا ہی اسواسطے کہ تکلف سے اکثر اوقات مہمان کی جدائی اختیار کیجاتی ہی اور ترک تکلف مین مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہی - اور اُنکا ادب صحبت مین مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہی اور مدارات مشتبہ بہ مداہنت و نفاق ہی اور دونون مین فرق یہ ہی کہ مدارات وہ چیز ہی کہ جس سے تو اپنے بھائی کی صلاح چاہے اس امید سے کہ اُسکی بہتری ہو اور تو اُسے برداشت کرے اُسکی جو تجھے مکروہ معلوم ہو اور مداہنت وہ ہی جس سے تیرا ارادہ کسی شہوت کا ہوی سے ہو خواہ کسی مزہ کے لینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے قائم کرنے کے لیے ہو - اور اُنکے ادب سے صحبت مین رعایت اعتدال کی قبض اور بسط کے درمیان ہی - شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہی کہ آپ نے کہا انقباض لوگون سے اُنکی عداوت کو حاصل کرتی ہی اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدہمنشینون کو کھینچتا ہی تو منقبض اور منبسط کے بین بین رہو - اور اُنکے ادب سے بھائیون کا ستر عورت کرنا ہی - عیسی علیہ السلام نے فرمایا اپنے یارون سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو سوتا ہوا پاؤ کہ اُسکا کپڑا ہوا نے کھول دیا ہو اُن

لوگون نے جواب دیا کہ ہم اُسے چھپاتے اور ڈھک دیتے ہین آپ نے
فرمایا بلکہ تم اُسکا کشف عورت کرتے ہو اُن لوگون نے کہا سبحان اللہ یہ
کون کرتا ہی فرمایا ایک تم مین سے ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق مین سنتا ہی
پھر اُسپر بڑھا دیتا ہی اور اُسے بڑھا کر اُسکو شایع اور مشتہر کرتا ہی - اور
اُنکے ادب سے ہی بھائی کے لیے غائبانہ آمرزش کا طلب کرنا اور اُنکے لیے
اللہ تعالی کے ساتھ جد و جہد کرنا تاکہ مکروہات اُنسے دور ہون حکایت ہی
کہ دو بھائی سے ایک ہوی مین مبتلا ہوا سو اپنے بھائی پر اظہار اسکا کیا
کہ مین ہوی مین مبتلا ہو گیا سو اگر تو چاہے کہ میرے ساتھ لئد عقد محبت
نہ باندھے تو اُسکو پورا کر اُسنے جواب دیا کہ مین تو ایسا نہین ہون کہ تیری
خطا کے سبب برادری کی گانٹھ کو کھول دون اور اپنے اور اللہ کے درمیان
عہد و پیمان کر لیا کہ وہ نہ کھائے اور نہ پیے یہان تک کہ اُسکو اللہ اُسے
اُسکی ہوی سے بری اور تندرست کردے اور چالیس دن کچھ نہ کھایا
جب کبھی اُسکو اُسکی ہوی سے سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہین زائل ہوے
ایک چلہ کے بعد اُسنے خبر اُسے دی کہ وہ ہوا دور ہو گئی پھر اُسنے کھانا کھایا اور
پانی پیا - اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ وہ اپنے یار کو مدارات کی طرف حاجتمند
نہین کرتے اور نہ وہ عذر خواہی کے ملتجی کرتے ہین اور نہ وہ یار کے لیے تکلف
کرتے ہین جو اسپر دشوار ہو بلکہ وہ یار کے لیے اسطرح ہوتے ہین کہ وہ یار کی
مراد کو اپنی مراد پر اختیار کرتے ہین - علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے
فرمایا کہ سب دوستون سے بدتر وہ ہی جو تجھے مدارات کا حاجتمند کرے

یا عذر خواہی کا مجھسے ملتجی کرے یا اُسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر صادقؑ کا
قول ہی کہ میرے اوپر زیادہ بھاری بھائیون مین سے وہ ہو جو میرے لیے
تکلف کرے اور اُسنے مین تحفظ اور بچاؤ کرتا ہون اور اُنمین سب سے ہلکا
میرے قلب پر وہ ہی کہ مین اُسکے ساتھ ایسا رہون جیساکہ اکیلا رہتا ہون
پس آداب صحبت اور حقوق اخوت بہت کچھ ہین اور اُسمین جو حکایات
ہین اُنکا نقل کرنا طول ہی اور ہر آئینہ شیخ ابو طالب مکی علیہ الرحمہ کی کتاب
مین اس بارہ مین بہت کچھ حکایتین دیکھی ہین کہ بیشک اُسنے اپنی کتاب
مین ہر ایک بات اسمین سے ایسی لکھی ہی جو سمجھ ہی اور سب کا حاصل
یہ ہی کہ بندہ کے لیے یہ بات سزاوار ہی کہ وہ اپنے مولا کا ہو رہے اور
جو چاہے وہ اپنے مولی کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس کے لیے چاہے اور
جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اُسکی صحبت اُسکے ساتھ اللہ تعالی کے واسطے
ہو اور اُسکی صحبت اللہ تعالی کے لیے اختیار کرے تو ہر ایک چیز مین اُسکے
لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُسکا قرب زیادہ ہو اور جو شخص حقوق اللہ
تعالی پر قائم ہو تو اللہ تعالی اُسکو علم معرفت نفس و اُسکے عیوب کا روزی
فرمائیگا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب بتلائیگا اور اُسکی توفیق
دیگا کہ اداے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے اور اُسمین کل اُسکو فقیہ پائے
کہ اُس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جسم کی طرف اُسکو حاجت ہو خواہ
اُنمین جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ اُنمین جو حقوق خلق کی طرف
عائد ہون۔ سو جتنی تقصیرین ہین وہ خبث نفس اور اُسکے عدم تزکیہ

اور بعض صفات نفس سے پائی جاتی ہین پس اگر نفس تیرے ساتھ رہا تو
وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کریگا اور واجب سے تجاوز کر جائیگا
اُن باتون مین جو حق اور خلق کی طرف رجوع کرتی ہین اور حکایات اور
نصائح اور آداب اور اُنکا سننا زیادہ تاثیر نفس مین نہین کرتا اور وہ ایک
کنوین کے مثال ہو جائیگا جسمین اُوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اُسمین نہ ٹھہرے
اور نہ اُس سے انتفاع حاصل ہو اور جب تو زہد دنیا اور تقوی کو پکڑ لے
تو اُسمین سے آب حیات اُوپر کو اُٹھیگا اور فقیہ و عالم ہو جائیگا اور حقوق
کو ادا کریگا اور واجب آداب پر قائم ہوگا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند ہی

باب چھبیسوان معرفت نفس اور اُس سے جو کاشفات صوفیہ ہوتے ہین اُنکے بیان مین ہی

عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اور وہ صادق اور مصدوق تھے کہ ہر آئینہ تم مین سے ایک کی پیدائش اُسکی
مان کے پیٹ مین نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہی پھر اسی طرح علقہ پھر اسی طرح
وہ مضغہ ہوتا ہی بعد ازان اللہ تعالی اُسکی طرف چار کلمہ کے ساتھ بھیجتا ہی تب
اسکا عمل اور اجل اور رزق اور شقی یا سعید لکھا جاتا ہی اُسکے بعد اُسمین روح
پھونکی جاتی ہی ۔ اور ہر آئینہ ایک شخص دوزخیون کے عمل کرتا ہی حتے کہ اُسکے
اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہین رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اُسپر
کتاب یعنی نوشتۂ تقدیر سبقت کرتی ہی تو وہ اہل بہشت کے عمل کرنے
لگتا ہی اور بہشت مین داخل ہوتا ہی اور ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہی

یہان تک کہ اُسکے اور بہشت کے درمیان تفاوت نہین رہتا الا بقدر
ایک گز کے پھر اُسپر کتاب یعنی نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی اور وہ دوزخیون
کے کام کرنے لگتا ہی اور دوزخ مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ
یعنی ہمنے پیدا کیا آدمیون کو سینچی ہوئی یعنی بچھنی مٹی سے پھر رکھا اُسکو
ایک بچے ٹھہراو مین یعنی مضبوط جگہ مین واسطے ٹھہرنے اُسکے کے آئین
یہان تک کہ وہ اپنی حد پایان کو پہونچ جائے بعد ازان اُسکے تقلبات اور
اُلٹ پلٹ کا ذکر کر دیا فرمایا ثُمَّ اَنْشَاْنَاہُ خَلْقًا آخَرَ یعنی پھر بنایا ہمنے اُس کو
پیدایش دوسری بعضون نے کہا ہی کہ یہ انشا یعنی بنانا روح کا آئین
پھونکنا ہی۔ اور تو جان لے کہ روح مین کلام کرنا سخت اور مشکل مطلب ہی
اور اُس سے چپ رہنا اہل عقل کی راہ ہی اور تحقیق اللہ تعالی نے شان
روح کو بہت بڑا بنایا ہی اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھدیا جیسے کہ فرمایا
وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنے اور نہین دیے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا
اور بہر آئینہ اللہ تعالی نے اپنے کلام مین خبر بنی آدم کے اکرام سے دی ہی
اور فرمایا وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ یعنی البتہ ہمنے بزرگ کیا اولاد آدم کو۔
اور روایت ہی کہ ہر آئینہ جب اللہ تعالی نے بنی آدم اور اُسکی اولاد کو پیدا
کیا تو فرشتون نے کہا اے پروردگار تو نے اُنکو پیدا کیا جو کھائینگے اور
پینیگے اور نکاح کرینگے تو اُنکے لیے دنیا کر اور ہمارے لیے آخرت۔ تو اللہ
تعالی نے فرمایا مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہی کہ مین نہین کرونگا

اُس شخص کی اولاد کو جسے مین نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُس شخص کے مانند کہ جسکو مین نے کہا کہ ہو جا سو وہ ہو گیا سو باوجود اُس کرامت اور اُس برگزیدگی کے جو اللہ تعالی نے اُسکو فرشتون پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے خبر دی اور فرمایا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الخ یعنی تجھسے حال روح سے لوگ پوچھتے ہین تو کہدے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تم نہین دیے گئے علم سے مگر قلیل - ابن عباس نے کہا ہے کہ یہود نے نبی علیہ السلام سے کہا کہ ہمین خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب دیجائیگی جو بدن کے اندر رہی ہے اور اُسکے سوا نہین کہ روح امر الٰہی سے ہے اور حال یہ تھا کہ اسکے حق مین آپ کی طرف کچھ حکم نازل نہین ہوا سو آپ نے اُنکو جواب نہین دیا پھر جبرئیل آپ کے پاس یہ آیت لائے جہان کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی اور اُسکی وحی سے روح اور اُسکی ماہیت کے بتلانے سے خاموش رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام معدن علم اور چشمۂ حکمت تھے تو کیونکر غیر کی خوض اُسمین چلے اور کسطرح اُسکی طرف اشارہ کرسے ناچار جب کہ نفوس انسانیہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور معقول کی طرف شائق اور اپنی وضع سے اُن تمام چیزون کی طرف متحرک ہین جسمین سکون کا اُسکو حکم دیا گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمایش کی طرف بڑھنے چڑھنے والے ہین تقاضا کیا اور فکر کے سبزہ زار چراگاہ مین نظر کی عنان چھوڑ دی اور معرفت ماہیت روح کی گہرے پانی مین گھس گئی تو وہ آوارہ تیہ و دشت ہو گئی اور اُنکی رائین اور خیالات اُسمین انواع و اقسام کی ہو گئین اور کوئی

اختلاف ارباب نقل وعقل کا کسی چیز مین ایسا نہین پایا گیا جیسا کہ انکو اختلاف روح کی ماہیت مین ہی آؤ جو نفوس اپنے عجز کے معرف ہوتے ہوے اپنی حد پر کھڑے ہو رہے تو یہ بات اُسکے لیے بہتر اور اولی ہوتی - رہے قول اُن لوگون کے جو شرائع کے ساتھ متعصم نہین تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی اور منزہ ہی اسواسطے کہ وہ ایسے اقوال ہین جنکو عقول نے ظاہر کیا کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہین اور رفساد پر مخلوق ہین اور اُنکو راہ پانے کا نور متابعت انبیا کی برکت سے نہین پہونچا سو وہ ایسے ہی ہین کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہم

کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لایستطیعون سمعا وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی آذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجابا - یعنی تھین آنکھین اُنکی پردہ مین میرے ذکر سے اور وہ سننے کی طاقت نہین رکھتے تھے - اور کہا اُنھون نے کہ دل ہمارے غلاف مین ہین اُس چیز سے کہ تم ہمین اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانون مین ہمارے بوجھ ہی اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہی - پھر ہر گاہ انبیا سے محجوب رہے تو نہین سنا اور جب نہین سنا تو سیدھی راہ نہ پائی تو پھر جا لتون پردہ مصر ہوے اور عقلون کے ساتھ مراد سے محجوب اور محروم رہے - اور عقل ایک حجت اللہ تعالی کی ہی کہ اُس سے کسی قوم کو اللہ ہدایت دیتا ہی اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہی تو ہم اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہین کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو اُن لوگون سے اسمین کیا ہی ہان جن لوگون نے کہ شریعت سے استناد اور اعتصام کیا ہی اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُنہین سے وہ ہی جنھون نے

استدلال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہی جنھون نے ذوق اور وجد سے
کیا ہی نہ کہ استعمال فکر سے حتیٰ کہ اسمین مشائخ صوفیہ نے بھی کلام کیا ہی اور اس سے
خاموشی اولیٰ ہی اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مؤدب ہونا ہی۔ اور جنید نے
کہا ہی کہ روح ایک شی ہی کہ اسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار
کیا ہی اور تعبیر اُس سے جائز نہین ہی جو موجود سے زیادہ ہو کریم صادقین کے اقوال
اور افعال کا محمل بناتے ہین اور روا ہی کہ اسمین کلام اُنکا بمنزلہ تاویل کے کلام اللہ
تعالیٰ کے واسطے ہو اور اُن آیات منزلہ کے موافق کہ اُسکی تفسیر حرام اور تاویل اُسکی
جائز ہی اسواسطے کہ تفسیر مین قول کی وسعت نہین ہی مگر اسطرح کہ منقول ہو رہی تاویل
سو اُسکی طرف عقول نے ہاتھ بڑھا کر کانون مین ڈالے ہین اور وہ بیان اُن باتون
کا ہی جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی رکھتی ہی اور جب حال ایسا ہی تو اُسمین قول
کے لیے ایک وجہ اور محل ہی۔ اور عبد اللہ نباجی نے کہا ہی کہ روح ایک جسم ہی جو لطیف تر
حس سے اور بزرگتر لمس سے ہی اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اُس سے تعبیر
نہین ہوتی اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے ممنوع ہی حکم اُسپر کیا ہی کہ وہ جسم ہی
تو گویا اُس سے تعبیر اُسنے کیا اور ابن عطاء نے کہا کہ اللہ نے ارواح کو جسم سے پہلے
پیدا کیا ہی اس قول الٰہی کے مطابق ولقد خلقناکم یعنی اور ہر آئینہ پیدا کیا ہمنے
تمکو یعنی ارواح کو ثم صورناکم یعنی پھر تمکو صورت دی یعنی اجساد اور بعض علمار
نے کہا ہی کہ روح لطیف قائم کثیف مین ہی جیسے بصر کہ وہ لطیف قائم کثیف
مین ہی اور اس قول مین بحث ہی اور بعضے علمار نے کہا ہی کہ روح ایک عبارت
ہی اور قائم اشیا کے ساتھ وہی حق ہی اور اسمین بھی بحث ہی مگر یہ کہ احیا کے معنی کہہ

محمول ہو اسواسطے کہ بعضے علما نے کہا ہو کہ جلانا صفت جلانے والے کی ہو جیسے
پیدا کرنا پیدا کرنے والے کی صفت ہو اور اللہ تعالی نے فرمایا ہو کہ قل الروح من
امر ربی یعنی کہو روح میرے رب کا امر ہو اور امر اسکا کلام اسکا ہو اور کلام اسکا
مخلوق نہین ہو یعنی زندہ اسکے قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہوا اور اس معنی سے
روح معنی جسد مین نہین ہوتی پس بعضے قول وہ ہین جو اسپر دلالت کرتے ہین کہ
قائل اسکا قدم روح کا اعتقاد رکھتا ہو اور بعضے قول ایسے جو اسکی دلیل ہین کہ وہ
حدوث روح کا معتقد ہو بعد اسکے لوگون نے اس روح مین اختلاف کیا ہو جسکا
سوال جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے کہ وہ جبریل ہی
اور حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آپ نے
فرمایا کہ وہ فرشتون مین سے ایک فرشتہ ہو جسکے ستر ہزار منھ ہین اور اس کے
ہر ایک منھ مین ستر ہزار زبان ہین اور اسکی ہر ایک زبان مین ستر ہزار لغت مین
کہ ان سب لغات سے وہ اللہ تعالی کی تسبیح کرتا ہو اور ہر ایک تسبیح سے ایک
فرشتہ پیدا ہوتا ہو جو روز قیامت تک فرشتون کے ساتھ اڑتا ہو سا اور
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہو کہ روح ایک پیدائش ہو اللہ تعالی
کی پیدائش سے کہ انکی صورتین اولاد آدم کی صورت پر ہین اور آسمان سے کوئی
فرشتہ نہین اترتا مگر یہ کہ اسکے ساتھ ایک روح ہوتی ہو۔ اور ابو صالح کا قول ہو
کہ روح انسان کی صورت کے مانند ہو اور انسان نہین ہین اور مجاہد نے کہا کہ
روح بنی آدم کی صورت پر ہین انکے ہاتھ اور پانؤن ہین اور سر ہو کہ کھانا
کھاتے ہین اور وہ ملائک نہین ہین۔ اور سعید بن جبیر نے کہا ہو کہ اللہ تعالی نے

عرش کے سوا کوئی پیدائش روح سے بزرگتر نہین پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ
ساتون آسمانون اور زمینون کو ایک لقمہ مین نگل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اُسکی
پیدائش کی صورت ملائکہ کی صورت پر ہی اور اُسکے منھ کی صورت آدمیون کی
صورت پر ہی کہ قیامت کے دن عرش کے داہنی طرف کھڑی ہوگی اور اُسکے
ساتھ ملائک ایک صف مین ہونگے اور وہ انمین سے ہوگی جو اہل توحید کیلیے
شفاعت کرینگے اور اگر اُسکے اور فرشتون کے درمیان نور کا پردہ نہوتا تو اہل آسمان
اُسکے نور سے جلجاتے سو یہ اقوال نہین ہین مگر نقلاً اور سماعاً کہ اُن کے کہنے والون
کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ پہونچے ہین اور جب کہ روح جسکا
سوال کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو وہ اُس روح کے سوا ہی جو بدن مین ہی
اور اس اعتبار سے گفتگو اس روح مین جاری ہوگی اور اسمین کلام ممنوع نہین ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ روح ایک لطیفہ ہی جو اللہ کی طرف سرایت اماکن مودعہ مین
کرتا ہی کہ اس سے زیادہ اُسکی تعبیر نہین کیجاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہی
اور بعضے علما کا قول ہی کہ روح کُن سے نہین نکلی ہی اسواسطے کہ اگر وہ کُن سے نکلتی
تو اُسکی مذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہی اُسکا جواب دیا کہ حق
سبحانہ تعالیٰ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہی اللہ تعالیٰ نے
سلام کے ساتھ اُسکو خاص کیا اور اپنے کلام سے اُسکو حیات دی پس وہ مذلت
کُن سے آزاد اور پاک ہی — اور ابو سعید خراز سے لوگون نے سوال کیا کہ آیا روح
مخلوق ہی کہا ہان اور اگر یہ نہوتا تو ربوبیت کا اقرار نہ کرتی جیسے کہ اُسنے کہا
بلی اور یہ روح وہ ہی جسکے ساتھ بدن قائم ہی اور اُسی کے سبب وہ اسم حیات کا

مستحق ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی اور
روح نہوتی تو عقل معطل ہوتی کہ اُسپر نہ حجت ہوتی اور نہ اُسکے لیے حجت ہوتی ۔
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ جوہر مخلوق ہی مگر وہ سب مخلوقات سے لطیف تر اور
سب جواہر سے انور اور صافی تر ہی اور اُسکے ساتھ غائب چیزین دکھلائی دیتی ہین
اور اُسی کے باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہی اور جب روح مراعات سیر سے محجوب
ہوتی ہی تو جوارح بے ادبی کرتے ہین اور اسی واسطے روح تجلی اور استتار اور
قابض اور نازع کے درمیان مین ہی ۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا اور آخرت
ارواح کے نزدیک برابر ہین ۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ ارواح کے بہت اقسام ہین
ایک وہ ارواح ہین کہ برزخ مین گشت اور جولان کرتے ہین اور وہ دنیا اور ملائکہ
کے احوال کو دیکھتے ہین اور جن باتون کا آسمان مین احوال آدمیون سے ذکر
ہوتا ہی اُسکو سنتے ہین ۔ اور ایک وہ ارواح ہین جو عرش کے نیچے ہین اور ایک
وہ ارواح ہین جو بہشت تک اُڑتے ہین اور جہان تک وہ چاہین جسقدر کہ
ایام حیات مین اُنکے چلنے پھرنے کی تعداد ہی ۔ اور سعید بن مسیب نے سلمان سے
روایت کی ہی کہ کہا مومنین کے ارواح زمین کے برزخ مین آسمان اور زمین
کے درمیان جہان چاہین وہان جاتے ہین یہانتک کہ وہ اپنے بدن مین
پھیری جائین ۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جسوقت ارواح پر دوستون مین سے
کوئی میت وارد ہو تو وہ ملاقات کرتے ہین اور باہم بات چیت اور ایک
دوسرے سے سوال کرتے ہین اور اللہ تعالی نے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات
کیے ہین کہ اُنپر اعمال زندہ لوگون کے عرض کرتے ہین یہان تک مردون پر نہ

چیزین ظاہر کیجاتی ہین جسکے ساتھ زندہ لوگون کو دنیا مین گناہون کے
سبب عذاب کیا جاتا ہو تو کہتے ہین کہ ہم اللہ کی طرف اسکی مدد کرنے کو معذرت
کرینگے اسواسطے کہ کوئی نہین جو اللہ تعالی سے محبوب تر عذر اُسکے سامنے ہو۔
اور حدیث مین نبی علیہ السلام سے وارد ہی کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالی کے
سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہین اور انبیا اور مان باپ کے سامنے جمعہ
کے روز تو وہ اُنکے حسنات سے خوش ہوتے ہین اور اُنکے چہرہ مین سپیدی
اور روشنی بڑھ جاتی ہی پس اللہ تعالی سے ڈرو اور اپنے مردون کو اذیت
نہ دو اور دوسری حدیث مین ہی کہ تمھارے اعمال تمھارے کنبہ والون اور
اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو مرگئے ہین پھر اگر وہ عمل حسنہ ہین
تو وہ خوش ہوتے ہین اور اگر اُسکے سوا اور کچھ ہو تو کہتے ہین الہی مت اُنکو
موت دے جب تک کہ تو انکو ہدایت کرے جیسے کہ تونے ہمکو ہدایت کی ہی
اور یہ اخبار اور آثار اس بات پر دال ہین کہ ارواح اعیان ہین جسد مین اور
وہ معانی اور اعراض نہین ہین۔ واسطی سے سوال کیا لوگون نے کہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق مین حلیم تر تھے کہا اسواسطے
کہ آپ کی روح اول پیدا کی گئی اور پھر اُسکے لیے تمکین و استقرار کی صحبت اور معیت
واقع ہوئی کیا تم نہین دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے کہ مین نبی تھا اور اُسوقت آدم روح
اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضون نے کہا ہی
کہ روح نور عزت سے پیدا کی گئی ہی اور ابلیس آتش عزت سے اور اسی واسطے
اُسنے کہا تھا کہ تونے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہی اور اُسنے یہ نجانا

کہ نور بہتر آگ سے ہی پھر بعضون نے علما سے کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے علم کو روح
کے ساتھ مقرون کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہی جیسے
کہ غذا کے ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہی اور یہ علم الٰہی مین ہی اسواسطے کہ خلق
کا علم قلیل ہی کہ اسکو نہین پہونچتا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار
یہ ہی کہ انسانیہ اور حیوانیہ دونون عرض ہین جو انسان مین پیدا ہوے ہین
اور اُن دونون کو موت معدوم کردیتی ہی اور روح بعینہ حیات ہی کہ بدن
اُسکے وجود سے زندہ ہوا اور قیامت مین اُسکے دوبارہ جسم مین آنے سے
زندہ ہوگا اور بعضے متکلمین اسلام اس طرف گئے ہین کہ وہ جسم لطیف ہین کہ
اجسام کثیفہ کے ساتھ باہم ایسے گھل مل گئے ہین جیسے پانی سبز شاخ مین
گھل مل جاتا ہی اور یہ مذہب مختار ابوالمعالی جوینی کا ہی اور بہت سے اُنمین
سے اسطرف مائل ہوے ہین کہ وہ عرض ہی الا اُنکو ان اخبار نے اسطرف سے
پھیر دیا جو دلالت اسپر کرتے ہین کہ وہ جسم ہی اسوجہ سے کہ اُسکے حق مین چڑھنے
اور اترنے اور برزخ مین چلنے پھرنے سے وارد ہوا ہی پس اسطرح وصف اُسکا
کیا گیا کہ وہ دلیل اُسکے جسم ہونے کی ہین اسواسطے کہ عرض اوصاف کے ساتھ
موصوف نہین ہوتا کیونکہ وصف ایک معنی ہی اور معنی قائم معنی کے ساتھ
نہین ہوتا ۔ اور بعضے علمانے یہ اختیار کیا ہی کہ وہ عرض ہی ۔ ابن عباس رضی
اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اُنسے پوچھا کہ روحین کہان جاتی ہین جب کہ بدن
سے علٰحدہ ہوتی ہین آپ نے فرمایا کہ چراغ کی روشنی کہان جاتی ہی جب کہ تیل
ہو چکتا ہی پھر اُس سے سوال کیا کہ جسم کہان چلے جاتے ہین جب کہ وہ پُرانے

ہو جاتے ہین کہا اُنکا گوشت کہان جاتا ہی جب کہ وہ بیمار پڑتا ہی ۔ اور جو لوگ علوم مردودہ مذمومہ کے ساتھ متہم اور اسلام سے منسوب ہین اُنمین سے بعضون کا قول ہی کہ روح بدن سے جدا ہو کر جسم لطیف مین جاتی ہی اور اُنمین سے بعضون نے کہا کہ جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہی تو اُسکے ساتھ قوت وہمیہ قوت نطقیہ کے توسط سے حلول کرتی ہی تو اُسوقت وہ معانی اور محسوسات کی دیکھنے والی ہوتی ہی اسواسطے کہ مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُسکا تجرد غیر ممکن ہی اور وہ موت کے وقت سے واقف ہی اور موت کے بعد نفس اُسکا خالی قبر مین مدفون ہی اور جن چیزون کا حیات مین اُسکو اعتقاد تھا اُنکو تصور کرتی ہی اور قبر مین اُنکا ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہی ۔ اور بعض علما نے کہا ہی کہ سب مقولات مین سے اسلم اور محفوظ یہ ہی کہ کہا جائے کہ روح ایک شے مخلوق ہی کہ عادت الٓہی اسپر جاری ہی کہ وہ بدن کو زندہ رکھتی ہی جب تک کہ اُس سے متصل ہی اور وہ بدن سے اشرف ہی بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ پاتی ہی جسطرح کہ بدن اُسکی مفارقت سے موت کا مزہ پاتا ہی اور حال یہ ہی کہ کیفیت اور ماہیت مین عقل ایسی ہی اندھی اور چوندھیائی ہو جاتی ہی جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع مین خیرہ ہو جاتی ہی ۔ اور جب کہ متکلمین نے دیکھا کہ اُنسے کہا جاتا ہی کہ موجودات کا انحصار ہی یعنی قدیم اور جسم و جوہر اور عرض پھر روح انمین سے کیا ہی تو ایک گروہ نے اختیار کیا کہ وہ عرض ہی اور ایک گروہ نے کہ وہ جسم لطیف ہی جیسا کہ ہمنے ذکر کیا اور ایک گروہ کا اختیار یہ ہی کہ وہ قدیم ہی اسواسطے کہ وہ امر ہی اور امر کلام ہی اور کلام قدیم ہی پس اس باب مین جسکی یہ سبیل ہی کہنے سے خاموشی

کیا ہی اچھی بات ہی۔ اور شیخ ابو طالب مکی کا جو اُسکی کتاب مین ہی اُس بات پر دال ہی کہ وہ شیخ اسکی طرف مائل ہی کہ ارواح اعیان جسد مین ہین اور اسی طرح نفوس کا حال ہی اسواسطے کہ شیخ بیان کرتا ہی کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت سے قلب مین ایک نور ظاہر ہوتا ہی جسکو فرشتہ دیکھتا ہی تو وہ خیر کا اسوقت الہام کرتا ہی اور شر کے واسطے حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت سے قلب مین ایک تاریکی ظاہر ہوتی ہی تو اُس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہی اور اُس وقت وہ اغوا اور بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور جہان کہین مین نے مشائخ کے اقوال کو پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہین۔ مین اُس بات کو بیان اس باب مین کرتا ہون اس بنا پر جو مین نے تاویل سے ذکر کی ہی نہ یہ کہ مین اُسکو قطعی حکم کرتا ہون اسواسطے کہ اس مسئلہ مین مجھے سکوت اور امساک کی طرف میلان ہی تو مین کہتا ہون اور اللہ بہتر جانتا ہی کہ روح انسانی علوی آسمانی عالم امر سے ہی اور روح حیوانی کہ بشری ہی عالم خلق سے ہی اور روح حیوانی بشری روح علوی کی محل اور مورد ہی اور روح حیوانی جسمانی لطیف ہی جو قوت حس و حرکت کے حائل ہی اور قلب سے اُٹھتی ہی اور یہان قلب سے مراد وہ پارۂ گوشت ہی جسکی شکل مشہور اور بدن کے بائین طرف رکھا ہوا ہی اور وہ پھڑکنے والی رگون کے سوراخون مین پھیلتی ہی اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہی اور اُسی سے حواس کی قوتین اُبلتی اور بہتی ہین اور یہ وہ ہی کہ قوام اُسکا غالبا سنت الٰہی کی اجرا سے غذا کے ساتھ ہوتا ہی اور اہین علم طب کے ساتھ اعتدال مزاج اخلاط سے تصرف کیا جاتا ہی اور روح انسانی علوی

جواس روح پر وارد ہوتی ہی تو یہ روح روح حیوانی کے ہمجنس اور روح حیوانات
سے جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری اُسمین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل نطق والہام
کی بنگئی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقوٰہا یعنی قسم
نفس کی اور جسنے اُسکو برابر کیا پھر اسکو الہام کیا بدکاری اُسکی کا اور پرہیزگاری
اُسکی کا پس اُسکا تسویہ اسطرح کیا کہ اسپر روح انسانی کو وارد کیا اور ارواح حیوانات
کی جنس سے اُسکو علحدہ کر دیا پس روح علوی کے نفس اللہ تعالی کی تکوین سے
پیدا ہوا اور نفس جو کہ روح حیوانی آدمی کی ہی اسکا پیدا ہونا روح علوی سے عالم
امر مین ایسا ہی ہی جیسا کہ عالم خلق مین حوا کا آدم سے پیدا ہونا اور اُن دونون
مین عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدم اور حوا مین ہو گیا تھا اور اُن
دونون مین سے ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی مفارقت سے مرجاتا ہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا یعنی بنائی اُس سے زوجہ اُسکی
تا کہ وہ طرف اُسکے آرام پاوے سو آدم نے حوا سے سکون اور آرام پایا اور روح
انسانی علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اُسکو نفس بنا دیا اور
روح نے جو نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد
وہ لطیفہ ہی جسکا محل پارۂ گوشت ہی اور یہ پارۂ گوشت عالم خلق سے ہی اور
یہ لطیفہ عالم امر سے ہی اور قلب کا روح اور نفس سے عالم امر مین پیدا ہونا ایسا ہی
کہ اولاد کا آدم وحوا سے عالم خلق مین پیدا ہونا اور اگر مساکنہ اور بود و باش ان
دونون زوج مین نہوتی جنمین سے ایک نفس ہی تو قلب کی پیدائش نہوتی سو
قلوب مین سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہی تانک جھانک کرنیوالا

اور شدت سے اُسکی طرف مائل ہو اور پھر وہ قلب مؤید ہی جسکا ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہی کہ اُسکو حذیفہ نے روایت کیا فرمایا کہ قلوب صنعت مین چار ہین ایک قلب وہ ہی کہ مثل زمین کے پاک ہو جسمین کوئی نبات اور سبزہ نہو بجز اسکے کہ اسمین ایک چراغ روشن ہو تو یہ قلب مومن کا ہی اور ایک قلب سیاہ اُلٹا ہی اور یہ قلب کافر کا ہی اور ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف مین ہی سو یہ قلب منافق کا ہی اور ایک قلب مصفح اور پہلودار ہی جسمین ایمان اور نفاق ہو پس ایمان کی مثل اُسمین مثل ساگ کی ہی جسمین پاک پانی جمع ہو اور مثل نفاق کی اُسمین مثل پھوڑے کی ہی جسمین ریم اور زرداب جمع ہو سو جو مادہ اُن دونون مین سے غالب آیا ہو اُسی کے ساتھ حکم اُسپر کیا جائیگا اور قلب معکوس اپنی مان کی طرف جو نفس امارہ ہی جھکتا ہی اور قلوب مین سے ایک قلب ہی جو اُسکی طرف میل کرنے مین متردد ہی اور میل قلب کے موافق اُسکا حکم سعادت اور شقاوت سے ہوتا ہی اور عقل روح علوی کا جوہر اور اُسکی زبان ہی اور وہ روح علوی پر راہنما ہی اور اُسکی تدبیر قلب مؤید اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہی جو باپ کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر زوجہ صالحہ کے لیے کرتا ہی اور اُسکی تدبیر قلب واژون اور نفس امارہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہی جو باپ اولاد سرکش کے لیے اور شوہر بُری زوجہ کے لیے کرتا ہی پس قلب ایک وجہ سے انکار رکھتا ہی اور اُس سے منھ پھیرتا ہی اور دوسری وجہ سے اُن دونون کی تدبیر کی طرف منجذب اور کشیدہ ہوتا ہی اسواسطے کہ اُن دونون سے کوئی چارہ اُسکو نہین ہی سو اور

قول قائلین کا اور اُنکا اختلاف محل عقل کا دماغ ہی اور بعض کے نزدیک محل
اُسکا قلب ہی کلام اُنکا ہی جو اُسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہین اور اُنکا
اختلاف اس باب مین اس سبب سے ہی کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہین ہی
کبھی وہ منجذب نیکی کی طرف اور کبھی سرکشی کی طرف ہی اور قلب اور دماغ
کے لیے نسبت نیک اور سرکشی کی طرف ہی پھر جس وقت تدبیر سرکشی مین
دیکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اُسکا دماغ ہی اور جب تدبیر نیک مین دیکھی گئی تو
کہدیا کہ مسکن اُسکا قلب ہی اور روح علوی اس قصد اور کوشش مین رہتی ہی
کہ اپنے مولا کی طرف آرزومندی اور مہربانی اور اکوان سے ایک ہو کر ترقی کرے
اور اکوان اور موجودات مین قلب بھی ہی اور نفس بھی ہی پس جب کہ روح
ترقی کرتی ہی تو قلب اُسکی طرف آرزومندی کرتا ہی اُس قسم کی جو ایک پسر
نیک مہربان کو اپنے باپ کی طرف ہوتی ہی اور نفس مشتاق قلب کا جو اُسکا بیٹا ہی
اسطرح ہوتا ہی جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہی اور جب کہ نفس مشتاق
ہوتا ہی تو وہ زمین سے اونچا ہوتا ہی اور اُسکی رگین عالم سفلی مین کوندنے والی
یکسو اور الگ ہو جاتی ہین اور اُسکی ہوا کا بساط لپیٹا جاتا ہی اور مادہ اُسکا قطع
ہوتا ہی اور رغبت دنیا سے جاتی رہتی ہی اور دھوکے کی جگہ سے دور ہو جاتا ہی
اور عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہی اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہی اپنی وضع
جبلی سے زمین کی طرف کرتا ہی اسواسطے کہ وہ روح حیوانی مجنس سے پیدا
ہوا ہی اور طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کی طرف اُسکے میلان کی نسبت اور
استناد ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولو شئنا لرفعناه بہا ولکنہ اخلد الی الارض

واتبع ہواہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُسکو اُٹھا لیتے ساتھ اُسکے لیکن وہ طرف
زمین کے ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر جسوقت کہ نفس زمین کی
طرف ٹھہر گیا جو مادر ہی تو اُسکی طرف قلب معکوس ایسا منجذب ہوا جیسا کہ لڑکا
جو بہت مائل والدہ بجز و ناقص کی طرف ہو جو والد کامل مستقیم کی طرف نہ جھکے
اور روح بیٹے کی طرف جو قلب ہی منجذب ہوتی ہی اُس خلقی سیرت کے سبب
جو والد کو اپنے بیٹے کی طرف انجذاب ہوتا ہی پھر اُسوقت وہ تخلف اُس
حقیقت قیام بحق المولی سے کرتی ہی اور اُن دونوں انجذاب مین حکم سعادت
اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہی یہ تقدیر اللہ تعالی عزیز علیم کی ہی۔ اور داؤد
علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہوا ہی کہ اُسنے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے
پوچھا کہ موضع عقل تجھسے کہان ہی کہا قلب اسواسطے کہ وہ قالب روح ہی
اور روح قالب حیات ہی۔ اور ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ روح دو روحین ہین
روح حیات اور روح ممات تو جب وہ دونون جمع ہو جائین تو جسم عقیل ہوتا ہی
اور روح ممات وہ ہی کہ جب وہ جسد سے نکل جائے تو زندہ مردہ ہو جاتا ہی
اور روح حیات وہ ہی جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا
ہین اور بعضے علمانے کہا ہی کہ روح ایک نسیم طیب ہی کہ اُس سے حیات ہی
اور نفس گرم ہوا ہی کہ اُس سے حرکات مذموم اور شہوات ہوتے ہین اور
محاورہ مین کہا جاتا ہی کہ فلان گرم سر ہی اور جس فضل کو ہمنے بیان کیا اُسمین
ماہیت نفس سے آگاہی ہوتی ہی اور اشارۂ مشائخ ماہیت نفس مین اُن چیزون
کی طرف جو اُسکے آثار سے ظاہر ہوتے ہین یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ

اور وہ ایسے ہین جنکا علاج اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن ریاضت سے کیا جاتا ہی
اور افعال ردی زائل اور اخلاق ردی مبدل ہو جاتے ہین سعید بن ابی ہلال
سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے
قد افلح من زکّٰھا تو آپ ٹھہرتے اور کہتے اللھم آت نفسی تقوٰیھا انت ولیھا ومولاھا
وزکھا انت خیر من زکّٰھا یعنی ای بار خدا دے میرے نفس کو اُسکا تقوٰی کہ تو
اُسکا ولی ہی اور مولا اُسکا اور اُسکو پاک کر کہ تو بہتر ہی اُس سے کہ جو اُسکو پاک
کرے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ نفس لطیفہ ہی جو قالب مین رکھا گیا ہی اُسی
سے اخلاق اور صفات مذمومہ ہین جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہی جو قلب مین
رکھا گیا ہی اُسی سے اخلاق اور صفات محمودہ ہین جسطرح کہ آنکھ دیکھنے کی جگہ اور کان
سننے کی جگہ اور ناک سونگھنے کی جگہ اور مُنھ چکھنے کی جگہ ہی اسی طرح نفس اوصاف مذمومہ
کی جگہ اور روح اوصاف محمودہ کی جگہ ہی اور نفس کے تمام اخلاق اور صفات
دو اصل سے ہین ایک طیش اور دوسرے شرہ اور طیش یعنی سبکساری اُسکی اُسکے
جہل سے ہی اور شرہ اُسکا اُسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش مین ایک گول
کرہ کے ساتھ دی گئی ہی جو ایک مکان صاف ہموار ہو کہ اپنی جبلت اور وضع
کے سبب ہمیشہ متحرک رہتا ہی اور نفس اپنے حرص مین پروانہ سے تشبیہ دیا گیا ہی
جو اپنے تئین چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہی اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہین کرتا ہی
بغیر اسکے کہ روشنی کے جرم پر جسمین اُسکی موت ہی ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے
جلدی اور کم صبری موجود ہوتی ہی اور صبر جوہر عقل ہی اور طیش صفت نفس
کی ہی اور اُسکے ہوی اور راحت کے اوپر نہین غالب آتا مگر صبر اسواسطے کہ

عقل ہوی کی بیخ کنی کرتی ہی اور شرہ سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہی اور یہ دونون
وہ صفت ہین جو آدم مین ظاہر ہوئین جب کہ اُسنے خلود مین طمع کی اور درخت
کے کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی پیدایش کے اصل
سے ہین اسواسطے کہ وہ مٹی سے مخلوق ہی اور اُسکے لیے اُسکے موافق وصف ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ ضعف کا وصف آدمی مین تراب یعنی خاک سے ہی
اور بخل کا وصف اُسمین طین یعنی گل سے ہی اور شہوت کا وصف اُسمین حماء
مسنون یعنی سڑی ہوئی چکنی مٹی سے ہی اور جہل کا وصف اُسمین صلصال
یعنی کھنکھناتی مٹی سے ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ قول آلہی جو کالفخار ہی
سو یہ وصف اُسمین کچھ شیطنت سے ہی اسواسطے کہ آگ فخار یعنی سفال مین آتی ہی
سو اس سے مکر اور حیلہ اور حسد ہی پس جس شخص نے نفس کے اصول اور
اُسکی سرشتین جان لین تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو ان چیزون پر کوئی قدرت نہین ہی
مگر وہ مدد اُسکے بنانے والے اور پیدا کرنے والے سے طلب کرے سو عبدانسانیہ
کے ساتھ متحقق نہین ہوتا مگر بعد ازان کہ حیوانیت جو اُسمین ہی اُسکے داعیون
اور خواہشون کا علاج علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونون طرف افراط
اور تفریط کی ہی اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اُسکے ساتھ قوی ہوتی ہی
اور صفات شیطنت کہ جو اُسمین ہین اور اخلاق مذمومہ کو ادراک کرے اور کمال
انسانیت کو جانے اور علم و عدل اُسکے متقاضی ہون کہ اپنے نفس کے لیے ایسے
راضی نہوا ازان بعد اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہین جنکے ساتھ تنازع ربوبیت
کا کبر و غرور اور خود بینی اور عجب وغیرہ سے کرتا ہی اور پھر وہ دیکھتا ہی کہ بندگی خالص

اسمین ہی کہ ربوبیت کی منازعت کو ترک کرے اور اللہ تعالی نے اپنے کلام قدیم
مین نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہی طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنہ
اور اُسکا لوامہ نام رکھا فرمایا ولا اقسم بالنفس اللوامہ اور امارہ سے موسوم کیا فرمایا
ان النفس لامارۃ بالسوء اور حال آنکہ وہ ایک ہی نفس ہی اور اُسکے صفات متغایر
اور جداگانہ ہین پھر جسوقت کہ قلب سکینہ یعنی آرام اور آہستگی سے مملو ہوا تو نفس
کو خلعت طمانینت کا دیا گیا اسواسطے کہ سکینہ مین مزید ایمان ہی اور اسمین قلب کی
ترقی مقام روح تک ہی اسو جہ سے کہ حظ یقین اُسکو عطا کیا گیا اور جب قلب محل
روح کی طرف متوجہ ہوا تو نفس محل قلب کی طرف متوجہ ہوا اور اسمین اُسکی طمانینت ہی
اور جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشون سے اُکھڑ کر مقر طمانینت کو
دیکھتا ہوا چلا تو لوامہ ہی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا
کیونکہ طمانینت کے محل کا اُسے معاینہ اور اُسکا علم ہو گیا اور نیز اپنی کشش کو دیکھا
اور جانا اپنے اُس محل کی طرف جسمین وہ امارہ بالسوء یعنی بُرائی کا حکم دینے والا
تھا اور جب وہ اپنے محل پر ٹھہرا تو نور علم و معرفت اُسکو نہین ڈھکتا تو پھر اپنی ظلمت
سے بری کا فرمانرہ ہوتا ہی پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہی سو کبھی قلب
کی مالک و داعی روح ہوتی ہی اور کبھی مقتضیات نفس اُسکے قابض ہو جاتے ہین
اور لطیفہ سر کا سو اُسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہی اور قوم کے کلام مین
دیکھا ہی کہ بعض نے اُنمین سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہی اور
بعض نے اُسکو روح کے بعد اور اُس سے اعلی اور الطف گردانا ہی اور وہ اسکے
قائل ہوے ہین کہ سر محل مشاہدہ ہی اور روح محل محبت ہی اور قلب محل

معرفت ہی اور سِر جسکی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام اللہ مین اُسکا ذکر نہین ہی اور کلام اللہ
مین جسکا ذکر ہی وہ روح ہی اور نفس اور انواع اُسکے صفات کے ہین اور فواد ہی
اور عقل ہی اور ہمنے کہین کلام اللہ تعالی مین ذکر سر کا اُس معنی کے ساتھ نہین پایا
جسکی طرف اشارہ کیا گیا ہی اور جو قول اُسمین اُسکے اندر ہمنے اختلاف دیکھا اور ایک
قوم نے جسکا اشارہ کیا ہی کہ سر کم درجہ روح سے ہی اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے
لطیف تر ہی سو ہم کہتے ہین اور اللہ تعالی داناتر ہی کہ وہ چیز جسکا نام سر رکھا کوئی شے
مستقل بنفسہ نہین ہی جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہو اور اسی قدر ہی کہ جب
نفس صافی اور پاک ہوا تو روح ظلمت نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات قرب کی
طرف اُسنے عروج شروع کیا اور اُسوقت قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی
جگہ اور قرارگاہ سے اُکھڑا اور ایک وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف
کے پانے والون پر قلب کے لیے ایک طرہ اور ہوا اسواسطے کہ اُسکو قلب سے صافی تر
دیکھا اور اُسکا نام سر رکھا اور ہر گاہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اُسکے وصف پر
حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اُسکی نگاہ لگی ہوئی ہی تو روح نے ایک وصف اند
اپنے عروج مین حاصل کیا اور اُسکے پانے والون کی روح پر ایک طرہ ادا ہوا تو اُسکا نام
سر رکھا اور جسکو قوم نے یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہی وہ روح ہی کہ ایک ایسے وصف
کے ساتھ متصف ہی جو خاص تر اُس سے ہی جو انھون نے مقرر اور معہود کی ہی
اور جس چیز کو سر قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہی کہ وصف غیر معہود کے
ساتھ موصوف ہو گیا اور ایسی ایسی ترقی مین روح اور قلب کے نفس کو ترقی
محل قلب تک ہوتی ہی اور اپنے وصف کی کینچلی ڈال دیتا ہی پھر وہ نفس مطمئنہ

ہو جاتا ہی کہ پیشتر سے زیادہ مرادات قلب چاہتا ہی اسواسطے کہ قلب ایسا ہو گیا
کہ ارادہ اُس چیز کا کرتا ہی جسکو اُسکا مولا ارادہ کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ وہ حول
اور قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہو گیا اور اُسوقت خالص عبودیت کا
مزہ چکھیگا اسواسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہو گیا۔ اور عقل زبان
روح کی اور ترجمان بصیرت کی ہی اور بصیرت روح کے لیے قلب کے مثال اور
عقل زبان کے موافق ہی اور ہر آئینہ حدیث مین جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے وارد ہوا ہی کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزون سے جو اللہ تعو نے
پیدا کین عقل ہی پھر اُسے کہا کہ آگے آ تو وہ آگے آئی پھر اُسے فرمایا کہ اُلٹی پھر جا
تو وہ اُلٹی پھر گئی بعد ازان فرمایا اُسے کہ بیٹھ تو وہ بیٹھ گئی ازان بعد اُسے کہا
کہ بول تو وہ بول اُٹھی بعد ازان فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہو گئی اُسپر فرمایا کہ
مجھے اپنی عزت اور جلال اور عظمت اور کبریا او سلطان و جبروت کی قسم ہی کہ
مین نے کوئی خلق نہین پیدا کی جو تجھسے زیادہ مجھے محبوب ہو اور نہ تجھسے بڑھکر
کوئی میرے نزدیک مکرم ہی تجھسے ہی مین پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ مین
حمد کیا جاونگا اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور
تیرے ساتھ عطا کرونگا اور تجھی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے
ہی اوپر عذاب کرونگا اور مین نے کسی چیز کے ساتھ جو صبر سے افضل ہو اکرام تیرا
نہین کیا۔ حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کسی ایک شخص کا اسلام تمکو خوش
نہ کرے یہان تک کہ تم جانو اُس چیز کو کہ جسے اُسکی عقل نے گرہ بند کیا ہی اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ مین نے کیا کیا

آدمی اپنے اعمال کی جزا نہ پاینگے تو فرمایا اے عائشہ نہین عمل طاعت الٰہی ہین مگر وہ شخص
کہ ہر آئینہ وہ صاحب عقل ہو اپس اپنی عقول کے موافق آدمی عمل کرتے ہین اور اپنے
اعمال کی مقدار پر انکو جزا ملتی ہے اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک ایک شخص
مسجد کو جاتا ہے اور پھر نماز پڑھتا ہے اور اسکی نماز مچھر کے پر کے برابر نہین ہوتی
اور ایک شخص مسجد مین آتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور اسکی نماز کوہ احد کے برابر ہوتی ہے
جب کہ وہ عقلا دونون مین احسن ہو۔ لوگون نے پوچھا کہ عقلا کیونکر دونون مین
احسن ہو فرمایا کہ پارساتر محارم الٰہی سے اور حریص تر اسباب خیر پر دونون مین
ہو اور اگرچہ عمل اور نوافل مین کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ
ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندون مین تقسیم جدا جدا کیا اسواسطے کہ دو آدمی
کے عمل اور نیکی اور روزہ و نماز برابر ہوتے ہین مگر وہ دونون عقل مین متفاوت
ہین جسقدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔ اور وہب بن منبہ سے روایت ہے
کہ کہا مین ستر کتاب مین پاتا ہون کہ تمام جسقدر کہ سب آدمیون کو شروع دنیا سے اخیر
تک عقل دی گئی وہ مقابل عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہے جیسے صورت
ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگون نے عقل
کی ماہیت مین اختلاف کیا ہے اور اسمین کلام بڑھتا ہے اور ہم اقوال کا نقل
کرنا نہین اختیار کرتے اور نہ یہ ہماری غرض ہے سو قوم نے کہا ہے کہ عقل علوم سے ہے
اسواسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ موصوف نہین ہوتا اور عقل
تمام علوم نہین ہے اسواسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے موصوف
ہوتا ہے اور انھون نے کہا ہے کہ وہ علوم نظریہ سے نہین ہے اسواسطے کہ ابتدائے

نظر کی شرط سے کمال عقل مقدم ہی تو وہ اسوقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا اور
نہ وہ تمام ضروری ہی اسواسطے کہ مختل الحواس عاقل ہی اور حال آنکہ علوم ضروریہ
کے بعض مدارک اُسمین نہین ہین - اور بعض علمانے کہا ہی کہ عقل اقسام علوم
سے نہین ہی اسواسطے کہ اگر اُنمین سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ جو شخص ذکر
استحالہ اور جواز سے غافل ہی وہ عاقل ہی حالانکہ ہم دیکھتے ہین عاقل کو کہ اکثر
اوقات غافل ہوتا ہی اور علمانے کہا ہی کہ یہ عقل ایک صفت ہی جسکے ساتھ دریافت
علوم کے لیے مہیا ہوتا ہی - اور حرث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل ہی
منقول ہی کہ عقل سرشت اور طبیعت ہی جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا
ہوتا ہی اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہی جسکو اول ذکر عقل مین ذکر کیا ہی کہ
وہ زبان روح ہی اسواسطے کہ روح امر اللہ ہی اور وہ متحمل اس امانت کی ہی جس کے
اُٹھانے سے آسمانون اور زمینون نے انکار کیا ہی اور اُسی سے نور عقل اُبلتا اور
بہتا ہی اور نور عقل مین علوم متشکل اور متصور ہوتے ہین پس عقل علوم کے لیے
بمنزلہ لوح مکتوب کے ہی اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہی کہ
نفس کی طرف جھانکتی ہی اور کبھی راست قائم ہی سو جو شخص کہ اُسمین عقل اُلٹی
سرنگون نفس کی طرف ہی تو اُسکو اجزاے کون مین پراگندہ کر دیتی ہی اور حسن
اعتدال اسکے سبب معدوم کرتا ہی اور راہ راست نہین پاتا اور جو شخص جسمین عقل
قائم اور مستقیم ہوئی تو عقل تائید اُس بصیرت سے کرتی ہی جو روح کے لیے مثل
قلب کے ہی اور مکون آفریدگار کی طرف سیدھا رستہ پاتا ہی بعد ازان خالق سے
مخلوق کو پہچانتا ہی اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو مکون اور کون سے پورا

کرتا ہی تو یہ عقل عقل ہدایت ہی پھر جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکا اقبال کسی ایک مومن
چاہا اُسی طرح اُسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اُسکے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعالیٰ نے
مکروہ کیا تو اُس سے پیٹھ پھیرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی چاہی
ہوئی باتون کا اتباع کریگا اور اُسکے غضب کی باتون سے پرہیز کریگا اور جب تک
عقل مستقیم ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کریگی راہنمائی اُسکی رشد اور سیدھی
راہ پر ہوگی اور گمراہی سے اُسکو باز رکھیگی۔ بعضے علما نے کہا ہی کہ عقل دو قسم ہی
ایک قسم وہ ہی کہ اُس سے اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہی اور ایک قسم وہ ہی کہ اُس سے
اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہی۔ اور مذکور ہی کہ عقل اول نور روح سے ہی اور عقل ثانی
نور ہدایت سے سو عقل اول تمام اولاد آدم مین موجود ہی اور عقل ثانی موحدین مین
موجود ہی اور مشرکین سے مفقود ہی۔ اور کہتے ہین کہ عقل کو عقل اسواسطے
کہتے ہین کہ جہل ظلمت اور تاریکی ہی سو جب نور اس ظلمت مین اُسکی بینائی پر غالب
ہوگا ظلمت جاتی رہیگی پھر وہ دیکھیگا اور جہل کے لیے اشکل ہو جائیگا۔ اور بعضون نے
کہا ہی کہ عقل ایمان جو ہی اُسکا مسکن قلب مین ہی اور محل اُسکے عمل کا سینہ مین دل کے
دونون آنکھ کے بیچ مین ہی اور ہمنے جسکو ذکر کیا ہی کہ عقل زبان روح ہی اور وہ
عقل واحد ہی دو قسم کی نہین ہی لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو بصیرت کے
ساتھ تائید پاتی ہی اور معتدل ہو جاتی ہی اور اشیا کو اُنکے مواضع پر رکھتی ہی اور یہ
عقل وہی عقل ہی جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہی اسواسطے کہ اُسکے قیام اور
اعتدال نے اُسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہی اسواسطے کہ شرع حضرت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ آپ کی روح کو

حضرت الالہیت سے قریب ہی اور مکاشفہ اُسکی بصیرت کا جو روح کو ہی قدرت آلہی
اور اُسکے آیات سے بمنزلہ قلب کے ہی اور اُسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت
کے ساتھ ہی پس بصیرت اس علوم کی محیط ہی جنکو عقل بالاستیعاب حاصل کرتی ہی
اور اُن علوم کی جنکے استیعاب سے عقل کا پٹکا تنگ ہی اسواسطے کہ بصیرت استمداد
اُن کلمات اللہ سے کرتی ہی کہ اُنکے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہوجاتے ہین
اور عقل ترجمان دل ہی کہ بصیرت کا ایک حصہ اُسکی طرف پہونچاتی ہی جسطرح کہ قلب
بعضی چیزین اپنی مین کے زبان تک پہونچاتا ہی اور اُنہین سے بعضی چیزین زبان
کے سوا کو اپنے واسطے اختیار اور پسند کرلیتا ہی اور اسی بات کے سبب جو شخص کہ
صرف عقل پر ٹھہرا اور جم گیا بغیر اسکے کہ نور شرع سے اُسنے روشنی حاصل کی ہو تو علوم
کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک ظاہر کائنات ہی اور جس کسی نے نور شرع
سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے مؤید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت
باطن کائنات ہی جسکے مکاشفہ سے ارباب بصایر و عقول مختص ہین نہ وہ لوگ جو
بصیرت بغیر محض عقول پر جمے ہوے ہین اور ہر آئنہ بعض علما نے کہا ہی کہ عقل
دو ہین ایک عقل ہدایت کی کہ قلب مین اُسکا مسکن ہی اور یہ اہل ایمان صاحب
یقین کے حصہ مین ہی اور سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین اُسکا
مقام عمل ہی اور دوسری عقل کا دماغ مین مسکن ہی اور اُسکا مقام عمل سینہ مین دل
کے دونون آنکھون کے بیچ مین ہی تو پہلی عقل سے امر آخرت کی تدبیر کرتا ہی اور
دوسری عقل سے امر دنیا کی تدبیر کرتا ہی اور جسکو ہمنے بیان کیا ہی کہ وہ عقل واحد ہی
جب وہ بصیرتون سے تائید یافتہ ہوتی ہی تو دونون امر کی تدبیر کرتی ہی اور جب

وہ تنہا ہوئی ایک امر کی تدبیر کرتی ہی اور وہ واضح تر اور روشن تر ہی اور ہمنے شروع باب مین اُنکی تدبیر سے جو نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہی وہ بات ذکر کردی ہی جسکے باعث انسان اس امر سے آگاہ ہو جاتا ہی کہ وہ عقل واحد ہی کبھی بصیرت کے ساتھ مؤید ہی اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ متفرد ہی اور اللہ تعالی صواب کا ملہم ہی

باب ستاونوان خطرون کی شناخت اور اُنکی تفصیل اور تمیز مین ہی

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بنی آدم مین کچھ شیطان کا اور کسی قدر فرشتہ کا حصہ ہی سو شیطان کا حصہ یہ ہی کہ وہ شر کا وعدہ کرتا ہی اور حق کو جھوٹلاتا ہی اور فرشتہ کا یہ حصہ ہی کہ وہ خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرتا ہی سو جس شخص نے اسکو پایا تو اُسکو جاننا چاہیے کہ یہ منجانب اللہ ہی پھر اُسکو شکر الہی ادا کرنا چاہیے اور جسنے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیئے کہ اللہ تعا کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے اسکے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرتا ہی اور تمکو بُرے کامون کے حکم کرتا ہی اور ان دونون حصون کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک تاک رکھتا ہی جو طالب مرید ہو اُسکی طرف ایسا آرزومند ہوتا ہی جیسا کہ پیاسا پانی کی طرف گردن اونچی کرکے دیکھتا ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ وہ اسکی لڑائی اور خطر اور فلاح اور صلاح و فساد سے واقف ہی اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہوتا ہی کہ صفائی یقین اور عطیۂ اہل یقین کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہی اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہی اور جن لوگون نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہی اور جو کہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہین

کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہین اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اُٹھا اُٹھا کر
اسکی طرف دیکھنا اسی قدر ہوتا ہی جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور حظ منجانب
اللہ الکریم ہوتا ہی اور جو کوئی عام مؤمنین اور مسلمین کے مقام پر ہو اور وہ شناخت
المتین کی نہین جھانکتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہی - اور خواطر سے
بعضے وہ ہین جو اللہ تعالی کے قاصد بندہ کی طرف ہین جیسے کہ بعض مومنین نے
کہا ہی کہ میرے واسطے ایک قلب ہی اگر مین اُسکی نافرمانی کرون تو اللہ کی نافرمانی
کرون اور یہ حال اس بندہ کا ہی جسکا قلب مستقیم ہوگیا ہی اور قلب کی استقامت
نفس کی طمانینت کے سبب ہی اور نفس کی طمانیت مین شیطان کی یاس ہی اسواسطے
کہ نفس جب کبھی جنبش کرتا ہی تو قلب کی صفائی مین کدورت آجاتی ہی اور جب
قلب مکدر ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہوگیا اسواسطے کہ قلب
کی صفائی تذکرہ اور رعایت سے محصور ہی اور ذکر کے نیلیے ایک نور ہی کہ اُس سے
شیطان پرہیز ایسا ہی کرتا ہی کہ جیسے ہم مین سے کوئی دوزخ سے بچتا ہی -
اور حدیث مین وارد ہی کہ ہر آئینہ شیطان بنی آدم کے قلب پر سینہ رکھے ہوئے ہی
پھر جب کہ اللہ تعالی کا ذکر ہوتا ہی تو وہ مُنھ پھیر لیتا ہی اور پیچھے کو ہٹتا ہی اور جسوقت
وہ غافل ہوتا ہی اُسکے قلب کو لقمہ بنا لیتا ہی پھر اُس سے باتین کرتا اور آرزومند
بناتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ
قرین یعنی جو کوئی خداوند رحمن سے مُنھ پھیرے تو ہم اُسپر شیطان مقرر کرین اور
وہ واسطے اُسکے ہمنشین ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف
من الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہین جسوقت

چھوے پھیری والا شیطان سے تو وہ ذکر کرتے ہین پس اچانک وہ دیکھنے والے
ہو جاتے ہین۔ تو تقوی اور پرہیزگاری کے ساتھ خالص ذکر کا وجود ہی اور اسی سے
ذکر کا دروازہ کھلتا ہی اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا ہی تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح
بچے رہین بعد ازان فضول اور غیر مقصود باتون سے اُنکو محفوظ رکھتا ہی پھر اسکے
اقوال اور افعال ضرورۃً ہونگے ازان بعد اُسکا تقوی باطن کی طرف منتقل ہوتا ہی
اور باطن پاک ہو جاتا ہی اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہی بعد ازان فضولیات سے
حتی کہ حدیث نفس سے مصون رہتا ہی۔ سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی گناہون مین
سب سے بدتر حدیث نفس ہی اور حدیث نفس کی سماعت کو گناہ سمجھتا ہی اور اس سے
پرہیز کرتا ہی اور جب ذکر سے یہ اتقا ہو گا تو قلب اُسوقت روشن اسطرح ہو گا کہ آسمان
کے بیچ مین ستارے چمکتے ہین اور قلب ایک آسمان محفوظ ہو جائیگا جو ذکر کے
ستارون سے مزین ہو گا اور جب ایسا ہو گا تو شیطان کو دوری ہو گی اور ایسے
بندہ کے حق مین خواطر شیطانی اور اُسکے نوازل اور واردات کمتر ہونگے اور خطرات
نفسانی اُسکے لیے البتہ رہینگے اور اُسے احتیاج اسکی ہو گی کہ اُنسے پرہیز اور اُنکو
علم سے تمیز کرے اسواسطے کہ بعضے اُنمین سے خواطر ہین جنکا اجر نقصان نہین
پہونچاتا جیسے کہ نفس کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہین اور اُسکی حاجتین
حقوق اور حظوظ کے اندر تقسیم ہوتی ہین اور اسوقت تمیز متعین ہوتی ہی اور نفس
پر اتمام مطالبات حظوظ سے ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ای ایمان والو اگر آوے
تمھارے پاس فاسق خبر لیکر تو تم تحقیق کر لو یعنی ثابت رہو اور اس آیت کے
نزول کا سبب ولید بن عقبہ ہی جب کہ اُسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنی مصطلق کے پاس بھیجا تھا سو اُنپر جھوٹ طوفان لگایا اور اُنکو کفر و عصیان
سے منسوب کیا یہان تک کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکی لڑائی
کا ارادہ کرلیا ازان بعد خالد کو اُنکے پاس بھیجا تو اُسنے مغرب اور عشا کی اذان
سنی اور وہ باتین دیکھین جو ولید بن عقبہ کے جھوٹ طوفان پر دلالت کرتی تھین
تو اللہ تعالی نے اس بارہ مین یہ آیت نازل فرمائی پس ظاہر آیت اور سبب اُسکے
نزول کا ظاہر ہی اور یہ ماجرا منجانب اللہ اُسکے بندون کو تنبیہ کا باعث ہو گیا
کہ ثبات و قرار امور پیدا کرین۔ اس آیت مین سہل نے کہا ہی کہ فاسق کے معنی بڑا
جھوٹا اور جھوٹ نفس کی صفت ہی اسواسطے کہ وہ بہت چیزین یا د سے لکھتا اور
آراستہ کرتا ہی جو اپنے حقائق پر نہین ہوتین سو اُنکے محظور ہونے اور اُنکے القا
کے وقت ثبات و استقرار متعین ہو جاتا ہی سو بندہ خطرۂ نفس کو ایک خبر
گردان لیتا ہی جو موجب ثبات و استقرار کے ہوتے ہین اور طبیعت اُسکو لغزش
مین نہین ڈالتی اور نہ ہوس اُسمین عجلت کرتی ہی۔ اور بہر آئینہ بعضے علماے صوفیہ
نے کہا ہی کہ ادنی ادب یہ ہی کہ جہل کے وقت تو متوقف ہو اور آخر ادب یہ ہی کہ
شبہہ کے وقت ٹھہرے اور شبہہ کے وقت ادب سے یہ ہی کہ خاطر کو محرک نفس
اور آفریدگار اور باری اور پیدا کرنے والے کے ساتھ اُتارے اور فقر و فاقہ کا اظہار
اُسکے سامنے اور جہل کا اعتراف اور معرفت اور معونت کی طلب اُس سے کرے
اسواسطے کہ جب وہ اس ادب کو کام مین لائیگا تو اُسکی فریاد سُنی جائیگی اور اُسکی
مدد کیجائیگی اور اُسپر یہ بات کُھل جائیگی کہ آیا یہ خطرہ طلب حظ نفس کے لیے ہی
یا طلب حق کے لیے پھر اگر حق کے لیے ہو تو اُسکو روان کرے اور جو حظ کے لیے ہو

تو اُسکو دور کرے اور یہ توقف اُسوقت ہی کہ اُسکو ظاہر علم سے وہ کھلے اسواسطے کہ
باطن علم کی احتیاج اُسی وقت ہوتی ہی جب کہ ظاہر علم مین دلیل ہاتھ نہ آوے
رہ ان بعد بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُنکی صحبت مین وسعت اُسکے سوا
نہین ہوتی مگر یہ کہ حق پر بجز حظ کے ٹھہرے اور جو خاطر حظ کا امضا اور اجرا کرے
تو یہ اُسکے حال کا گناہ ہی اور اُس سے استغفار کرتا ہی جسطرح کہ گناہون سے وہ
مغفرت چاہتا ہی اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو حظ اُٹھانے مین داخل
ہوتے ہین اور اُسکے خطرہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہین کہ منجانب اللہ اُنکو
مزید علم ہوتا ہی اور وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہی جسکو وسعت
مین تمکین ہوتا ہی اور اذن کا عالم ہی سو وہ خطرۂ حظ کو امضا کرتا ہی اور شخص مراد
اُسکے ساتھ بینا اپنے امر کا ہی جسکے ساتھ اسکو بخوبی کرتا ہی اور اُسکے لائق وہ ہی جو
عالم اُسکی زیادتی اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا
مضبوط ہو کہ اُسکے حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائیگا اور نہ اسمین کوئی تقلید
سے داخل ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہی اور جب اُس بندہ کی یہ شان
ہو کہ خطرات نفسانی کی تمیز اس مقام مین کرے جہان نوازل شیطانی سے
آزاد ہو تو خاطر حق اور خواطر ملکی اُسکے پاس کثرت سے ہوتے ہین اور چار خواطر
اُسکے حق مین تین ہو جاتے ہین اور خطرۂ شیطانی ساقط ہو جاتا ہی مگر شاذونادر
اسواسطے کہ نفس سے اُسکا امکان تنگ ہی اسواسطے کہ اتساع نفس کے طریق
سے شیطان داخل ہوتا ہی اور نفس کا اتساع اس سبب سے ہوتا ہی کہ ہوی کا
اتباع کرے اور زمین مین رہے اور جسنے حق اور حظ مین تمیز کرنے کے لیے

نفس پر تنگ ورزی کی تو نفس اُسکا تنگ ہوگا اور شیطان کا محل ساقط اور دور
ہو جائیگا مگر شاذ و نادر اسواسطے کہ آزمایش اُسکے اوپر داخل ہوتی ہی اسکے بعد
جو لوگ کہ مرادین اور مقام مقربین کے متعلقین ہین اُنہین سے بعضے وہ ہین
کہ جب اُنکا قلب آسمان مزین بزینت انجم ذکر ہو گیا تو اُسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہی
کہ اپنے باطن اور معنی حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی مین کرتا
چلا جاتا ہی اور جسقدر قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و نزار ہوا اور اُسکے خطرات
دور ہون حتی کہ اپنے عروج باطن سے آسمانون سے تجاوز کر جاتا ہی جسطرح کہ یہ
مرتبہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے حاصل تھا
اور جب کہ عروج کمال کو پہونچا تو اُس سے خطرات نفس منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے
کہ وہ انوار قرب مین مستور ہوتا ہی اور نفس اُس سے دور ہو جاتا ہی اور اُسوقت
خواطر حق بھی اُس سے منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ خاطر رسول ہین اور رسالت
دور کے لیے ہوتی ہی اور یہ قریب ہی اور جس حالت کا ہمنے وصف کیا ہی خود
بخود ہی تنزل کرتا جاتا ہی اور دوام اُسکو نہین ہوتا بلکہ وہ اپنے ہبوط اور تنزل مین
مطالبات نفس اور اُسکے درجون تک پلٹ جاتا ہی اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی
اسکی طرف رجوع کرتے ہین اور یہ اسواسطے ہی کہ خواطر وجود کو چاہتے ہین اور
جو حالت کہ اسکی طرف ہمنے اشارہ کیا فنا کا حال ہی اور اُسمین کوئی خاطر نہین ہی
اور خاطر حق مکان قرب کی وجہ سے دور ہو گئی اور خاطر نفس اسواسطے دور ہو گیا
کہ نفس خود دور ہو گیا اور خاطر ملکی اُس سے بچھڑ جاتی ہی جیسے کہ جبرئیل شب معراج
مین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بچھڑ گئے چنانچہ کہا اگر مین انگلی بھر نزدیک

ہون تو مین جل جاؤن۔محمد بن علی ترمذی نے کہا ہی کہ محدث اور متکلم دونون جب کہ
اپنے اپنے درجہ مین ثابت اور متحقق ہو جاتے ہین تو حدیث نفس کیسے نہین ڈرتے
سو جسطرح سے کہ نبوت القاے شیطان سے محفوظ ہی اسی طرح مکالمہ اور محادثہ کا محل
القاے نفس اور اُسکے فتنہ سے محفوظ اور حق وسکینہ کے ساتھ محروس ہی اسواسطے
کہ سکینہ متکلم اور محدث کا اُسکے نفس کے ساتھ حجاب ہی۔اور شیخ ابو محمد بن عبداللہ بصری
سے بصرہ کے مقام مین مین نے سنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار ہین ایک خاطر
من النفس اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من
الملک سو جو کہ خاطر من النفس ہی وہ زمین یعنی تحت قلب سے محسوس ہوتی ہی
اور جو من الحق ہی وہ فوق قلب سے ہی اور جو خاطر من الملک ہی تو وہ قلب کے
دست راست سے ہی اور جو کہ من الشیطان ہی وہ قلب کے دست چپ سے ہی
اور جو بات اُسنے بیان کی ہی اُس بندہ کے لیے صحیح ہی جسنے اپنے نفس کو تقوے
اور زہد سے گلا دیا ہی اور وجود اُسکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا مستقیم ہو تو اُسکا
دل ایک جلا دیے آئینہ کے مثال ہی کہ اُسکے کسی طرف سے شیطان نہین آتا
مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ لیتا ہی اور جب کہ قلب سیاہ ہو گیا اور زنگ اُسپر چڑھ گیا
تو وہ شیطان کو نہین دیکھتا۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ بندہ جب گناہ کرتا ہی تو ایک سیاہ نشان اُسکے
قلب مین کرتا ہی پھر اگر اُسکو کھینچ لے اور توبہ واستغفار کرے تو اُسکا دل صاف
اور صیقل ہو جائے اور اگر پھر گناہ کرے تو اُسمین زیادتی ہو حتی کہ اُسکے دل پردہ
نقطہ سیاہ گھیر لیتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون یعنی

یون نہین بلکہ جڑا گیا اُنکے دلون پر اُس چیز سے کہ وہ تھے کماتے بعضے عارفین
سے مین نے سُنا ہی کہ وہ ایک باریک بات کہتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی اور کہا
جو حدیث کہ انسان کے باطن مین ہی اور جو خیال کہ اُسمین عارض ہو اور دل اور
صفائی ذکر مین مقام کرے وہ دل سے ہی نہ نفس سے اور یہ خلاف اُسکے ہی جو
کہ مقرر ہو چکی ہی سو مین نے اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُسنے بیان کیا کہ قلب
اور نفس کے درمیان فریب کی نرم باتین ہین اور بات چیت اور تالف وتودد ہی
اور جب کبھی نفس کسی چیز مین اپنے ہوے کے سبب قول وفعل سے کہتا ہی تو
قلب پر اُسکا اثر اُس سے پڑتا ہی اور وہ مکدر ہوتا ہی اور جب کہ بندہ مطالبات
نفس کے مواقع سے پلٹتا اور عود کرتا ہی اور اللہ کے واسطے اپنے ذکر اور محل مناجات
ومذمت کی طرف متوجہ ہوتا ہی تو قلب نفس سے عتاب اور خطاب کے ساتھ
پیش آتا ہی اور نفس سے کچھ کچھ اُسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہی جیسے کہ
نفس پر کوئی ملامت کرے اور اُسپر عتاب اُسے کرے سو ہوگا کہ خاطر اول فعل
اور اُسکا آغاز ہی تو اُسکی معرفت بندہ کا ضروری کام ہی اسواسطے کہ افعال جتنے
ہین سب خواطر سے پیدا ہوتے ہین یہان تک کہ بعضے علما اسطرف گئے ہین
کہ علم معروض اُسکی طلب ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی طلب کرنا علم کا فرض سب مسلمانون پر ہی وہ علم خواطر ہی کہا سبب اسکا یہ ہی
کہ وہ اول فعل ہی اور اُسکے فساد سے فساد فعل ہی اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہی
کہ یہ قول توجہ کے قابل نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اُسکو سب مسلمانون پر واجب کردیا ہی اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور

معرفت نہین ہین کہ علم کے سبب خواطر کو پہچانین مگر طالب جانتا ہی کہ خواطر تخم
کے مثال ہین سو اُنمین سے بعض وہ ہین جو تخم سعادت ہین اور بعضے وہ ہین
جو شقاوت کے تخم ہین۔ اور خواطر کی اشتباہ سبب چار چیزون مین سے ایک
ہوگا کہ اُسکا پانچوان نہین ہی یا تو ضعف یقین ہی یا علم کی قلت نفس کے صفات
اور اخلاق کی معرفت مین ہی یا کہ ہوی کی متابعت تقوی کے قواعد نورانی سے ہی
یا کہ دنیا کی محبت اُسکی جاہ ومال کی اور رفعت ومنزلت کی خواہش خلق اللہ کے
نزدیک ہی سو جو کوئی ان چار چیزون سے بچا رہا تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نوازلہ
اور لغزش مین تمیز کریگا اور جو اُنمین مبتلا ہوگیا نہ اُسکو جانیگا اور نہ اُسکو طلب کریگا اور
بعضے خواطر کا ظاہر ہونا اور بعضے کا نہ ظاہر ہونا اس وجہ سے ہی کہ ان چارون اسباب
سے بعضے موجود ہوتے ہین اور بعضے نہین ہوتے اور تمیز خواطر ہین جو زیادہ تر راست
اور درست ہی اور اُسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہی اور اُسکا میسر آنا نزدیک نہین ہی
الا بعد اُسکے کہ زہد وتقوی مین درجہ غایت کو پہونچا ہو۔ اور مشائخ کا اُسپر اتفاق ہی
کہ جسکا لقمہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کرسکتا۔ اور ابو علی دقاق
کا قول ہی کہ جسکی قوت معلوم ومعین ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کرسکتا
اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہین ہی مگر ایک قید کے ساتھ اور وہ یہ ہی کہ بعض معلوم
سے وہ ہی کہ حق سبحانہ وتعالی نے ایک بندہ کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اُسکے
حاصل کرلینے مین سبقت کرتا ہی اور اُسکو کھاتا پیتا ہی اور ایسا رزق معلوم تمیز خواطر
کا حجاب نہین ہوتا اور یہ اُسی کے حق مین کہا جاتا ہی جو رزق معلوم مین آ اُسکے
اختیار وایثار سے درآتا ہی اسواسطے کہ اپنے اختیار کے موضع سے محتجب ہوتا ہی

اور جسکی طرف ہمنے اشارہ کیا ہی اُسکے ارادہ سے یہ شخص علٰحدہ ہی اسواسطے کہ علوم اُسکا
حجاب نہین ہوتا اور بعضون نے ہواجس نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے درمیان فرق کیا ہی اور
کہا ہی کہ نفس خواہش اور الحاح کرتا ہی اور وہ برابر رہتا ہی یہان تک کہ اپنی مراد کو
پہونچ جائے اور شیطان جب ایک گناہ کی طرف بُلاتا ہی اور اسکی اجابت نہوئی تو وہ
دوسرا وسوسہ دیتا ہی اسواسطے کہ اُسکی غرض کسی تخصیص مین نہین ہی بلکہ اُسکی مراد
فقط اغوا ہی خواہ کسی طرح ممکن ہو اور مشائخ نے دو خاطر مین کلام کیا ہی جب کہ وہ
دونون من الحق ہون کہ اُن دونون مین سے کسی کا اتباع کیا جائے۔ جنید کا قول ہی
کہ خاطر اول کا اسواسطے کہ وہ جب باقی رہا تو اہل خاطر تامل کی طرف راجع ہوگا اور یہ
شرط علم ہی۔ اور ابن عطا کا قول ہی کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہی اسواسطے کہ وہ قوت
مین اول سے زیادہ ہی۔ اور ابو عبداللہ بن خفیف نے کہا ہی کہ وہ دونون برابر ہین
اسواسطے کہ وہ دونون خاطر من الحق ہین پس اُنمین سے کسی ایک کو دوسرے
پر ترجیح نہین ہی۔ صوفیہ نے کہا ہی کہ واردات خواطر سے عام تر ہی اسواسطے کہ
خواطر مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہین اور واردات کبھی خواطر ہوتے ہین
اور کبھی وارد سرور اور وارد حزن اور وارد قبض اور وارد بسط ہوتے ہین۔ اور بعض
نے کہا ہی کہ خاطر حق کا اقبال نور توحید سے کیا جاتا ہی اور خاطر ملک کا نور معرفت
سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جائے اور نور اسلام سے اور دشمن یعنی ابلیس
کی خاطر رد کیجاتی ہی اور جو شخص حقائق زہد کے ادراک سے قاصر رہے اور خواطر
کی تمیز کرنے کی طرف تاک لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شرع کی ترازو مین کرے
جو چیز اسمین سے نفل یا فرض ہو اسکا امضا اور اجرا کرے اور جو اسمین سے حرام

یا مکروہ ہو اُسکی نفی کرے پھر اگر دو خاطر نظر علم مین برابر پلہ کے ہون تو جو اُنمین سے مخالفت ہوی نفس کے قریب تر ہو اُسکا نفاذ کرے اسواسطے کہ نفس کی ہوی اُن دونون مین سے ایک مین کبھی مخفی ہوتی ہی اور غالب شان نفس سے کجروی اور ادنی کی طرف میلان ہوتا ہی اور کبھو خاطر نشاط نفس سے نازل ہوتی ہی اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہی کہ وہ جنبش دل سے ہی اور کبھی قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق پیدا ہوتا ہی کہ بعضے اُنمین سے کہتے ہین بیس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ساعت میرا قلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہین ہوا سو نفس کے ساتھ سکون قلب سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو مشتبہ بخواطر حق ضعیف العلم پر ہوتے ہین اسی واسطے نفاق قلب کو اور اُن خواطر کو جو اُس سے پیدا ہوتے ہین نہین پاتے اور نہین جانتے ہین الا وہی علما جو راسخ فی العلم ہین اور اکثر جو فتنین کہ اہل دل پر اور اُن لوگون پر جو یقین اور بیداری اور حال سے بہرہ مند ہین نازل ہوتی ہین اس قبیل سے ہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ اُنکو نفس اور قلب کا علم کم ہی اور ہوی کا ایک حصہ اُنمین باقی ہی اور بندہ کو سزاوار ہی کہ اسبات کو قطعی جانے کہ جب تک اُسپر اثر ہوی کا باقی ہی اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا اُسکے موافق باقی رہتا ہی اوان بعد کبھی کبھی تمیز خواطر مین وہ شخص جو کم علم ہو غلطی کرتا ہی اور اُسکا مواخذہ اُسپر نہین ہوتا جب تک کہ شرع سے اُسپر مطالبہ نہو اور کبھی اُسکے ساتھ بعضے غلطی کرنے والے سے مسامحت اور درگذر نہین کیجاتی اس وجہ سے کہ اُسپر خفاے باریک کا تمیز مین کشف ہوا اور باوجود علم کے اُن لوگون نے پھر استعجال اور قلت تثبت کی۔ اور بعضے علما نے ذکر کیا ہی کہ حصہ ملک

اور حصۂ شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پائے گئے ہین اور پھر آئنہ جب نفس
جنبش کرتا ہو تو اُسکے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہو جو قلب مین بڑے ارادہ
کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہو سو شیطان قلب کو دیکھتا ہو اور اغوا و وسوسہ سے
اقبال کرتا ہو اور مذکور ہو کہ نفس کی حرکت یا تو ہوی ہوتی ہو اور وہ حظ نفس
دنیاوی ہو یا امنیۃ یعنی آرزو و مراد ہو اور وہ جہل غریزی اور جبلی سے ہو یا حرکت
اور سکون کا دعوی اور وہ آفت عقل اور محنت قلب ہو اور یہ تین وارد نہین ہوتے
مگر تین سے یعنی جہل سے یا غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینون مین
سے وہ چیز نہین ہو جسکی نفی واجب ہو جو خلاف امر یا مطابق نہی کے ہو اور ان تین
مین سے وہ بھی ہو کہ نفی اُسکی فضیلت ہو جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہو
اور بعضون نے ذکر کیا ہو کہ جب روح حرکت کرتی ہو تو اُسکے جوہر سے ایک نور
ساطع گرتا ہو جس سے ایک ہمت عالیہ قلب مین ظاہر ہوتی ہو جو تین معانی
سے ایک وہ ہوتی ہو یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ مامور ہو یا ایک فضل ہو جسکے
طرف مدعو ہو یا مباح جسکی طرف اُسکی صلاح راجع ہو۔ اور یہ کلام اسپر دال ہو کہ
روح اور نفس کی دو حرکتین موجب دونون لمّہ اور نازل کے ہین۔ اور میرے
نزدیک آیندہ خدائے تعالی داناتر ہو کہ دونون نوازل روح و نفس کی حرکت
پر متقدم ہین سو روح کی حرکت لمہ ملک سے ہو اور ہمت عالیہ حرکت روح
سے اور یہ حرکت جو روح کی ہو وہ لمہ ملک کی برکت سے ہو اور نفس کی حرکت
لمہ شیطان سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہو اور وہ لمہ شیطان کی شامت
سے ہو تو جب دو لمہ وارد ہوتے ہین تو دو حرکت ظاہر ہوتی ہین اور اُس سے

سر عطا اور ابتلا کا بخشندہ کریم اور آزمایندہ حکیم سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھی یہ
دونون لمہ بستدارک علی سبیل البدل ہوتے ہین اور اُنھین سے ایک کا اثر دوسرے
سے مٹ جاتا ہی اور جو شخص کہ بیدار صاحب فطانت ہی اُسپر باب انس فی فی اتہ
اُن آثار کے وجود کے دیکھنے سے مفتوح ہوتا ہی اور ہمیشہ اپنے حال کا تلاشی اور
دونون لمہ کا ناظر رہتا ہی۔ اور بعضون نے ذکر کیا ہی کہ پانچوان خاطر بھی ہی اور وہ
خاطر عقل ہی جو چارون خواطر کے درمیان متوسط ہی اور نفس اور دشمن یعنے
شیطان کے رہتا ہی تاکہ تمیز موجود رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات ہو تاکہ
بندہ وجود عقل کے ساتھ کسی شی مین داخل ہو اسواسطے کہ اگر عقل جاتی رہے تو
عقاب اور عتاب ساقط ہو جائے اور وہ کبھی ملک اور روح کے ساتھ بھی ہوتی ہو تا
کہ فعل آزادانہ واقع اور ثواب کا مستوجب ہو۔ اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہی اور وہ خاطر
یقین ہی اور وہ روح ایمان اور مزید علم ہی اور بعید نہین ہی کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر
جو خاطر یقین ہی اُسکا حاصل اُسی کی طرف راجع ہی جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہی
اور خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہی اور کبھی خاطر نفس سے اور عقل
سے کوئی خاطر مستقل نہین ہی اسواسطے کہ عقل جیسا کہ ہمنے ذکر کیا سرشت ہی
جسکے ساتھ ادراک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہی اور اُسی کے ساتھ کبھی دواعی نفس
اور کبھی دواعی ملک اور کبھی دواعی روح اور کبھی دواعی شیطان کی طرف کھینچنے
کو آمادہ ہوتا ہی سو اس بناپر خاطرین چار سے زیادہ نہین ہوتین اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لمہ کے سوا نہین ذکر کیا اور یہ دو لمہ ہی اصل
ہین اور دوسرے دو خاطر اُنپر متفرع ہوئی ہین اسواسطے کہ لمہ ملک جب روح کو

حرکت دیتا ہی اور روح ہمت صالحہ سے جنبش مین آتی ہی تو وہ اپنے اہتزاز سے
کہ ہمت صالحہ کے ساتھ ہوتا ہی خطا پر قرب کے نزدیک ہوجاتی ہی اور اُسوقت
خواطر من الحق اُسپر وارد ہوتے ہین اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ
متحقق ہوگا اور تب خواطر ربانیہ کے ساتھ قیام وثبوت اُسکو ہوگا جیساکہ پہلے
ہمنے اُسکے موضع قرب کے پیے بیان کیا ہی سو خواطر حق کی اصل لمہ ملک ہی اور لمہ
شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہی تو اپنے مرکز کی طرف سرشت اور طبع سے میل
کرتا ہی اور اُس سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہین جو اُسکی
سرشت اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہون تو خواطر نفس نتیجہ
لمہ شیطان ہی پس اُنکی اصل دو لمہ ہین اور دوسرے دو لمہ اُس سے پیدا
ہوتے ہین اور خاطر یقین اور عقل اُن دونون مین مندرج ہین واللہ اعلم۔

باب اٹھاونوان حال ور مقام اور اُن دونون کے فرق کے بیان مین ہی

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہین اور مشایخ کے اشارات اسمین مختلف
ہین اور اشتباہ اسوجہ سے ہی کہ فی نفسہا اُن دونون مین بہت تشابہ اور تداخل ہی
سو ایک شی بعضون کی رائے مین حال ہی اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہی
اور دونون روایت صحیح ہین اسواسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے مین موجود ہی
اور ضرور ہی کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جائے جس سے دونون مین
فرق ہوجائے علاوہ اُسکے کہ لفظ اور تعبیر اُنکے فرق کو بتلاتی ہی سو حال کی وجہ
تسمیہ یہ ہی کہ اُسکو تحول اور گردش ہی اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ وہ ثابت اور

مستقر ہی- اور کبھی ایک شی بعینہ حال ہوتی ہی اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہی جیسے
کہ بندہ کے باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ داعیہ غلبۂ صفات نفس سے
زائل ہو جاتا ہی اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہی اور اسطرح برابر محاسبہ
کا حال بندہ کے لیے متعاہد حال کا ہوتا ہی پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال
بدل جاتا ہی یہان تک کہ خدائے کریم کی مدد اُسکا تدارک کرتی ہی اور حال محاسبہ
غالب آتا ہی اور نفس مقہور ہو جاتا ہی اور محاسبہ اُسکا انضباط اور تملک کر لیتا ہی
پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور استقرار اور مقام ہوتا ہی اور وہ مقام محاسبہ مین
رہتا ہی بعد اسکے کہ اُسکا حال محاسبہ تھا- بعد ازان حال مراقبہ اُسپر نازل ہوتا ہی
سو جو شخص کہ محاسبہ اُسکا مقام ہو تو مراقبہ اُسکے لیے حال ہوتا ہی- بعد ازان
مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہی اس سبب سے کہ بندہ کے باطن مین سہو اور غفلت
نوبت بنوبت آتے ہین حتیٰ کہ سہو اور غفلت کا ہلکا بادل پراگندہ اور دور ہو
اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہی
بعد ازان کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام مین قرار نہین پکڑتا مگر اُسوقت
کہ حال مراقبہ کا نازل ہو اور نہ وہ مراقبہ کے مقام مین قرار لیتا ہی الا جب
کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف
بعطا ہوتا ہی تو مراقبہ اُسکا قرار حاصل کرتا ہی اور اُسکا مقام ہو جاتا ہی اور نازل
مشاہدہ سے بھی حال ہوتا ہی جو استتار سے بدلتا ہی اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہی
بعد ازان وہ مقام ہو جاتا ہی اور آفتاب اُسکا استتار کے گرہن سے چھوٹ
جاتا ہی پھر مشاہدہ کے مقام مین بہت کچھ احوال اور زیادات و ترقیات ہین

جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہین کہ اُس سے اعلی درجہ کا ہی
جیسے کہ فنا کے ساتھ متحقق ہوا اور بقا کی طرف پہونچنا اور عین الیقین سے
حق الیقین کو ترقی کرتا اور حق الیقین ایک نازل ہی جو قلب کے پردون
کو پھاڑ ڈالتا ہی اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلی درجہ کی ہی۔ اور ہر آئنہ جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اللھم انی اسألک ایمانا یباشر قلبی
یعنی اے بار خدا مین تجھسے سوال کرتا ہون ایمان کہ دل میرے مین عمل کرنے
سہل بن عبداللہ نے کہا ہی کہ قلب مین دو جوف ہین اُنمین سے ایک باطن ہی
اور اسمین سمع اور بصر ہی اور وہ قلب کا قلب اور سویدا ہی اور دوسرا جوف
ظاہر قلب ہی اور اسمین عقل ہی اور عقل کی مثل قلب مین جیسے آنکھ مین نظر ہی
اور وہ ایک موضع خاص اُسکی سیقل ہی جسطرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی مین ہوتی ہی
اور اُسی مین سے شعاعین نکلتی ہین جو مرئیات کو گھیر لیتی ہین سو اسی طرح عقل کی
نظر سے علوم کی شعاعین نکلتی ہین جو معلومات کو محیط ہوتی ہین اور یہ حالت جو
پردہاے قلب کو پھاڑ ڈالتی ہی اور اُسکے سویدا تک پہونچتی ہی اور وہ حق الیقین ہی
تمام عطیات سے انور اور کل احوال سے گرانبہا اور اشرف ہی اور اُس حال کی نسبت
مشاہدہ سے ایسی ہی جیسے پکی اینٹ کی نسبت خاک سے ہی اسواسطے کہ وہ پہلے
خاک ہوتی ہی بعد اُسکے گل اور مٹی بعد ازان کچی اینٹ بعد ازان پکی اینٹ پس
مشاہدہ ہی اول اور اصل ہی کہ اُس سے فنا ہوتی ہی بعد ازان بقا جیسے کچی اینٹ
بعد ازان یہ حالت اور وہ سب فروع سے آخر ہی اور ہرگاہ یہ حالت سب احوال
کی اصل تھی اسوجہ اشرف احوال ہی اور وہ محض موہبت ہی جسکا اکتساب اور تحصیل

نہین ہوتا تو جسقدر مواہب بندہ کے نوازل سے ہین وہ احوال سے موسوم ہوئے
اسواسطے کہ وہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہین تو اس قول کا اطلاق ہوا اور
مشایخ کی زبانون پر متداول ہوا کہ مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب ہین
اور جس ترتیب پر کہ ہمنے اُسپر وضع کیا سب مواہب ہین اسواسطے کہ مکاسب مواہب
سے ڈھکے ہوے ہین تو احوال مواجید ہین اور مقامات رستے مواجید کے
ہین مگر کسب مقامات مین ظاہر رہا اور مواہب مبطون اور مخفی ہو گئے اور احوال
مین کسب چھپ گیا اور مواہب ظاہر ہو گئے تو احوال مواہب سماوی علویہ ہین
اور مقامات اُنکے رستے ہین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی
کہ مجھسے آسمانون کے رستے پوچھے اسواسطے کہ اُنکا تسناسا تر زمین کے رستون
سے ہون اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہی پس آسمانون کے رستے تو یہ ہین
اور زہد وغیرہ جو مقامات ہین اسواسطے کہ جو شخص ان رستون کا سالک ہی اُسکا
دل آسمانی ہو جاتا ہی اور وہ رستے آسمانون اور برکات کے نزول گاہ ہین اور
اُن احوال کے ساتھ وہی متحقق ہوتا ہی جسکا قلب آسمانی ہو - بعض صوفیہ نے کہا ہی
کہ حال ذکر خفی ہی اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہی جسکا ہمنے ذکر کیا ہی - اور عراق مین مشایخ
سے مین نے سنا ہی کہ وہ کہتے ہین حال وہ چیز ہی جو من اللہ ہی تو چیزین کہ اکتساب
اور اعمال کی راہ سے ہون تو وہ کہتے ہین کہ یہ بندہ کی طرف سے ہی پس جب کہ
مرید کو مواہب اور مواجید سے کوئی شی ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہی اور
اُسکا حال نام رکھا یہ اشارہ اُنکی طرف سے ہی کہ حال موہبت اور عطیہ ہی اور بعض
مشائخ خراسان نے کہا ہی کہ احوال مواریث اعمال ہین - اور بعضون نے کہا ہی

کہ احوال بجلیون کے مثال ہین پھر اگر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیث نفس ہی اور یہ قریب
استقامت علی الاطلاق نہین ہی ہان بعضے احوال مین یہ ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ لوگ
پاتے ہین بعد ازان نفس اُنکو اُچک لیجاتا ہی ولیکن علی الاطلاق سوایسا نہین ہی
اور احوال نفس سے امتزاج اور اختلاط نہین کرتے جسطرح تیل پانی سے نہین ملتا
اور بعضے اسطرف گئے ہین کہ احوال نہین ہوتے الا اُسوقت کہ دائم اور قائم رہین اور
اگر دائم وقائم نہ رہین تو وہ لوایح اور طوالع اور بوادر ہین اور یہ سب مقدمات احوال
ہین احوال نہین ہین۔ اور مشایخ نے اسمین اختلاف کیا ہی کہ آیا بندہ کے لیے جائز
ہی کہ وہ کسی ایک مقام کی طرف انتقال ہی غیر اپنے مقام کے جسمین وہ ہی قبل اسکے
کہ اپنے مقام کے حکم کو مستحکم کرے بعضون نے کہا کہ یہ سزاوار نہین ہی کہ قبل اسکے
کہ وہ اپنے مقام کے حکم کو مستحکم کرے انتقال اس مقام سے کرے جسمین وہ ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ وہ مقام جسمین وہ ہی کامل نہین ہوتا الابعد اُسکے کہ وہ
اس مقام پر ترقی کرے جو اُس سے بالاتر ہی سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنی مقام
کی طرف نظر کرتا ہی پھر اپنے مقام کے امر کو مستحکم کرتا ہی اور اولی یہ ہی آیندہ خدائے
تعالی داناتر ہی کہ ایک شخص کو اپنے مقام مین ایک حال عطا کیا جائے اُسکے
مقام اعلی سے جسپر عنقریب ہی وہ ترقی کریگا تو اُس حال کے وجدان سے اپنے
اُس مقام کے امر کو مستقیم کرتا ہی جسمین وہ ہی اور اسمین حق اسی طرح تصرف کرتا ہی
اور کوئی چیز بندہ کی طرف نہین بڑھائی جاتی کہ وہ ترقی کرتا ہی یا نہین ترقی کرتا ہی
اسواسطے کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرتا ہی اور احوال مواہب مین
جو ترقی اُن مقامات پر کرتے ہین جسمین کسب مُنھ سے ملا ہوا ہی اور بندہ پر نہین ظاہر

ہوتا کوئی حال اس مقام سے جدا علی اس مقام سے ہو جسمین یہ ہو مگر یہ کہ ہر آئینہ اسکی ترقی اُسکی طرف نزدیک ہو جاتی ہی پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی زائد احوال سے کرتا ہی سو اس بنیاد پر جسکا ہمنے ذکر کیا ہی تداخل مقامات اور احوال کا توبہ تک واضح ہوتا ہی اور کوئی فضیلت نہین معلوم ہوتی مگر یہ کہ اُسمین ایک حال اور ایک مقام ہی اور زہد مین حال ہی اور ایک مقام ہی اور توکل مین ایک حال ہی اور ایک مقام ہی اور رضا مین ایک حال ہی اور ایک مقام ہی۔ ابو عثمان حیری کا قول ہی کہ چالیس برس سے اللہ تعالی نے مجھے کسی حال مین نہین قائم کیا کہ اُس سے مجھے کراہت ہوئی ہو اسمین اشارہ رضا کی طرف کیا ہی اور اُس سے حال روشن ہوتا ہی پھر مقام ہو جاتا ہی اور محبت مین حال ہی اور مقام ہی اور ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہی یہان تک کہ وہ توبہ کرے اور حال توبہ کا راہ پانا اول انزجار اور آزردہ ہونے سے ہی۔ بعضے صوفیہ کا قول ہی کہ زجر ایک جوش دل مین ہی جسکو ساکن نہین کرتا الا انتباہ جو غفلت سے ہو اور اُسکو بیداری کی طرف پھیرتا ہی اور جب وہ جاگتا ہی صواب کو خطا سے دیکھتا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ زجر ایک روشنی قلب مین ہی جس سے وہ اپنے قصد کی خطا کو دیکھتا ہی اور مقدمہ توبہ مین زجر تین وجہ سے ہی ایک زجر طریق العلم سے ہی اور ایک زجر طریق عقل سے ہی اور ایک زجر طریق ایمان سے ہی اور تائب پر حال زجر نازل ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک عطیہ ہی کہ اُسکو توبہ کی طرف کھینچتا ہی اور ہمیشہ بندہ مین ہوائے نفس کا ظہور ہوتا ہی کہ اُسکو حال توبہ و زجر کے آثار مٹاتے ہین تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہو جاتا ہی

اور اسی طرح زہد مین کہ بندہ ہمیشہ نازل حال کے ساتھ زہد کرتا ہی یہان تک کہ
لذت ترک اشتغال دنیا اُسکو دکھلاتا ہی اور اُسے دنیا کی طرف متوجہ ہونے کو
قبیح کرتا ہی بعد ازان اُسکے حال کا اثر حرص و شرہ نفس کی دلالت سے جو دنیا
کی طرف ہی اور دنیا کے موجودہ اشیا کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہی تا آنکہ خدائے کریم
کی امداد اُسکا تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہی اور زہد اُسکا مستقر ہوجاتا ہی اور زہد
اُسکا مقام ہو اور حال توکل کا نازلہ ہمیشہ اُسکے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہی
حتی کہ وہ متوکل ہو جاتا ہی اور ایسا ہی حال رضا کا ہی یہان تک کہ رضا پر بندہ
مطمئن اور یہ اُسکا مقام ہو جاتا ہی۔ اور یہان ایک لطیفہ ہی وہ یہ کہ مقام رضا
و توکل ثابت ہوتا اور حکم اُسکے بقا کا کیا جاتا ہی حالانکہ داعیۂ طبع موجود ہی اور حال
رضا کی بقا کا حکم داعیۂ طبع کے ساتھ نہین کیا جاتا ہی اور یہ مثل ایک کراہت کی ہی
جسکو طبیعت کے حکم سے راضی پاتا ہی مگر علم اُسکا رضا کے مقام مین حکم طبیعت کو
چھپا لیتا ہی اور طبیعت کے حکم کا ظہور کراہیت کے وجود مین جو علم کے ساتھ
پوشیدہ ہی اُسکو رضا کے مقام سے خارج نہین کرتا لیکن حال رضا کم کرتا ہی
اسواسطے کہ حال جب مجرد موہبت ہو گیا تو داعیۂ طبع کو اُسنے جلاد یا سو کہا جاتا ہی
کہ وہ کیونکر رضا مین صاحب مقام ہوگا اور اُسمین صاحب حال نہین ہی اور
حال مقدمہ مقام کا ہی اور مقام ثابت اور قائم تر ہی ہم کہتے ہین کہ جب مقام
کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اُسمین احتمال ہی اور رہر گاہ حال موہبت
من اللہ ہی تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہی تو حال رضا سخت تر ہی اور
مقام رضا قوی تر متمکن ہی اور مقامات کے لیے ضرور ہی کہ احوال زائد ہون

پس کوئی مقام نہیں ہی الابعد سابقہ حال کے اور نہ مقامات کے لیے تفرد اور یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہی۔ اور رہے احوال سو اُنکا یہ حال ہو کہ بعضے اُنمین سے وہ ہین جو مقام ہو جاتے ہین اور بعضے ایسے ہین جو مقام نہین ہوتے اور سر اسمین یہ ہی جو ہمنے ذکر کیا ہی کہ کسب مقام مین ظاہر ہی اور موہبت اُسمین پوشیدہ اور حال مین موہبت ظاہر اور کسب باطن ہی اور ہر گاہ کہ احوال مین موہبت غالب ہی تو وہ مقید نہین اور احوال اس درجہ کو پہونچتا ہی کہ اُسکے لیے انتہا نہین ہی اور احوال سینہ کا لطف یہ ہی کہ وہ مقام ہو جائے اور مقدورات حق غیر متناہی ہی اور اُسکے مواہب غیر متناہی ہین اور اسی واسطے بعض حضرات نے کہا ہی کہ اگر مین روحانیت عیسی اور مکالمۂ موسی اور خلت ابراہیم علیہم السلام عطا کیا جاتا تو مین اسکے سوا اور کچھ مانگتا اسواسطے کہ عطیات الٰہی بے شمار ہین اور یہ انبیا کے احوال ہین اور اولیا کو عطا نہین ہوتے مگر یہ ایک اشارہ کہنے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تاک جھانک اور طلبگاری اور عدم قناعت کی طرف ہی اُس مرتبہ کے ساتھ جسمین وہ حق تعالی کے امر سے ہی اس واسطے کہ سرور پیغمبران صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے بے قناعتی پر آگاہ کر دیا اور طلب اور خواہش نزول برکت مزید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھٹکھٹایا ہی جس کسی دن کہ مین اُسمین ترقی علم نہ کرون تو میرے لیے اس دن کی صبح مین برکت نہین دی گئی اور اب اس دعا مین صلے اللہ علیہ وسلم اللہم اقصر عنہ رأیی وضعف فیہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا ارغب الیک واسألک ایاہ۔ تو جان لینا چاہیے کہ مواہب

اُنکی بیشمار ہین اور احوال مواہب ہین اور وہ ملے ہوے اُن کلمات الٰہی سے ہین جو سمندر کو اپنے تمام ہونے سے پہلے تمام کردے اور ریگ بیابانکے اعداد اُسکے اعداد سے پہلے تمام ہون اور اللہ تعالی نعمت دینے والا اور عطا کرنے والا ہی۔

باب انسٹھوان مقامات کی طرف بطور اختصار و ایجاز کے اشارات مین ہی

انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص آیا اور کہا یا رسول اللہ مین ایک شخص دراز لسان ہون اور اکثر اپنے اہل خانہ پر زبان درازی کرتا ہون تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے کہان ہی اسواسطے کہ مین اللہ سے ایک دن رات مین سوبار استغفار کرتا ہون۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مین روایت ہی کہ مین اللہ سے استغفار اور اُسکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہون۔ اور ابوبردہ سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئنہ میرے قلب پر بادل چھا جاتا ہی سو مین اللہ سے دن بھر مین استغفار کرتا ہون اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی وتوبوا الی اللہ جمیعًا ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون۔ یعنی رجوع کرو تم طرف اللہ تعالی کے سب اے مومنو شاید کہ تم فائدہ کو پہونچو۔ اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی ان اللہ یحب التوابین یعنی البتہ اللہ تعا توبہ کرنے والون کو دوست رکھتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعا کے توبۂ خالص۔ توبہ اصل کل مقام کی اور قوام ہر مقام اور کنجی ہر حال کی ہی اور وہ اول سب مقامات سے ہی

اور وہ زمین کی مثال دیوار کے لیے ہی سو جسکے پاس زمین نہین ہی تو اُسکے پاس دیوار نہین ہی اور جسکے پاس توبہ نہین ہی اُسکو نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی مقام ہی اور مین نے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال اور اُنکے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین چیزین انکو جامع ہین بعد ازان کہ ایمان اور اُسکے عقود و شروط کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہین پھر اُنکو ولادت معنوی حقیقی کے افادہ مین اُن چار طبایع کے مطابق پایا جنکو اللہ تعالی نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کے لیے مقید بنایا اور جو کوئی ان چارون کے حقائق سے متحقق ہوگا وہ آسمانون کے مقام ملکوت مین داخل ہوا اور مکاشفہ قدر اور آیات کا اُسے حاصل ہوا اور اُسکو ایک ذوق اور فہم کلمات الٰہی کا ہوگا جو نازل ہوے ہین اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہوگا سو وہ سب تمام و کمال انھین چارون سے ظاہر اور انھین سے موجود و موکد ہوے ہین سو ایمان کے بعد اُن تینون مین سے ایک توبہ نصوح ہی اور دوم زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر ہین اور باطن مین اُن اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہون بدون اسکے کہ کسی طرح کا فتور اور قصور ہو بعد اسکے ان چارون کی تکمیل کے لیے استعانت دوسری چار چیزون سے کیجائے جنسے اُنکی تمامی اور قوام ہی اور وہ یہ ہین قلت کلام اور قلت طعام اور قلت منام اور لوگون سے علحدہ رہنا اور علماے زاہد اور مشایخ نے اسپر اتفاق کیا ہی کہ ان چارون سے مقامات مستقر اور احوال مستقیم ہوتے ہین اور انھین کے ذریعہ سے بتائید الٰہی اور اُسکے حسن توفیق سے ابدال

ابدال ہوگئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہین کہ تمام مقامات انھین کی
صحت کے اندر مندرج ہین اور جو اُنسے کامیاب ہوا وہ سب مقامات مین
کامیاب ہوا اُنمین سے اول بعد ایمان کے توبہ ہی اور وہ اپنی صحت کی ابتدا
مین احوال کی محتاج ہی اور جب وہ صحیح ہو گئی تو مقامات اور احوال پر مشتمل
ہوگی اور اُسکے آغاز مین زاجر کا ہونا ضرور ہی اور وجدان زاجر کا ایک حال ہی
اسواسطے کہ وہ ایک بخشش اللہ تعالی کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہی
کہ احوال مواہب اور عطیات ہین اور حال زجر توبہ کی کنجی اور اُسکا مبدا ہی۔
ایک شخص نے بشر حافی سے کہا کیا ہی کہ مین تجھے اندوہگین دیکھتا ہون کیا سبب
یہ ہی کہ مین گمراہ مطلوب ہون رستہ مین نے مفقود اور گم کر دیا اور مین اسکا
مطلوب ہون اور جو یہ ظاہر ہوتا کہ مقصد کی طرف رستہ کہان ہی تو مین طلب
کرتا مگر غفلت کی غنودگی نے آن لیا دمجھے اُس سے رہائی نہین مگر یہ کہ مین زجر
کیا جاؤن اور مجپر زجر کا اثر پڑے ۔ اور اصمعی نے کہا مین نے ایک اعرابی کو
بصرہ مین دیکھا کہ وہ آنکھون کی بیماری کا شاکی تھا اور پانی اُسمین سے بہتا تھا
سو مین نے اُس سے کہا کیون اپنی آنکھین پونچھتا تو کہا کہ نہین اسواسطے کہ
طبیب نے مجھے زجر کیا ہی اور خیر اُس شخص مین نہین ہی جو متزجر نہو پس باطن
مین زاجر حال ہی کہ اللہ تعالی عطا کرتا ہی اور تائب کو اُسکی موجودگی سے چارہ
نہین ہی پھر از جار کے بعد بندہ انتباہ کا حال پاتا ہی۔ بعضے علما نے کہا ہی
کہ جسنے حوادث کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کر لیا تو وہ آگاہ ہوا۔ ابو یزید علامہ رح نے
کہا ہی کہ علامت انتباہ کی پانچ ہین جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی

کرے اور جب وہ اپنے گناہون کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے
تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہوا اور جب مولی یاد آوے
تو افتخار کرے - اور بعض علما نے کہا ہی کہ انتباہ اور بیداری دلالتہاے خیر کا آغاز ہی
جب کہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چوکا ہٹ اُسکو بیداری تک پہونچاتی ہی
اور جب وہ بیدا ہوا تو اُسکو بیداری طلب سیدھے طریق پر لازم کرتی ہی پھر وہ طلب
کرتا ہی اور جب کہ اُسنے طلب کی جانا جاتا ہی کہ غیر سبیل حق پر ہی پھر وہ حق کو طلب
کرتا ہی اور در توبہ کی جانب پھرتا ہی بعدازان اُسکے انتباہ سے حال بیداری عطا ہوتا ہی
فارس کا قول ہی کہ سب احوال اونی اور اکمل بیداری اور اعتبار ہی - اور بعضون نے
کہا ہی کہ بیداری خط طریق کا بعد مشاہدہ سبیل نجات کے ظاہر ہوتا ہی - اور بعض نے
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہوگئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا مین ہوگا -
اور بعضون کا قول ہی کہ بیداری مولی کی طرف سے ڈرنے والون کے قلوب کے لیے
ایک قصد ہی جو اُنکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہی پھر جب کہ اُسکی بیداری کامل ہوئی
تو اُسکے ذریعہ سے وہ مقام توبہ کو پہونچتا ہی سو یہ تین احوال ہین کہ مقدم توبہ ہین
بعدازان توبہ اپنی استقامت مین محاسبہ کی محتاج ہی اور توبہ مستقیم بغیر محاسبہ
کے نہین ہوتی - امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اپنے
نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تمسے حساب لیا جائے اور اُنکا وزن کرو قبل
اسکے کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالی کے سامنے بڑے جائزہ کے لیے آراستہ
رہو جس دن کہ تم عرض کیے جاؤگے کوئی پوشیدہ بات تمسے چھپی نہ رہیگی پس
محاسبہ حفظ انفاس اور ضبط حواس اور رعایت اوقات اور ایثار مہمات کے ذریعہ

سے ہوتا ہی اور بندہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی نے اسپر رات دن مین پانچ نمازین
اپنی رحمت سے واجب کی ہین اسوجہ سے کہ حق سبحانہ وتعالی اپنے بندہ کو
جانتا ہی اور بندہ پر غفلت غالب ہی تاکہ ہوی اُسکو اپنا غلام نہ بنائے اور دنیا
اُسکو بردہ اپنا نہ کرے پس پانچون وقت کی نماز ایک زنجیر ہی کہ نفوس کو حق عبودیت
کے ادا کے لیے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہی اور بندہ حسن محاسبہ سے نگہداشت
اپنے نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہی اور شیطان کے رستون
کو حسن محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہی اور نماز مین کبھی داخل نہو مگر جب کہ
حسن توبہ اور استغفار کے ساتھ دل سے گرہ کو نہ کھولے اس واسطے کہ
ہر ایک کلمہ اور ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک نکتہ سیاہی کا قلب مین پیدا
کرتا ہی اور اُسپر ایک گرہ لگتی ہی اور متلاشی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ
ضبط اعضا و جوارح سے رکھتا ہی اور مقام محاسبہ کی تحقیق کرتا ہی سو اُسوقت
اُسکے نماز مین نور ہوگا جو اُسکے وقت اجزا پر دوسری نماز تک چمکتا رہیگا
پھر ہمیشہ اُسکی نماز خوب روشن اُسکے وقت کے نور سے رہتی ہی اور اُسکا وقت
منور معمور اُسکی نماز کے نور سے رہتا ہی اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازون کو ایک
کاغذ مین لکھا کرتا اور ہر ایک دو وقتہ نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا اور
جب کبھی کوئی خطا کلمہ غیبت کی دوسرے امر سے سرزد ہوتی تو ایک خط
کھینچ دیا کرتا اور جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے معنی کا ارتکاب کرتا تو اسمین
ایک نقطہ سفید جگہ مین لگا دیتا تاکہ اپنے گناہ اور اپنے حرکات لا یعنی سے عبرت
حاصل کرے اور اُس محاسبہ کے ذریعہ سے گذرگاہ شیطان اور راستے نفس امارہ کے

بوجہ مقام صدق جو اُسے حسن اعتقاد مین اور بباعث حرص کے جو
اُسے مقام عباد کی تحقیق پر تھے تنگ کرتا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت
کا ہو کہ ضرورت صحت توبہ سے واجب ہوتا ہو - جنیدؒ کا قول ہو کہ جس شخص
کی نگہداشت اچھی ہوئی اُسکی ولایت ہمیشہ کو رہی - اور واسطی سے پوچھا کہ
اعمال سے کونسا عمل افضل ہو کہا سر اور محاسبہ کی نگہداشت ظاہر مین اور مراقبہ
کی باطن مین ہو اور ایک دوسرے سے کمال کو پہونچتا ہو اور ان دونون
سے توبہ مستقیم ہوتی ہو اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہین اور وہ دونون
مقام شریف ہو جاتے ہین کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہین اور توبہ
مستقیم کامل اُنکے ذریعہ سے ہو جاتی ہو پس محاسبہ اور مراقبہ اور رعایت مقام
توبہ کی ضرورت سے ہو حسن فارسی نے کہا کہ مین نے جریری کو سنا ہو کہ کہتا تھا
ہمارا یہ امر دو فضل پر مبنی ہو اور وہ یہ ہو کہ تو اللہ تعالی کے واسطے اپنے نفس کے
مراقبہ کو لازم پکڑے اور علم تیرے ظاہر پر قائم ہو - اور بعض نے کہا ہو کہ مراقبہ
مراعاۃ اور نگہداشت سر کی ملاحظۂ حق کے لیے ہر ایک نظر اور لفظ مین ہو
اللہ تعالی نے فرمایا ہو افمن ہو قائم علی کل شئی بما کسبت یعنی کیا اچھا وہ شخص
کہ جو قائم ہو اوپر نفس کے ساتھ اُس چیز کے کہ اُسنے کمایا اور یہی علم قیام ہو
اور اسی سے علم حال اور معرفت زیادت و نقصان پورا ہوتا ہو اور وہ یہ ہو
کہ بندہ معیار اپنے حال کی جانے جو اُسکے اور اللہ کے درمیان ہو اور یہ سب
کچھ صحت توبہ کے ملازم ہو اور صحت توبہ اُنکی ملازم ہو اسواسطے کہ خواطر
عزائم اور قصدون کے مقدمات ہین اور عزایم اعمال کے مقدمات ہین

اسواسطے کہ خواطر نبوت اور تحقق ارادۂ قلب ہی اور قلب اعضا کا حاکم ہی اور اعضا جنبش نہین کرتے مگر اُسوقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے اور مراقبہ سے خاطر ردی کے مادّے منقطع ہوتے ہین تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل ہوگئی اسواسطے کہ جسنے خواطر کو رد کا تو وہ اعضا و جوارح کے ما یحتاج کو کافی ہی اسواسطے کہ مراقبہ سے مکروہات کے ارادہ کی رگین قلب سے جڑ سمیت اُکھڑ جاتی ہین اور محاسبہ سے تدارک اُسکا ہوتا ہی جو مراقبہ نسے اُچٹ کر گرتا ہی - ابو عثمان سے منقول ہی کہ وہ کہتا تھا جو چیزین انسان کو اس طریق مین لازم ہین اُنمین افضل محاسبہ ہی اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہی اور ہرگاہ توبہ صحیح ہوئی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی - ابراہیم ابن ادہم نے کہا ہی جب کہ بندہ اپنی توبہ مین سچا ہوتا ہی تو وہ منیب ہو جاتا ہی اسواسطے کہ انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہی - اور ابو سعید قرشی نے کہا ہی کہ منیب وہ شخص ہی کہ جو بازگشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک شی سے ہو کہ اُسکو اللہ تعالی سے غافل کرے اور بعض علمانے کہا ہی کہ انابت رجوع اور بازگشت اُس سے اُسی کی طرف ہی نہ کسی دوسری شی سے جو اُسکے غیر ہی پس جس شخص نے اُسکے غیر سے اُسکی طرف رجوع کی تو اُسنے انابت کے طرفین سے ایک طرف کو تباہ اور ضایع کیا اور فی الحقیقت منیب وہ شخص ہی جسکا مرجع اُسکے سوا نہو پس اُسکی طرف اُسکی رجوع سے پھرتا ہی بعد ازان اُسکی رجوع کی رجوع سے رجوع کرتا ہی سو ایک پیکر باقی رہجاتا ہی جسکا کوئی وصف اللہ تعالی کے سامنے قائم نہین عین جمع مین مستغرق ہی اور نفس کی مخالفت اور عیوب

افعال کی دید اور مجاہدہ یہ سب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق سے متحقق ہوتے ہین
ابو سلیمان نے کہا ہو کہ مین نے اپنے نفس سے کوئی نہین اچھا جانا کہ اُس سے
امید ثواب رکھون -اور ابو عبداللہ سنجری نے کہا جسنے کوئی چیز اپنے احوال
سے حال ارادت مین اچھی جانی اُسپر ارادت اُسکی فاسد اور تباہ ہو گئی مگر یہ
کہ وہ رجوع اُسکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت اور
مجاہدہ مین ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو اُن باتون مین جو اُسکے نفع
اور نقصان کی ہون میزان صدق مین نہین تولا تو وہ مردون کے درجہ کو
نہین پہونچا اور افعال کے عیبون کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہو
اُس حال مین کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق مین ہو اور توبہ کی استقامت بغیر صدق
مجاہدہ کے نہین اور نہ مجاہدہ مین بندہ صادق ہو مگر جب کہ اُسکو صبر حاصل
ہو -اور فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہو کہا مین نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھے مجاہدہ وہ ہو جس نے جہاد اپنے نفس
پر کیا اور یہ نہین پورا ہوتا مگر صبر سے اور افضل سب صبرون مین صبر علی اللہ
ہو کہ ہمت اور ارادہ کو اُسپر روکے اور دل سے اُسکے لیے صدق مراقبہ
کرے اور خطرات کے ادون کو بیخ و بُن سے اُکھیڑ ڈالے اور صبر منقسم فرض
اور فضل مین ہو سو فرض مثل اسکے کہ صبر ادائے مفترضات پر اور صبر محرمات
سے ہو اور جو صبر کہ فضل ہو از انجملہ صبر علی الفقر ہو اور صبر جو وقت صدمۂ
دل اور اخفائے مصائب و دردو ترک شکوے کے ہو اور صبر اخفائے فقر
پر اور صبر اخفائے عطا و کرامات اور مشاہدۂ قدر اور آیات پر ہو اور وجدۂ صبر

فرضًا اور فضلاً بہت ہین اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہین جو اُن اقسام
کے صبر کے ساتھ قائم رہتے ہین اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت
اور نفی خواطر کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہین تو اب حقیقت صبر کی توبہ مین
ایسی ہی موجود ہی جیسے توبہ مین مراقبہ حاصل ہو اور صبر اہل یقین کے بزرگترین
مقامات سے ہی اور حقیقت توبہ مین داخل ہی۔ بعضے علمانے کہا ہی کہ کون شی
افضل صبر سے ہی اور ہر آئنہ اُسکا ذکر اللہ تعالی نے اپنے کلام مین کچھ اوپر
نوّے جگہ فرمایا ہی اور کسی شی کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہین کیا اور صحت توبہ
حاوی مقام صبر کو ساتھ اُسکے شرف کے ہی اور صبر مین سے ایک صبر نعمت
پر ہی اور وہ یہ ہی کہ نعمت کو معصیت الٰہی مین صرف نہ کرے اور یہ بھی صحت
توبہ مین داخل ہی۔ اور سہل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلاء
سے سخت تر ہی۔ اور بعضے صحابہ سے مروی ہی کہ ہم سختی اور گزند مین آزمائے گئے
تو ہمنے صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے اور ہمنے صبر نکیا اور صبر کے
اندر وہ نگہداشت راست رائے کی ہی جو رضا و غضب مین ہو اور صبر لوگون کی
تعریف سے اور صبر گمنامی پر اور تواضع اور مذلت زہد مین داخل ہین اگرچہ
توبہ مین داخل نہون۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر ہوتی ہی
اور طمانینت اُسکی اُسکے تزکیہ سے ہی اور تزکیہ اُسکا توبہ سے ہی سو جب نفس توبۂ
نصوح سے پاک ہوا تو اُسکی طبعی بدخوئی زائل ہوگئی اور بے صبری اور انکار و سرکشی
کی طلب نفس کی بدخوئی سے ہی اور توبۂ نصوح نفس کو ملائم کرتی ہی اور اُسکو
طغیت اور کج خلقی سے نرمی کی طرف نکال لاتی ہی اسواسطے کہ محاسبہ اور

مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہی اور اُسکی آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہی بجھ جاتی ہی اور نفس اپنی طمانینت کے ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہونچتا ہی اور قضا و قدر کے مقام جریان مین تسلی اور اطمینان پاتا ہی - ابو عبد اللہ نباجی نے کہا ہی کہ اللہ کے بندے ایسے بہت ہین جو صبر کرنے سے شرماتے ہین اور مقدرات الٓہی کے مواقع کو چھپ لے لیتے ہین - اور عمر بن عبد العزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز مواقع قضا کے نہین ہی - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضا مین عمل کر پھر اگر یہ نہو تو صبر مین بڑی خیریت اور بھلائی ہی - اور حدیث مین وارد ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہی جو اللہ تعالی نے اُسکی قسمت مین رکھا ہی سو فضیلت رضا مین اخبار اور آثار اور حکایات اسقدر ہین کہ شمار مین نہین آتے اور رضا توبہ خالص کا ثمرہ ہی اور کوئی بندہ رضا سے نہین پھرتا الا جو کہ توبۂ نصوح سے پھر جائے تواب توبۂ نصوح مین حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہین اور خوف اور رجا دو مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہین اور وہ دونون توبۂ نصوح کی پشت مین ہین اسواسطے کہ اُسکے خوف نے توبہ پر اُسے برانگیختہ کیا ہی اور اگر اُسکا خوف نہوتا تو وہ توبہ نہ کرتا اور اگر اُسکی رجا نہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس متصل ہی رجا اور خوف قلب مومن مین ایک دوسرے کو لازم ہین اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجا توبہ مین معتدل ہو جاتے ہین جناب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس آئے اور وہ حالت نزع مین تھا آپ نے
فرمایا تو اپنے تئین کیسا پاتا ہی کہا کہ مین اپنے تئین پاتا ہون کہ اپنے گناہون
سے ڈرتا ہون اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہون تو آپ نے
فرمایا کہ اس موقع پر کسی بندہ کے قلب مین یہ دونون خوف و رجا نہین جمع ہوتے
مگر یہ کہ اللہ تعالی نے اُسے عطا کیا جسکی امید اُسنے کی اور اُسکو پناہ اُس سے
دی اُن چیزون سے کہ جنسے وہ ڈرتا ہی اور اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین آیا ہے
ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة کہ وہ بندہ ہی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازان
کہے کہ مین ہلاک ہوگیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہین کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر
توبہ کی اور مغفرت اور بخشش کی رجا و امید کی اور تائب تائب نہین ہوتا مگر
اُسوقت کہ وہ ڈرتا اور امید کرتا ہو اسکے بعد تائب نے جب کہ اعضا و جوارح کو
مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتون سے طاعت الٰہی پر مدد مانگی تو حقیقت مین
اُسنے نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا اسواسطے کہ ہر ایک عضو اعضا سے ایک نعمت ہی اور
شکر اُسکا معصیت سے اُسکا روکنا اور طاعت مین اُسکا استعمال کرنا ہی اور
نعمت کا شکر گذار کون ہی جو تائب مستقیم سے بڑھکر ہو سو جب کہ مقام توبہ
مین یہ سب مقامات جمع ہوگئے تو مقام توبہ مین حال زجر اور حال انتباہ
اور حال تیقظ اور مخالفت نفس اور تقوی اور مجاہدہ اور عیوب افعال کی دید
و انابت و صبر و رضا و محاسبہ و مراقبہ اور رعایت و شکر و خوف و رجا سب
فراہم آگئے اور جب کہ توبۂ نصوح صحیح ہوگئی اور نفس پاکیزہ ہوگیا تو آئینۂ
دل روشن ہوا اور دنیا کی بُرائی اُسمین کھل گئی تو زہد حاصل ہوگا اور زاہد مین

توکل متحقق ہوگا اسواسطے کہ موجود مین بےرغبتی اُسی وقت ہوتی ہی جب
کہ اُسے اعتماد اشیاے موعودہ پر ہو اور اللہ تعالی کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے
اور یہ عین توکل ہی اور جسقدر کہ بندہ مین بقیہ کل مقامات کے تحقق بعد توبہ
رہگیا تو دنیا کے زہد سے اُسکا تدارک ہوجاتا ہی اور وہ چار چیزون مین کی
تیسری چیز ہی۔ عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہی کہا آئے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کی سو دیکھا
اُسے کہ گھر مین ایک پردہ لٹکایا تھا اور کنگن ہاتھون مین تھے جب آپ نے
یہ دیکھا تو اُلٹے پھر آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور زمین کریدنے
لگے اور فرماتے تھے مجھے دنیا سے کیا کام ہی مجھے دنیا سے کیا کام ہی سو فاطمہ رض
نے دیکھا کہ آپ اُٹھے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور کنگن لیکر
بلال کے ہاتھون بھیجا اور اُس سے کہا لیجا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
اور آپ سے عرض کر کہ مین نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ چاہین وہان رکھین
سو بلال حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ
نے کہا ہی مین نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہین اُسے رکھین اُسپر حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی وامی قد فعلت بابی وامی قد فعلت اذہب
فبعہ یعنی تجھے مان باپ کی قسم ہی کہ بیشک اُسنے خیرات کی ہی جا اور اسکو بیچ ڈال

اور بعضون نے کہا ہی اس آیت کی تفسیر مین انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا
لنبلوہم ایہم احسن عملا یعنی البتہ ہمنے کیا جو کچھ کہ اوپر زمین کے ہی وہ زمین کے
واسطے زینت ہی البتہ ہم اُنکو آزماتے ہین کہ کون اُنمین کا اچھے عمل کا ہی

مراد اس سے دنیا مین زہد یعنی بے رغبتی ہی۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگون نے سوال کیا کہ زہد کیا چیز ہی آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہی کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دنیا کو جسنے کھایا وہ مومن تھا یا کافر تھا۔ اور شبلیؒ سے زہد کا سوال کیا تو کہا افسوس پریشہ کی کیا مقدار ہی جسمین کوئی زہد کرے۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا کب تک گھوڑے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کریگا اور کب تک روگردانی کا ارادہ اُن چیزون سے کریگا جنکا وزن اللہ تعالیٰ کے نزدیک پریشہ کے برابر نہین ہی پس جب کہ بندہ کا زہد صحیح ہوا توکل بھی اسکا صحیح ہو گیا اسواسطے کہ اُسکے صدق توکل نے اُسے قادر کردیا ہی اسپر کہ موجود اشیا مین وہ رغبت کم کرے پس جو شخص کہ توبہ مین مستقیم ہو اور دنیا مین اُسنے بے رغبتی کی اور ان دونون مقامات کو ثابت اور محقق کیا تو اُسنے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور اُنمین متمکن اور اُنکے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ کے مراقبہ کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ارتباط یہ ہی کہ بندہ توبہ کرے پھر توبہ مین مستقیم ہو جائے یہان تک کہ اُسکے ذمہ بائین طرف کا فرشتہ کچھ نہ لکھے بعد ازان جب کہ معصیت سے جوارح کو پاک کر چکے تو اُس سے ترقی یہ کرے کہ جوارح کو لایعنی باتون سے پاک کرے اور اُسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور نہ کوئی فضول کرے ازان بعد رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر سے باطن کی طرف جاوے اور مراقبۂ باطن پر غالب آجاوے اور وہ یہ ہی کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اُسکے بعد خطرات فضول کے دور کرنے کے علم قیام کے ساتھ متحقق ہوتا ہی پھر جب کہ رعایت خطرات پر متمکن ہوا تو ارکان جوارح

کی مخالفت سے محفوظ رہا اور توبہ اُسکی مستقیم ہوئی - خداے تعالی نے اپنے
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہی کہ فاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ
تو حکم کیا گیا ہی اور جسنے ساتھ تیرے توبہ کی اللہ تعالی نے نبی علیہ السلام کو توبہ
مین استقامت کا حکم دیا اُنکے لیے اور اُنکے پیروون اور اُنکی امت کے لیے
حکم دیا - اور بعضون نے کہا ہی کہ مرید مرید نہین ہوتا تا آنکہ بائین طرف کا فرشتہ
بیس سال اُسکے ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اُس سے وجود عصمت لازم نہین آتی
مگر سچا توبہ کرنے والا شاذ و نادر جب کسی گناہ مین مبتلا ہو جائے تو اُسکے باطن
سے گناہ کا نشان تھوڑی دیر مین مٹ جاتا ہی اسواسطے کہ اُسپر ندامت اُنکے
باطن مین موجود ہی اور ندامت توبہ ہی تو بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز اُسکے
ذمہ نہین لکھتا اور جب کہ توبہ نصوح لی اور پھر دنیا کی طرف اُسنے بے رغبتی
کی یہان تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہین کرتا اور نہ رات کے وقت
صبح کی فکر کرتا ہی اور نہ اُسکی راے ہی کہ کیسہ ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ
کا تعلق اُسے دوسرے دن کے لیے ہی تو ہر آئنہ اُسنے اس زہد اور فقر کا اجماع
کر دیا اور زہد فقر سے افضل ہی اور وہ فقر ہی اور بیشی ہی اسواسطے کہ فقیر مجبوراً
کوئی شی نہین رکھتا اور زاہد مختارانہ تارک ہر شی کا ہی اور زہد اُسکا توکل
کو اُسکے ثابت کرتا ہی اور توکل اُسکا اُسکی رضا ثابت کرتا ہی اور رضا اُسکے
صبر کو اور صبر اُسکا حبس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہی اور اللہ کے
لیے حبس نفس اُسکے خوف کو اور خوف اُسکا اُسکی رجا کو متحقق کرتا ہی اور زہد
و توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہین اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت

اور اُسکے عقود و شروط کے ساتھ یکجا ہوئی تو یہ تینون حاجتمند چوتھی چیز کے ہون جسکے ساتھ ان سب کی تکمیل ہی اور وہ دوام عمل ہی اسواسطے کہ احوال عالیہ سے بعض ان تین سے منکشف ہوتے ہین اور بعض احوال کا میسر آنا چوتھی کے وجود پر جو دوام عمل ہی منحصر ہی اور بہت سے زاہد جو زہد کے ساتھ متحقق اور توبہ مین مستقیم ہین اکثر احوال عالیہ سے بھٹک گئے ہین اس سبب سے کہ وہ اس چوتھی سے بھٹک گئے اور دنیا مین زہد سے کوئی مقصود اسکے سوا نہین ہی کہ نہایت فراغ حاصل ہو جس سے مدد دوام عمل اللہ کی طلب کیجاتی ہی اور عمل اللہ یہ ہی کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا مراقبہ کرتا رہے کہ اس سے کوئی شی بجز واجب شرعی علیحدہ نہ کرے یا کوئی ضرورت ایسی ہو طبعی جس سے چارہ نہین پھر جب کہ عمل قلبی قلب پر استیلا پاوے اُس شغل کے ساتھ کہ اُسکی طرف حکم شرعی پہونچایا ہی تو باطن اُسکا عمل سے پراگندہ نہوگا پھر جب کہ زہد و تقوی کے ساتھ متمسک دوام عمل سے ہوگا تو ہر آئنہ فضل اور وہ چیز جو عبودیت مین مقرون بعبد کرے مکمل ہوگئی ابوبکر وراق نے کہا ہی کہ جو شخص عبودیت کے سانچے سے نکل جائے اُسکے ساتھ معاملہ وہ کیا جائے جو غلام گریز پا سے۔ اور سہل بن عبداللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ وہ کونسی منزلت ہی کہ بندہ اُسکے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام مین کھڑا ہو کہا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ توبہ اور زہد اور دوام عمل اللہ کے ساتھ متحقق ہو تو اُسکا وقت موجود وقت آیندہ سے مستغنی کر دیتا ہی اور وہ اُس مقام کو پہونچتا ہی جسمین تدبیر اور اختیار کا ترک ہی بعد ازان اس درجہ

کو پہونچتا ہی کہ وہ اختیار کا مالک ہو اور اختیار اُسکا اختیار اللہ تعالی سے ہو جاتا ہی
کہ ہوی اُسکی زائل ہو گئی اور مادہ جہل اُسکے باطن سے دور اور علم اُسکو بوفور ہو گیا
یحیی بن معاذ رازی نے کہا ہی جب تک کہ بندہ تعرف اور عرفان مین متکلف
ہوتا ہی اُسے کہا جاتا ہی کہ با اختیار رہو یہان تک کہ وہ عارف ہو جائے اور جب
اُسے معرفت کا حصول اور وہ خود عارف ہو گیا تو اُسے کہا جاتا ہی کہ چاہے تو صاحب
اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسواسطے کہ تو اگر صاحب اختیار ہوگا تو ہمارے
اختیار سے مختار ہوا اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تونے ترک اختیار
کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار مین ہمارے ساتھ ہی اور بندہ اس
مقام عالی اور اس نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہی اور وہ یہ ہی کہ
ترک تدبیر اور اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہو جائے متحقق نہین
ہوتا مگر اُس حالت مین کہ ان چارون کو جنکا ہمنے بیان کیا ہی خوب مضبوط اور
مستحکم نہ کرلے اسواسطے کہ ترک تدبیر فنا ہی اور تدبیر و اختیار کا مالک ہونا اللہ تعالی
کی طرف سے اپنے بندہ کے لیے ہی اور اُسکو اختیار کی طرف پھیرنا تصرف بالحق ہی
اور وہی مقام بقا ہی اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہی جو بندہ کے ساتھ تھا اور اس
وجود کی طرف چلے آنا جو حق کے ساتھ ہو جاتا ہی اور یہ وہ بندہ ہی جسمین ایک ذرہ
بھی کجروی ست باقی نہ رہا اور عبودیت مین اُسکا ظاہر اور باطن مستقیم ہو گیا اور علم
وعمل نے اُسکے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور بارگاہ قرب الٰہی مین اللہ عز وجل کے
سامنے بالذات متوطن ہو گیا اور حالت اُسکی یہ کہ عجز و افتقار مین پنجہ مارنے ہوئے ہی
اور اس قول رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہی لاتکلنی الی النفسی

طرفۃ عین فاہلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلائی کلاءۃ الولید ولا تخل عنی یعنی مت سونپ تو مجھے طرف نفس میرے کے ایک پلک مارنے تک تو مین ہلاک ہوجاؤن اور نہ طرف کسی کے خلق اپنے سے پس مین ضایع ہون نگاہ رکھ مجھے جس طرح بچے کو نگاہ رکھتے ہین اور نہ مجھے اکیلا مت چھوڑ۔

ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو ترتیب وار مقامات مین ہی

حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین

رویم نے کہا ہی کہ توبہ کے معنی یہ ہین کہ توبہ سے توبہ کرے بعضون نے کہا ہی کہ معنی اسکے قول رابعہ ہی استغفر اللہ العظیم من قلۃ صدقی فی قولی استغفر اللہ یعنی مین بخشش مانگتا ہون اللہ بزرگ سے کمی صدق اپنے سے قول اپنے مین بخشش مانگتا ہون حسن مغازلی سے سوال توبہ سے کیا گیا تو کہا کہ تم مجھسے سوال توبۂ انابت کی بابت کرتے ہو یا توبۂ استجابت سے اسپر سائل نے کہا کہ توبۂ انابت کیا چیز ہی تو کہا یہ ہی کہ اللہ عزوجل سے تو ڈرے اسوجہ سے کہ تیرے اوپر اسکو بہت بڑی قدرت ہی کہا پھر توبۂ استجابت کیا ہی کہا وہ ہی کہ تو اللہ تعالی سے شرمائے اسوجہ سے کہ اسکو تجھسے قرب ہی اور یہ توبۂ استجابت جسکا ذکر اسنے کیا جب کہ بندہ اسکے ساتھ متحقق ہو تو وہ بسا اوقات اپنی نماز مین ہر ایک خطرہ سے جو اللہ تعالی کے سوا نازل ہوتا ہی اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی اور یہ توبہ استجابت اہل قرب کی باطنون کے لیے لازم ہی جیسا کہ کہا گیا ہی

مصرع وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب +

ترجمہ

ہستی تیری گناہ ہی ایسا کہ اُسکے ساتھ	ہوتا نہیں قیاس کسی بے گناہ کا

ذوالنون نے کہا ہی کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہی اور خواص کی غفلت سے اور انبیا کی توبہ اُس سے کہ وہ اپنے تئین اوروں کے مراتب پر پہونچنے کے عجز سے جسکو وہ پہونچتے ہین۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے حق مین آپ کیا کہتے ہین جسنے ایک چیز سے توبہ کی اور اُسکو چھوڑ دیا بعد ازان وہ شی اُسکے دل مین مخطور ہوئی تا وہ اسکو دیکھتا ہی یا اسکو سنتا ہی اور حلاوت اُسکی پاتا ہی فرمایا کہ حلاوت طبیعت بشری ہی اور طبیعت سے چارہ نہین ہی اور اُسکے لیئے کوئی حیلہ اسکے سوا نہین ہی کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کی طرف گلہ کے ساتھ رفع کرے اور اُسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے نفس پر انکار لازم کرے اور اُس سے علیحدہ نہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ اُسکو بھلا دے دوسری چیز اُسکے ذکر اور طاعت سے جو ہی کہا اور اگر ایک لمحہ انکار سے غافل ہوا تو مجھے ڈر ہی کہ وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اُسکے قلب مین ہو لیکن حلاوت پانے پر وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو یہ اُس شخص کو ضرر نہ پہونچائیگا۔ اور یہ جو سہل نے کہا ہر ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہی کافی اور وافی ہی۔ اور جو عارف کہ قوی حال ہی وہ اپنے باطن سے حلاوت کے دور کرنے پر متمکن ہی اور یہ اُسپر آسان ہی اور اُسکی سہولت کے اسباب عارف کے لیے انواع و اقسام کے ہین اور حال یہ ہی کہ جسکے قلب مین خاص اللہ کی محبت کی حلاوت بیٹھ گئی جو صفائی مشاہدہ اور یقین

خالص سے ہی تو پھر کون سی حلاوت ہی جو اُسکے قلب مین باقی رہیگی اور
ہوے کا مزہ اسی پر ہی کہ حب الٰہی کا مزہ نہین ہو اور توبہ کی بابت سوال
ہوا تو کہا کہ توبہ بازگشت ہر ایک شی سے ہی جسکو علم برا کہا اس شی کی
طرف جسکے علم نے تعریف کی اور یہ ایک وصف ہی جو ظاہر اور باطن کو شامل ہی
اُس شخص کے لیے جو علم صریح سے کشف دیا گیا اسواسطے کہ علم کے ساتھ جہل
کو بقا نہین جسطرح کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہین ہی اور یہ تعریف جمیع اقسام
توبہ کو وصف خاص و عام کے ساتھ حاوی ہی اور یہ علم علم ظاہر و باطن کا ہی
اس واسطے کہ ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص و عام سے
پاک اور منزہ ہو جاتا ہی۔ اور ابو الحسن نوری نے کہا ہی کہ توبہ یہ ہی کہ ہر ایک شی
ماسوے اللہ سے توبہ اور بازگشت کرے۔

قول اُنکا ورع مین

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصل تمھارے دین کی ورع اور
پرہیزگاری ہی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے نہر پر وضو کیا اور جب کہ آپ وضو سے فارغ ہوئے تو بقیہ پانی نہر مین
ڈال دیا اور فرمایا اللہ عزوجل یہ اُس قوم کو پہونچا دے جو اُنکو نفع دے۔ عمر ابن
الخطاب نے کہا ہی کہ جسنے تقوی اختیار کیا اور ورع و پرہیز کی ترازو مین وزن
کیا جائے اُسکے سزاوار نہین ہی کہ صاحب دنیا کے لیئے مذلت اُٹھائے۔ معروف
کرخی نے کہا ہی کہ تو اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھ جسطرح کہ مذمت سے بچائے رکھتا ہی

حرث بن اسد محاسبی سے منقول ہی کہ ہر آئینہ اُسکے درمیان کی اُنگلی کے کنارہ پر
ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے جسمین شبہہ ہو تو
رگ اُسکی پھڑکتی ہی شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہی تو کہا کہ ورع یہ ہی کہ تو اُس سے
پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لحہ کے لیے اللہ کی طرف متفرق اور جدا ہو۔ ابو سلیمان
دارانی نے کہا ہی کہ ورع اول زہد ہی جیسا کہ قناعت ایک سرا رضا کا ہی۔ اور یحیی
بن معاذ نے کہا ہی کہ ورع یہ ہی کہ بلا تاویل علم کے حد پر متوقف اور ٹھٹکا ہوا رہے۔
خواص سے پوچھا ورع کیا ہی کہا یہ ہی کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو
یا غصہ مین ہو اور اُسکا اہتمام اسکے ساتھ ہو جس سے اللہ تعالی راضی ہو اور ابن الجلا
کہتے تھے کہ مین اُس شخص کو جانتا ہون جو تیس برس مکہ مین رہا اور زمزم کے پانی
سے نہین پیا مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رسّی سے بھرا اور نہ اُس کھانے سے کھایا
جو مصر سے لایا گیا۔ اور خواص کا قول ہی کہ ورع خوف کی دلیل ہی اور خوف معرفت
کی دلیل ہی اور معرفت دلیل قربت ہی۔

قول اُنکا زہد مین

جنید نے کہا زہد یہ ہی کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو۔ اور شبلی
سے زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہی کہا زہد حقیقت مین کوئی شی نہین ہی اسواسطے
کہ یا تو زہد اُس چیز مین کریگا جو اُسکے پاس نہین ہی سو یہ زہد خود نہین ہی یا اُس
زہد کرے جو اُسکے پاس ہی سو وہ کسطرح اُسمین زہد کرے حالانکہ وہ شی اُسکے ساتھ ہی
اور اُسکے پاس ہی پس زہد نہین ہی مگر منع نفس اور بذل و مواسات کہ اُن اقسام کی طرف

اشارہ کرتا ہی جسپر اقلام نے سبقت کی ہی اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو اجتہاد و کسب کے
قاعدہ کو ڈھا دیتا ہی لیکن اس سے مقصود شبلی کا یہ ہی کہ زہد کا استحقار اُن لوگون
کی آنکھون مین کرے جو زہد کو بڑی معتد بہ چیز جانتے ہین تا کہ اُسپر مغرور اور مفتون
نہو جائین - جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم ایک شخص کو
دیکھو جسکو دنیا مین زہد اور گویائی عطا فرمائی ہی تو اُس سے قربت کرو اسواسطے کہ
وہ حکمت کو پہونچا ہی اور حقیقت مین زاہدون کو اللہ عزوجل نے قصۂ قارون
مین علما فرمایا ہی اور کہا اللہ تعالی نے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر
یعنی اور کہا علم والون نے افسوس ہی تمپر کہ ثواب اللہ تعالی کا بہتر ہی - اسمین
بعضون نے کہا ہی کہ وہ لوگ زاہد ہین - اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ عقل
کے لیے ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم کے لیے اُسمین سے ہزار اسم ہین اور ہر ایک
اسم کا اُسمین سے اول ترک دنیا ہی - اور اس آیت کی تفسیر مین ہی وجعلنا منہم ائمۃ
یہدون بامرنا لما صبروا یعنی اور گردانا ہمنے اُنکو امام ہدایت کرتے ہین ساتھ حکم
ہمارے کے جب اُنھون نے صبر کیا - کہا ہی کہ دنیا سے - اور حدیث مین آیا ہی
کہ علما پیغمبرون کے امانت دار ہین جب کہ وہ دنیا مین در نہ آئین پھر اگر دنیا
مین داخل ہوے تو اُنسے اپنے دین پر حذر کرو - اور حدیث مین ہی کہ ہمیشہ
لا الہ الا اللہ بندون سے خشم الٰہی کو دور کرتا ہی جب تک کہ وہ پروا اس چیز کی
نہین کرتے جو دنیا سے اُنکو نقصان ہوا ہی اور جسوقت وہ ایسا کرین اور لا الہ
الا اللہ کہین تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ تم جھوٹے ہو اُسکے ساتھ تم سچے نہین ہو -
اور سہل نے کہا ہی کہ اعمال حسنہ کل زہاد کے پلہ اور موازین مین اور زہد کا ثواب

اُنکے لیے فاصلات مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جو شخص زاہد دنیا کے اسم سے موسوم ہوا تو وہ ہر آئینہ ہزار اسم محمود سے موسوم ہوا اور جو راغب دنیا کے نام سے موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا۔ اور سری نے کہا ہی کہ زہد حظوظ نفسانی کا ترک دنیا و مافیہا سب چیزون سے ہی اور اسمین سب شامل ہین جو حظوظ مالی اور جاہی ہین اور حب منزلت جو لوگون کے نزدیک ہو اور تعریف اور ثنا کا چاہنا ہی اسمین داخل ہو اور شبلی سے پوچھا کہ زہد کیا ہی کہا کہ زہد غفلت ہی اسواسطے کہ دنیا کوئی شی نہین ہی اور لاشی مین زہد ایک غفلت ہی۔ اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جب صوفیہ نے دنیا کی حقارت دیکھی تو زہد دنیا کے اندر زہد اُن لوگون نے کیا اسواسطے کہ اُنکے نزدیک دنیا ایک ذلیل چیز ہی سا ور میرے نزدیک دنیا مین زہد اُسکے سوا اور چیز ہی اور وہ زہد در زہد اسکے سوا نہین ہی کہ آدمی اختیار سے زہد مین نکل جاوے اسواسطے کہ زاہد نے زہد کو اختیار کیا اور اُسکا ارادہ کیا اور اُسکا منسوب کہ مستند اُنکے علم کی طرف ہی اور علم اُسکا قاصر ہی پس جب کہ وہ بزرگ ارادت کے مقام مین قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو اللہ تعالی اُسکو مکاشفہ اپنے مراد کا عطا فرماتا ہی پھر وہ دنیا کو مراد حق کے ساتھ ترک کر دیتا ہی نہ اپنے نفس کے مراد سے سو اسوقت اللہ تعالی کے ساتھ اُسکا زہد ہوگا یا وہ جانتا ہی کہ اللہ کی مراد اُس سے یہ ہی کہ کسی شی کے ساتھ دنیا سے متلبس اور آلودہ ہو سو جس شی مین اللہ تعالی کے ساتھ وہ در آئے اُس سے زہد اُسکا شکست نہین ہوتا سو اُسکا دخول کسی چیز مین دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اُسکے حکم سے زہد در زہد ہی اور زاہد جو ہی اُسکے نزدیک وجود و عدم دنیا برابر ہی اگر ترک اُسے کیا تو اُسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا

اور جو اُسنے اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد در زہد ہی اور ہمنے بعضے عارفون کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام مین قائم ہین۔ اور زہد مین اس مقام سے بلند ایک اور مقام ہی اور وہ ایسے شخص کے لیے ہی کہ حق تعالیٰ اختیار اُسکا اُسے واپس دیتا ہی اسوجہ سے کہ مقام بقا مین علم اُسکا وسیع ہی اور نفس مین اُسکے طہارت ہی سو وہ زہد ثالث کرتا ہی اور دنیا کو چھوڑتا ہی بعد ازان کہ دنیا کی خوبی اپنے قبضہ مین لاتا ہی اور اعادہ موہوب اسپر ہوتا ہی اور اس مقام مین دنیا کا ترک اُسکے اختیار سے ہی اور اختیار اُسکا اختیار حق سے ہی پھر ہر آئنہ وہ کبھی ایک وقت ترک اختیار کرتا ہی اس نظر سے کہ انبیا اور صالحین کی تقلید اور پیروی کرے اور اُسکی پیدا لے ہوتی ہی کہ اختیار دنیا مقام زہد در زہد مین نرمی اور مواسات ہی جو اُسکے مبذول حال اسواسطے ہوئی ہی کہ وہ ضعفت کے موقع پر اقویا کے قدم سے جو انبیا اور صدیقین ہین اور وہ ترک مواسات وافق حق سے حق کے ساتھ واسطے حق کے کرتا ہی اور کبھی اُسکو اپنے اختیار سے شامل اور متناول ہو جاتا ہی اس غرض سے کہ نفس کے ساتھ ملایمت ایک تدبیر سے کرے جیسے علم صریح اُسکی سیاست کرے۔ اور یہ مقام تصرف کا اُن قوی عارفون کے لیے ہی جنھون نے اللہ کے ساتھ تیسرا زہد کیا ہی جیسا کہ دوسرا زہد اللہ کے ساتھ کیا جیسا کہ اول اُنھون نے اللہ کے ساتھ زہد کیا۔

قول اُنکا صبر مین

سہل نے کہا ہی کہ صبر انتظار کشود منجانب اللہ ہی اور وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ صبر کے یہ معنی ہین کہ صبر مین تو صبر کرے یعنی کشود کا

انھین مطالعہ اور انتظار تو نہ کرے - اللہ تعالی نے فرمایا ہی والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المتقون - یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان مین اور وقت لڑائی کے یہ وہ لوگ ہین کہ سچے مین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین - اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک شی کا ایک جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل ہی اور عقل کا جوہر صبر ہی اور صبر نفس کی گوشمال ہی اور گوشمال سے وہ ملائم ہوتا ہی اور صبر صابر کے اندر بجاے انفاس کے جاری ہی اسواسطے کہ وہ صبر کا محتاج ہی ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور مذموم ظاہر مین ہو یا باطن مین ہو اور علم رہنمائی کرتا ہی اور صبر بقبول پیش آتا ہی اور علم کی دلالت بلاقبول صبر فائدہ نہین دیتی اور جس شخص کا محافظ ظاہر اور باطن مین علم ہو تو یہ درجۂ کمال کو نہین پہونچتا مگر اُسوقت کہ صبر اُسکا قرارگاہ اور مسکن ہو اور علم اور صبر دونون ایک دوسرے کو لازم ہین جیسے روح اور بدن کہ اُنمین سے ایک کو دوسرے بغیر استقلال نہین ہی اور اُن دونون کا مصدر سرشت عقلی ہی اور وہ دونون باہم قریب ہمدیگر ہین کہ دونون کا مصدر متحد ہی اور صبر کے ساتھ نفس سے مشقت لیتا ہی اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہی اور وہ دونون برزخ اور فارق روح اور نفس کے درمیان ہین تاکہ ہر واحد اُنمین سے اپنی اپنی قرارگاہ مین قرار پاوے اور اُسمین عدل صریح اور اعتدال صحیح ہی اور ایک دوسرے کے علحدہ ہونے یعنی علم اور صبر سے سہل اور ظلم ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور نفس کا ہی اور اسکا بیان دقیق اور باریک ہی اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالی کا تجھے کافی ہی انما الصابرون اجرہم بغیر حساب - یعنی البتہ اللہ تعالے دیگا

صبر کرنے والون کو اجر انکا بغیر حساب کہ جو حساب مین نہ آسکے ہر ایک مزدور کی
مزدوری حساب سے ہی اور صبر کرنے والون کا اجر بغیر حساب کے ہی سا اور اللہ تعالے
نے اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی اور صبر کر اور
نہین ہی صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ - صبر کو اپنے نفس کے ساتھ منسوب کیا اس
واسطے کہ منزلت اسکی شریف ہی اور نعمت کی تکمیل اُسکے ساتھ ہی - کہتے ہین
کہ ایک شخص شبلی کے پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہی جو صابرین پر
سخت تر ہی آپ نے کہا صبر فی اللہ اُسنے کہا کہ نہین کہا صبر للہ تو کہا نہین پھر آپ
نے کہا کہ صبر مع اللہ اُسنے کہا کہ نہین تو شبلی غصہ ہوا اور کہا تعجب ہی وہ کون شی
ہی اُس شخص نے کہا کہ صبر عن اللہ ہی راوی کہتا ہی کہ شبلی نے ایک چیخ ماری اور
قریب تھا کہ روح اسکی تلف ہو جاتی - اور میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی
مین وجہ ہی اور اُسکے لیے کہ وہ صابرین پر سخت تر صبر ہی ایک وجہ ہی اور وہ یہ ہی
کہ صبر عن اللہ خاص الخاص مقامات مشاہدہ مین ہوتا ہی کہ وہان بندہ اپنے مولے
سے بوجہ حیا اور جلالت کے بازگشت کرتا ہی اور اسکی بصیرت خجالت اور گدازش مین
بند اور پوشیدہ ہو جاتی ہی اور فروتنی وزاری وخفا کے بیان مین غائب
ہو جاتی ہی اسواسطے کہ تجلی کا امر عظیم اُسے محسوس و مدرک ہوتا ہی اور سخت ترین
صبر ہی اسواسطے کہ وہ اس حال کا دوام و استمرار حق جلال کے ادا کرنے کے لیے چاہتا اور
دوست رکھتا ہی اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہی کہ اپنی بصیرت کو نور جمال کی
روشنی ولمعان سے سرمگین کرے اور جس طرح کہ نفس عوم حال صبر کے لیے
نزاع کرتا ہی تو روح اس صبر مین نزاع کرتی ہی اسیلیے صبر عن اللہ تعالے

سخت تر ہو گیا۔ اور ابو الحسن بن سالم نے کہا ہے کہ صاحب صبر تین ہین متصبر اور صابر اور صبار سو متصبر وہ ہے جسنے فی اللہ صبر کیا اور ایک بار صبر کرتا ہے اور ایک بار ناشکیبائی کرتا ہے اور صابر وہ ہے جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اُس سے متوقع شکوہ کی اُس سے ہوتی ہے اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہے اور صبار وہ ہے جو فی اللہ اور للہ صبر کرے اور یہ وہ ہے کہ اگر تمام بلایا اُسپر ڈالی جائین تو ناشکیبائی نکرے اور وجود حقیقت کی جہت سے متغیر نہو اور نہ رسم اور خلقت کی جہت سے متغیر ہو اور اسمین اشارہ اُسکا ظہور حکم علم کا اُسمین ہے باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظہور رہے اور شبلی علیہ الرحمہ ان دو بیتون کے ساتھ تمثل کرتا تھا شعر۔

ان صوت المحب من الم الشوق	وخوف الفراق یورث ضرا
صابر الصبر فاستغاث به الصبر	فصاح المحب بالصبر صبرا

ترجمہ

آواز دوست ہر چہ زبیم فراق بود	یا اشتیاق می دہد از آن زمان چہ درد
صبرے کہ می بکرد مدد ہم ز صبر خواست	نعرہ کہ زد بصبر دلش سوخت ہیچ عود

جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی نے انبیا کو صبر کا حکم دیا اور بڑا حصہ اُسکا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اسواسطے کہ اُسکا صبر باللہ کردانا واصبر نفسہ اور فرمایا وما صبرک الا باللہ یعنی اور نہین ہے صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ اور سری سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہے سو اُسنے بیان اور کلام اُسمین کرنا شروع کیا کہ اس اثنا مین ایک بچھو اُسکے پانؤن پر چلا اور اپنا ڈنک اُسکے مارتا تھا تو اُس سے کہا گیا کہ اُسے کسواسطے نہین دور کرتا کہا مین اللہ تعالی سے

شرماتا ہون کہ ایک حال مین کلام کرون اور پھر اُسکے خلاف کرون جو کچھ کہ کہا ہو ان قرعانی سے روایت ہی کہ وہ کہتا تھا مین نے جنید رحمہ اللہ سے سنا ہی کہ وہ کہتا تھا ہر آئنہ اللہ تعالی نے مؤمنون کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا اکرام صبر سے کیا ہی پس ایمان زینت مؤمن کی ہی اور عقل زینت ایمان کی اور صبر زینت عقل کی ہی اور ابراہیم خواص رحمہ اللہ کی یہ ابیات پڑھین نظم

صبرت علی بعض الاذی خوف کلہ ودافعت عن نفسی لنفسی فعزت
وجرعتہا المکروہ حتی تدربت ولو لم اجرعہا اذا لاشمازت
الا رب ذل ساق للنفس عزۃ ویا رب نفس بالتذلل عزت
ساصبر جہدی ان فی الصبر عزۃ وارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از مترجم فارسی

زہی صبری کہ ہر بعضے زخوف کل کردم زرنجی کان بنفس رنج وزخود پیوستہ میرانم
قدح گز رنج بود آنرا بخوردم تا بیار آمد خرد و اپس اگر اورا زخوردن دور می شانم
بسی عزت زہا کس کان بیارد نفس را خواری بسی خواری نجہ تا اہلان کزان عزت ہمیدانم
کشم گر دست خود و جز آنکہ او بر خود مرا خواند شود خشک ہمان و تم از انکہ آن ہمت شیطانم
شکیبائی کنم من نہ آنکہ اندر صبر عز دانم زاندک کار دنیا شرم چہ در مانم

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا ہی جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی زان بعد اُس سے سلب کی اور معاوضہ اُس نعمت کا جو سلب کرلی صبر دیا مگر یہ کہ جو چیز عوض مین دی بہتر اُس سے ہی کہ جو چیز اُس سے سلب کرلی اور سمنون کی ابیات پڑھین نظم

تجرعت من حالیہ نعمے وابوسا	زماناً اذا اجرے عنہ الیہ احتسنا
فکم غمرۃ قد جرعتنے کؤسھا	فجرعتہا من نجر صبری اکؤسنا
تدرعت صبری ولتحفت صروفہ	وقلت لنفسے الصبر او فاھلکے اسا
خطوبٍ لوان الشم ذراحمن خطبہا	لساخت ولم تدرک لہا الکف ملمسا

ترجمہ از مترجم فارسی

کاسی کہ از دو حال بجز دم زنیک وبد	از روزگار ناخوشش کاسیب کہ دہد
دلہا کند سیاہ و منم می خورم ازان	چون از بحار صبر دما دم ہمی رسد
شد پیرہن ز صبر و محبت شدہ لحاف	راضی شدی بصبر و یا مرگ ای حسد
آسیب ہای دہر بکوہ ار رسد ازان	این دست ہیچ جای نشاید چنان شود

قول اُنکا فقر مین

ابن الجلاء نے کہا کہ فقر یہ ہے کہ تیرے واسطے کچھ نہو پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو تو تیرے واسطے نہو یہان تک کہ تو دوسرے کو دیدے۔ اور کتانی نے کہا ہے کہ جب افتقار اللہ تعالی کی طرف صحیح ہوا تو غنا باللہ بھی صحیح ہوا اسواسطے کہ یہ دونون حال ہین کہ ایک دوسرے بغیر پورا نہین ہوتا۔ اور نوری نے کہا ہے فقرا کی صنعت یہ ہے کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بذل وایثار ہو اور دوسرے نے کہا ہے کہ اضطراب موجود کے وقت ہو اور دراج نے کہا ہے کہ مین نے اپنے استاد کی تھیلی ٹٹولی کہ سرمہ دانی چاہتا تھا اور اسمین ایک چاندی کا ٹکڑا پایا مین حیران ہوا جب آیا تو مین نے اس سے کہا کہ مین نے آپ کی تھیلی مین یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہے راوی کہتا ہے کہ میری رائے ہوئی کہ اسے واپس کر دون بعد ازان اُسنے کہا کہ اُسے لے

اور کوئی چیز خریدے پھر مین نے کہا کہ تجھے اپنے معبود کی قسم ہو کہ بتلا اس چاندی
کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہو تو اُسنے کہا کہ اللہ تعالی نے مجھے دنیا سے اسکے سوا چاندی
سونا کچھ نہین دیا تو مین نے چاہا کہ مین وصیت کر جاؤن کہ وہ میرے کفن مین باندھ
دیا جائے کہ اُسے مین اللہ تعو کو اُلٹا پھیر دون - ابراہیم خواص نے کہا کہ فقر شرف
کی ردا ہو اور مرسلین کا لباس اور صالحین کی چادر ہو - اور سہل بن عبد اللہ سے
پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہو تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے اور نہ رد کرے اور نہ روکے
اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا ہو کہ مجھسے زقاق نے پوچھا اور کہا اے ابا علی فقرا
نے کسواسطے حاجت کے وقت بلغہ اور کفاف کو ترک کر دیا کہا مین نے یہ جواب دیا کہ
اسواسطے کہ یہ لوگ بخشنے والے کے ساتھ بخششون سے مستغنی ہین کہا ہان مگر میرے
دل مین اور بات آئی ہو مین نے کہا اُس سے لاؤ مجھے اُس سے فائدہ پہونچا جو تیری
سمجھ مین آئی ہو کہا اسواسطے کہ وہ ایک ایسی قوم ہو کہ موجودگی انکو نافع نہین ہو
جب کہ اللہ انکا فاقہ ہو اور فاقہ اُنکو مضر نہین ہو جب کہ اللہ اُنکا موجود ہو - اور بعضے
صوفیہ نے کہا ہو کہ فقر حاجت کا ٹھہرنا قلب پر اور حاجت کا مٹانا ماسوی اللہ سے ہو
اور مسوحی نے کہا ہو کہ فقیر وہ ہو کہ نعمتین اُسکو غنی نکردین اور نعمتین اُسکو محتاج
نہ کرین - اور یحیی بن معاذ نے کہا ہو کہ فقر کی حقیقت یہ ہو کہ وہ مستغنی نہو مگر اللہ کے
ساتھ اور اُسکا نشان یہ ہو کہ اسباب کل معدوم ہون - اور ابو بکر طوسی نے کہا ہو کہ ایک
مدت مین اسیر جا رہا کہ سوال اس معنی کا ہو جسکو ہمارے اصحاب نے اس فقر کے
واسطے سب اشیا پر اختیار کیا ہو تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے
یہان تک کہ نصیر بن حمامی سے مین نے سوال کیا تو اُسنے مجھسے کہا کہ یہ اسواسطے ہو

کہ وہ پہلی منزل منازل توحید سے ہی سو مین نے اسپر قناعت کی سا اور ابن الجلاء
سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہان تک کہ اُسنے نماز پڑھی اور پھر واپس
آیا بعد ازان کہا کہ مین خاموش نہین ہوا مگر ایک درہم کے سبب سے جو میرے پاس
تھا سو مین گیا اور اُسے مین نے خرچ کرڈالا اور اللہ تعالی سے شرمایا کہ فقر مین کلام کرون
اور حال آنکہ میرے پاس یہ موجود ہی پھر بیٹھا اور کلام کیا - ابوبکر ابن طاہر نے کہا کہ
حکم فقیر سے یہ ہی کہ اُسے کوئی رغبت نہو پھر اگر ہو اور کوئی چارہ نہین ہی تو اُسکی رغبت
اُسکی کفایت سے متجاوز نہو فارس نے کہا کہ مین نے ایک فقیر سے ایک بار کہا جب کہ
مین نے اُسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کسواسطے تو سوال نہین کرتا تا لوگ
تجھے کھانا کھلائین تو کہا مجھے خوف ہی کہ اُنسے سوال کرون اور وہ مجھے نہ دین
تو اُنکو فلاح نہو گی اور بعضے صوفیہ کی یہ ابیات پڑھین ؎

قَالُوا غدًا العيدُ ما ذا انتَ لابسُهٗ	فقلتُ خلعةَ ساقٍ عبدَهُ الجرعا
فقرٌ و صبرٌ هما ثوبانِ تحتهما	قلبٌ يرى ربَّهُ الاعيادَ والجمعا
احرى الملابسِ ان تلقى الحبيبَ بهِ	يومَ التزاورِ في الثوبِ الذي خلعا
الدهرُ لي مأتمٌ ان غبتَ يا املي	والعيدُ ما دمتَ لي مرءىً و مستمعا

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہی تیری پوشاک کیا ہوگی	کہا مین نے کہ وہ خلعت جو اپنے بندہ کو بھیجا
وہ دو جامے ہین فقر اور صبر اور اُنکے نیچے ہی	دل ایسا ہی جو اپنے رب کو دیکھے عید اور جمعا
لباس عمدہ وہ ہی محبوب سے وصلت تجھے ہووے	بروز وصل وہ جامہ ہو جو خلعت تجھے بخشا
زمانہ مجکو ماتم ہی اگر تو مجھسے غائب ہو	مجھے عید اُس گھڑی جب دم سنا تجھسے تجھے دیکھا

قول اُنکا شکر مین

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ شکر یہ ہی کہ منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور یحیی بن معاذ رازی نے کہا کہ تو شاکر نہین ہی جب تک کہ تو شکر کرے اور انتہائے شکر تحیر ہی اور یہ اسواسطے کہ شکر ایک نعمت من جانب اللہ ہی کہ اُسپر شکر واجب ہی اور داؤد علیہ السلام کے اخبار مین وارد ہی کہ الٰہی مین تیرا شکر کسطرح ادا کرون اور مجھے تیرے شکر کی طاقت نہین ہی مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتون سے ہی پس اللہ نے اُسکو وحی بھیجی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنے لغت مین کشف اور اظہار ہی اور محاورہ مین کہا جاتا ہی شکر و کشر جب کہ دانتون کو کھولا اور اُسے ظاہر کیا پس نعمتون کا پھیلانا اور اُسکا ذکر کرنا اور زبان سے لگانا شکر ہی اور شکر کا باطن یہ ہی کہ تو نعمتون سے طاعت پر مدد طلب کرے اور معصیت کی اُس سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہی اور مین نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالی سے سنا ہی کہ بعض صوفیہ کے یہ ابیات پڑھتے تھے۔

أَوَ لَيْسَتْ نِعَمًا أَبُوحُ بِشُكْرِهَا	وَكَفَيْتَنِي كُلَّ الْأُمُورِ بِأَسْرِهَا
فَلَأَشْكُرَنَّكَ مَا حَيِيتُ وَإِنْ أَمُتْ	فَلَتَشْكُرَنَّكَ أَعْظُمِي فِي قَبْرِهَا

ترجمہ

عطا کین نعمتین تو نے مین کرتا شکر ہون اُنکا	اور اُسپر کام جتنے ہین میرے تو اُسکو ہی کرتا
مین نہ جب تک مین شکر کرتا ہون جو مرجاؤن	تو میری ہڈیان مرقد مین شکرانہ کرین تیرا

حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل بہشت مین قیامت کے روز بلائے جاینگے وہ ہین جو اللہ تعالی کی حمد و صفت رنج اور راحت مین

کرتے ہین اور یہ بھی فرمایا ہی جو بلا مین پھنسا اور اُسنے صبر کیا اور جو نعمتین دیا گیا اور شکر کیا اور مظلوم ہوا اور بخشا معاف کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگون نے سوال کیا کہ آخر اُسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا اُن لوگون کو امن و امان ملیگا اور وہ ہدایت یافتہ ہین۔ جنید نے کہا کہ شکر کا فرض یہ ہی کہ اُسکا اقرار نعمتون کے ساتھ دل ور زبان سے کرے۔ اور حدیث مین ہی بہترین ذکر لا آلہ الا اللہ اور افضل دعا الحمد للہ ہی اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہی واسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ و باطنۃ کہ ظاہر کی نعمتین عافیتین اور دولتمندی ہو اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہی کہ یہ اُخروی نعمتین ہین اسواسطے کہ اُس سے جزا نیک کا مستوجب ہوجاتا ہی اور حقیقت شکر یہ ہی کہ جو اُسکے لیے مقدر کیا گیا اُسکو نعمت تصور کرے بجز اسکے کہ دین مین اُسکے مضر ہو اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے لیے نہین مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت اُسکے حق مین ہوتی ہی یا وہ عاجلہ ہی جسکو جانتا اور سمجھتا ہی یا کہ آجلہ ہی اُن چیزون کی وجہ سے جو اُسکے لیے مکروہات سے مقدر ہوئین سو وہ یا ایک درجہ اُسکے لیے ہوگا یا پاک کرنا یا کہ گناہون کا کفارہ ہوگا اور جب کہ یہ معلوم ہوا کہ اُسکا مالک اُسکے لیے زیادہ تر نصیحت کرنے والا اور اُسکی مصلحتون کا جاننے والا زیادہ تر اُسکے نفس سے ہی اور جو اُسکی طرف سے ہی نعمتین ہین تو ہر آئینہ اُسنے شکر ادا کیا۔

قول اُنکا خوف مین

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصل حکمت خوف الٰہی ہی اور آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ فرمایا داؤد علیہ السلام کی عیادت بیمار سمجھکر کرتے تھے

حالانکہ اُسکو مرض کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالی کا خوف اور اُس سے شرم وحیا تھی - ابوعمرو
الدمشقی نے کہا ہی کہ خائف وہ شخص ہی جو اپنے نفس سے خائف تر شیطان سے ہو
اور بعض صوفیہ نے کہا ہو کہ خائف وہ نہین جو رودئے اور اپنی آنکھون سے آنسو
پوچھے مگر خائف وہ ہی جو اُن چیزون سے ڈرے کہ اُنکے سبب عذاب اُسپر ہوگا بعضے
حضرات نے کہا ہی کہ خائف وہ ہی جو غیر اللہ سے نہ ڈرے اُسکے معنی کہے گئے کہ وہ
اپنے نفس کے لیے خوف نہ کرے اسکے سوا خوف کی وجہ نہین کہ اُسکی بزرگی اور جلال
کا ہی اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہی - اور سہل نے کہا ہی کہ خوف نر ہی اور
رجا مادہ ہی یعنی اُنسے حقائق ایمان پیدا ہوتے ہین - اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولقد
وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ یعنی اور ہم آئنہ وصیت
کی ہمنے اہل کتاب کو تمسے پہلے اور خاص تمکو کہ اللہ تعالی سے ڈرو - اور بعضے
کہتے ہین کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہی اسواسطے کہ ہر ایک امر کا مدار اُسی پر ہی - اور
بعضے کہتے ہین کہ خائفین کے لیے وہ سب چیزین جمع کردی ہین جو سب مؤمنین
کے لیے جدا اور متفرق کی ہین اور وہ ہدی ورحمت وعلم ورضوان ہی سو اللہ تعالی
نے فرمایا ہی ہدی ورحمۃ للذین ہم لربہم یرہبون یعنی ہدایت اور رحمت واسطے
اُن لوگون کے ہی جو اپنے رب سے ڈرتے ہین اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ
العلماء یعنی البتہ اللہ تعالی سے بندون مین سے اُسکے عالم ڈرتے ہین اور
فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی راضی ہی اللہ اُنسے اور راضی
ہین وہ اللہ سے یہ اُنکے لیے ہی جو ڈرتے ہین اپنے پروردگار سے - سہل کا مقولہ ہی
کہ ایمان کا کمال علم سے ہی اور علم کا کمال خوف سے ہی اور یہ بھی کہا کہ علم نے ایمان

حاصل کیا اور خوف سے معرفت حاصل کی۔ اور ذوالنون نے کہا ہے کہ محب کا شربتِ محبت نہین پیتا مگر بعد ازان کہ خوف اُسکے دل کو پختہ و پزکردے۔ اور فضیل ابن عیاض نے کہا ہے جب تجھسے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو خاموش ہو اسلیے کہ تو اگر کہے کہ نہین تو کفر تو نے کیا اور جو کہا کہ ہان تو جھوٹ تو بولا سو تیرا دل اُس شخص کا سا نہین جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہے۔

قول اُنکا رجا مین

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی عزوجل فرماتا ہے کہ دوزخ سے اُن لوگون کو نکالو جنکے دلون مین ایک حبہ رائی کے برابر بھی ایمان ہو بعد ازان فرمائیگا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مین اُس شخص کو جو مجھپر ایک گھڑی رات یا دن مین ایمان لایا ہو ایسا نہ کرونگا جو بالکل میرے اوپر ایمان نہین لایا۔ اور روایت ہے کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک و مختار کون ہے آپ نے جواب دیا کہ اللہ تبارک و تعالی کہا وہ بذاتہ آپ نے کہا ہان تو اعرابی مسکرایا پس جناب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اے اعرابی کس سبب سے تو ہنسا تو اُسنے کہا کہ ہر آئنہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معاف کردیا اور جب اسنے حساب کیا تو مسامحت اور درگذر کی۔ اور شاہ کرمانی نے کہا ہے علامت رجا کی حسن طاعت ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ رجا دید جلال بچشم جمال ہے۔ اور بعضون نے کہا ہے کہ قرب دل لطف رب سے ہے۔ ابو علی رودباری نے کہا کہ خوف اور رجا ایک

ایک پرند جانور کے دو بازوؤن کے مثال ہین جب یہ دونون بازو درست
اور ٹھیک ہون تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہی اور اپنی پرواز مین پورا ہوتا ہی
ابو عبداللہ حنیف نے کہا ہی کہ رجا راحت قلوب اسلیے ہی کہ کرم متوقع کو دیکھے
مطرف نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جائے تو وہ دونون برابر
اور معتدل ہونگے اور خوف ورجا ایمان کے دو بازوؤن کے مثال ہین اور
کوئی خائف نہین مگر وہ ضرور امیدوار ہی اور کوئی امیدوار نہین الا یہکہ وہ خائف
ہوگا کہ موجب خوف ایمان ہی اور ایمان سے رجا ہی اور موجب رجا ایمان ہی اور
ایمان سے خوف ہی اور اسی واسطے لقمان سے روایت ہی کہ اُسنے اپنے بیٹے
سے کہا اللہ تعالی سے ڈر ایسا ڈرنا کہ اُسمین امین کسی مکر سے نہو اور اُس سے
خوف سے رجا رکھ پھر کس طرح اُسکی طاقت نہ مجھے ہو حال آنکہ میرے لیے
ایک قلب ہی کیا تجھے نہین معلوم ہوا کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہین ایک سے
ڈرتا اور دوسرے سے امید کرتا ہی اور یہ اسواسطے کہ وہ دونون حکم ایمان سے ہین

قول اُنکا توکل مین

سری نے کہا توکل حول اور قوت سے باہر آتا ہی اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہی
کہ تو اللہ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہین تھا تو اللہ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ وہ
ہمیشہ تھا - اور سہل کا مقولہ ہی کہ کل مقامات کے لیے رو اور پشت ہی بجز توکل
کے کہ وہ روے بے پشت ہی - بعضون نے کہا ہی کہ توکل عنایت کا ارادہ کرے
نہ توکل کفایت کا اور اللہ تعالی توکل کو مقرون بایمان فرماتا ہی اور کہا اور اللہ پر

توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کرین اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا اور توکل زندہ پر کر جو نہین مرتا اور ذوالنون نے کہا کہ توکل تام ہی ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونا۔ اور ابوبکر رقاق نے کہا توکل عیش کا لوٹا دینا ہی ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور کرنا ہی۔ اور ابوبکر واسطی کا قول ہی اصل توکل فاقہ اور تہیدستی کا صدق ہی اور توکل سے اپنی آمانی و اامال مین علیحدہ ہو اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی طرف عمر بھر مین ایک لحظہ نہ التفات کرے۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی جسنے ارادہ کیا اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اُٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کھووے جسمین اُسکو دفن کرے اور دنیا اور اہل دنیا سب کو بھول جائے اسواسطے کہ حقیقت توکل وہ ہی کہ کوئی خلق سے اُسکے کمال پر قائم نہین ہوتا اور سہل نے کہا ہی کہ اول مقامات توکل یہ ہی کہ بندہ اللہ تعالی کے سامنے رہے جیسے میت غسال کے سامنے کہ اُسکو اُلٹتا ہی جیسا کہ وہ چاہتا ہی اور اُسمین کوئی حرکت اور تدبیر نہین ہوتی۔ اور حمدون قصار نے کہا ہی کہ توکل یہ ہی کہ اللہ تعالی کے ساتھ اعتصام کرے اور سہل نے بھی کہا ہی کہ علم سب ایک باب تعبد کا ہی اور تعبد سب ایک باب ورع ہی اور ورع سب ایک باب زہد کا ہی اور زہد سب ایک باب توکل سے ہی۔ اور کہا تقوی اور یقین ایک ترازو کے دو پلون کے مثال ہین اور توکل اُس ترازو کی زبان ہی کہ اُسی سے زیادتی اور نقصان پہچانی جاتی ہی۔ اور میرے دل مین یہ آتا ہی کہ توکل بقدر اسکے ہی کہ اُسے علم دکمال ہو سو جو شخص معرفت مین کامل تر ہو

اُسی قدر وہ توکل مین کامل و اتم ہوگا اور جو شخص کہ اُسکا توکل کامل ہو وہ رویت وکیل مین رویت توکل سے غائب اور غافل ہو جائیگا پھر ان قوت معرفت کو مفید یہ امر ہی کہ علم کا صرف برابر حصہ بانٹ مین ہوا اور سب حصص عدل و وزن کی رو سے مقسوم لہم کے مقابلہ مین مقرر ہوے ہین اسواسطے کہ نظر الی غیر اللہ اس سبب سے ہی کہ اُسکے نفس مین جہل ہی اور جب کبھی کوئی چیز معلوم کرے جو توکل مین اُسکے شکست لائے اُسکو چشمۂ نفس سے سمجھتا ہی تو توکل کا نقصان نفس کے ظہور سے ظاہر ہوتا ہی اور کمال اسکا نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہی اور اقویا کے لیے کچھ شمار اور آمادگی توکل کی تصحیح مین نہین ہی ہان اُسکا یہ شغل ہی مواد قلب کی تقویت سے نفس کو غائب کرتے ہین پھر جب کہ نفس غائب ہوگیا مادۂ جہل بھی منقطع ہوگیا پس توکل صحیح ہوا اور بندہ اُسکی طرف نظر نہین ڈالتا اور جب کبھی نفس سے یقین متحرک ہوا تو اُنکے ضمیر پر اس قول الٰہی کا اسرار اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یَدْعُونَ مِنْ دُونِهٖ مِنْ شَیْءٍ یعنی خداوند تعالی جانتا ہی اُس چیز کو کہ سوا اسکے وہ پکارتے ہین دوسری چیز کو وارد ہوتا ہی پس وجود حق اعیان واکوان پر غلبہ کرتا ہی اور کون وخلق کو اللہ کے ساتھ بلا استقلال فی نفسہ کے دیکھتا ہی اور اُسوقت توکل اضطراری ہو جاتا ہی اور اسباب و وسائط کے ہونے سے ایسے متوکل کے توکل مین کوئی جرح قدح نہین ہوتی جیسے کہ اُن لوگون کے توکل مین جو ضعیف فی التوکل ہین اسواسطے کہ وہ اسباب کو مردہ جانتا ہی جنکی زندگی بجز توکل کے نہین ہی اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہی —

قول انکا رضا مین

حرث نے کہا کہ رضا سکون قلب تحکم کے جریان کے نیچے ہی — اور ذوالنون نے کہا کہ

رضا سرور دل بمرور قضا ہی - اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا اللھم ارض عنا
یعنی یا رخدایا تو ہمسے راضی ہو تو رابعہ نے کہا کیا تو شرماتا نہین اس بات سے کہ
رضا اور خوشنودی اُسکی تو چاہتا ہی جس سے تو راضی اور خوشنود نہین ہی سو بعض
حاضر باشون نے اُنسے سوال کیا کہ بندہ کب راضی اللہ تعالی سے ہوتا ہی تو جواب
دیا کہ جب اُسکی خوشی مصیبت مین ایسی ہو کہ نعمت مین اُسکو خوشی ہوتی ہی - اور سہل
نے کہا ہی کہ جب رضا رضوان سے ملجائے تو طمانینت حاصل ہوجائے پس فرحت
اُنکو ہوا اور نیک بازگشت ہو - اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ سے راضی رب جانکر ہوا اور حضرت علیہ
السلام نے فرمایا کہ ہر آئنہ اللہ تعالی نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور
یقین مین اور رنج وغم کو شک اور غصہ مین گردانا ہی - اور جنید نے کہا کہ رضا صحت
اس علم کی ہی جو قلب تک واصل ہی اور جب قلب نے حقیقت علم سے مباشرت کی
تو اُسکو رضا تک پہونچا دیا اور رضا و محبت خوف و رجا کے مثال نہین ہین اسواسطے
کہ وہ دونون حال ہین جو بندہ سے دنیا اور آخرت مین نہین چھوٹتے کیونکہ وہ جنت
مین رضا اور محبت سے مستغنی نہین - اور ابن عطا نے کہا ہی کہ رضا بندہ کے
قلب کا سکون اللہ کے اختیار قدیم سے ہی اسواسطے کہ اُسنے افضل بات اُسکے لیے پسند
کی تو چاہیے کہ اُس سے راضی ہو اور معنی رضا ترک قسم ہی اور ابو تراب نے کہا ہی وہ
شخص جسکے دل مین کچھ بھی دنیا کی قدر ہی رضائے آلہی کو نہین پہونچ سکتا - اور سری
نے کہا اخلاق مقربین پانچ ہین اللہ سے راضی ہونا اُس چیز مین جسکو نفس دوست
رکھے اور مکروہ جانے اور اللہ کے لیے محبت ہوا اُس دوستداری کے ساتھ جو اُسکے

جانب سے ہو اور اللہ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا اور ماسوی اللہ سے توحش اور دور ہونا۔ اور فضیل نے کہا راضی اپنی منزلت سے زیادہ کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہین کرتا۔ اور ابن شمعون نے کہا ہی کہ رضا حق کے ساتھ ہی اور رضا حق کے لیے ہی اور رضا حق سے ہی سو رضا حق کے ساتھ اُسکی تدبیر اور اختیار سے ہر اور رضا حق کی اُسکی تقسیم وعطا کے رو سے ہو اور رضا حق کے لیے اُسکی خدائی اور پروردگاری سے ہی۔ ابو سعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہی یہ بات کہ بندہ راضی خشگین ہو کہا کہ ہان جائز ہی کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشگین اپنے نفس پر اور ہر ایک قاطع پر جو اُسکو اللہ سے قطع کرے۔ اور حسن بن ابی طالب رضی اللہ عنہا سے لوگون نے کہا کہ ابا ذر کہتا ہی کہ فقر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور بیماری محبوب تر صحت سے ہی۔ آپنے فرمایا اللہ ابا ذر پر رحم کرے مگر مین یہ کہتا ہون کہ جسنے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جو اُسکے لیے ہی تو وہ تمنا دوسری حالت کی نہین کرتا ہی بجز اُس حالت کے جو اُسکے لیے اللہ نے اختیار کی۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے اُسکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچیگا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ سے کسی حال مین راضی نہوا۔ اور یحیی کا یہ مقولہ ہی کل امران دو قاعدے کلیہ کی طرف راجع ہوتے ہین ایک فعل اُسکی طرف سے تیرے ساتھ ہی اور ایک فعل تیری طرف سے اُسکے لیے ہی تو چاہیے کہ راضی اُس کام مین ہو جو اُسنے کیا اور خالص اس عمل مین جو تو کرے۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ راضی وہ ہی جو کہ دنیا کی فوت شدہ چیزون پر نادم نہو اور نہ اُسکا افسوس کرے۔ اور یحیی بن

معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہونچتا ہی کہا جب کہ اُسنے اپنے نفس کو چار اصول پر اُن چیزون مین قائم کر لیا ہو جنمین اُسکی معاملت کیجائے وہ کہے کہ اگر تو عطا کرے تو مین اُسکو قبول کرتا ہون اور اگر تو روکے تو راضی ہون اور اگر تو مجھے چھوڑ دے مین تیری بندگی کرون اور جو تو مجھے بلائے تو مین اُسکی اجابت کرون ۔ اور شبلی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لاحول ولا قوۃ الا باللہ تو جنید نے کہا یہ تیرا تنگی سینہ سے ہی شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا ۔ کہا تنگی سینہ رضا بالقضا کے ترک سے ہی اور اسی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اُس سے کہا تاکہ اُس سے اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے انشراح اور کشادگی سے حاصل ہوتی ہی اور قلب کا انشراح نور یقین سے ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ یعنی بھلا وہ شخص کہ کھولا اللہ تعالی نے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے رب اپنے سے ہی ۔ پھر جب کہ باطن مین نور متمکن اور جاے گرفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور چشم دل کی کھل گئی اور حسن تدبیر سے اللہ تعالی کو معاینہ کیا تو خشم اور تنگدلی کو دور کرتا ہی اس واسطے کہ سینہ کی کشادگی حلاوت دوستی کو متضمن ہی اور فعل محبوب محب صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہی کیونکہ محبت کی راے ہی کہ فعل محبوب کا مراد اور اختیار اُسکا ہی سو وہ اختیار محبوب کی رویت کی لذت مین اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہی جیسا کہ کہا گیا ہی مصرع

ہر اک فعل محبوب محبوب ہی ۔ +

اکسٹھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان مین ہی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی ہی فرمایا تین چیزین ہین جسمین وہ چیزین ہون تو اُسنے ایمان کی حلاوت پائی۔ ایک وہ شخص کہ اللہ اور رسول اللہ کا اُسکو محبوب تر اُنکے ماسوا سے ہو آور دوسرا وہ شخص جسنے ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہین ہی مگر اللہ کے واسطے آور تیسرا وہ شخص جو مکروہ اس بات کو جانے کہ کفر کی طرف عود کرے بعد ازان کہ اُسکو اللہ نے خلاص اُس سے کر دیا جیسے کہ وہ مکروہ اس بات کو جانتا ہی کہ وہ آتش دوزخ مین ڈالا جائے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہی کہا جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے اللھم اجعل حبک احب الی من نفسی وسمعی وبصری واہلی ومالی ومن الماء البارد یعنی بار خدایا تو کر محبت اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس اور میرے کان اور میری آنکھون اور میرے اہل اور میرے مال سے اور پانی ٹھنڈے سے پس گویا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حب خالص کی طلب کی اور حب خالص یہ ہی کہ وہ اللہ تعالی کو تکلیف مین دوست رکھے اور یہ اسلیے کہ بندہ کبھی ایک حال مین قائم شروط حال کے ساتھ بحکم علم ہوتا ہی اور سرشت اُسکو متقاضی ضد علم کے ساتھ ہی مثلاً وہ راضی ہو اور سرشت اُسکو مکروہ جانے اور علم کے ساتھ نظر انتہا کی ہو نہ سرشت کے ساتھ نظر نا فرمانی کی طرف ہو پس اللہ تعالے اور اُسکے رسول کو حکم ایمان سے دوست رکھتا ہی اور بی بی اور بیٹی کو حکم

طبیعت سے دوست رکھتا ہی اور محبت کے لیے وجوہ ہین اور انسان مین محبت کے
اسباب با نواع اقسام کے ہین سو انمین سے ایک محبت روح کی ہی اور محبت قلب کی
اور محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہی تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسمین اہل
اور مال اور ماء بارد کا ذکر ہی اُسکے معنی محبت الٰہی سے اور محبتون کی بیخ کنی عروق کی ہی تا
کہ اللہ تعالی کی محبت غالب ہوا ور اللہ تعالی کو اپنے دل اور روح اور کلیت سے دوست
رکھے یہان تک کہ حب الٰہی طبیعت مین بھی اغلب ہوا ور سرشت مین محبوب تر آب سرد
سے ہوا ور یہ حب صافی خواص کے لیے ہوتی ہی جسکے سبب اور جسکے نور سے طبیعت
اور سرشت کی آگ پوشیدہ ہو جاتی ہی اور یہ حب ذات مشاہدہ سے ہوتی ہی جو روح کی
عزلت اور خلوص سے مقامات قرب کی طرف ہوتی ہی۔ واسطی نے اس آیت مین
یحبھم ویحبونہ کہا ہی کہ جیسے وہ بذاتہ اُنکو دوست رکھتا ہی اسی طرح وہ ذات
کو اُسکی دوست رکھتے ہین سو ہاے ضمیر راجع ذات کی طرف ہی نہ کہ نعوت اور صفات
کی جانب ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ محب کی شرط یہ ہی کہ اُسے محبت کے سکرات
لاحق ہون پس اگر ایسا نہو تو اُسکی محبت اُسمین حقیقۃ نہین ہی سو اب محبت دو قسم
ٹھہری ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے
ہوئی ہی اور بسا اوقات حب معدن علم سے اور نعمت سے ہوتی ہی اور اس محبت
کا مخرج صفات سے ہی اور مشائخ کی ایک جماعت نے حب کو مقامات مین بیان
کیا ہی تو نظر اس حب عام کی طرف ہوگی جسمین بندہ کے کسب کو دخل ہی اور حب خاص
وہ حب ذات مطالعۂ روح سے ہی اور یہ وہ حب ہی جسمین سکرات ہوتی ہی اور وہ اللہ
کریم کی طرف ایک احسان اپنے بندہ کے لیے ہی اور اللہ کا کرم اُسکو برگزیدہ کرتا ہی اور

یہ حب احوال سے ہو اسواسطے کہ وہ محض موہبت ہو جسمین کسب کو دخل نہین ہو اور وہ قول نبی علیہ السلام سے سمجھی گئی ہو کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے ہو کیونکہ وہ ایک کلام ہو وجدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہو۔ اور یہ حب روح ہو اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہو اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہو قالب اس روح کی ہو اور ہرگاہ اُنکی یہ محبت صحیح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اُنکی خبر اپنے قول سے دی اذلۃ علے المؤمنین یعنی وہ لوگ مومنون کے واسطے عاجز ہین اسواسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے واسطے عاجزی کرتا ہو اور یہ پڑھتا ہو شعر

لعین تفدی الف وتتقی	ویکرم الف للحبیب المکرم

ترجمہ

فدا ایک کے ہون ہزار اور بچائین	ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حب خالص اصل احوال سنیہ اور اُسکے موجب ہو اور وہ احوال کے درمیان ایسی ہو کہ توبہ مقامات مین ہو سو جسکی توبہ صحیح کامل ہوئی وہ تمام مقامات کے ساتھ زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہین اور جو شخص کہ اُسکی یہ محبت صحیح ہوئی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور صحو و محو وغیر ذالک کے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ اس حب کے لیے بدن کے مثال ہو اسواسطے کہ وہ اس حب عام پر مشتمل ہو جو اس حب کے لیے بدن کے مانند ہو اور جسنے محبوبون کی راہ لی اور وہ طریق محبت سے طریق خاص ہو اُسکا تکملہ اُسی مین ہو جاتا ہو اور اُسکے لیے حب خاص ذریعہ راحت حب عام کے قالب کے ساتھ ایک جا جمع ہو جاتی ہو جیسے توبہ النصوح

مشتمل ہی اور اسوقت اطوار مقامات مین تقلب اور گردش نہین کرتا اسواسطے کہ اطوار مقامات مین بدلتے رہنا اور انمین سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا طریقہ محبین کا ہی اور جسنے طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے کوشش کی ہمارے راستہ مین البتہ ہم انکو اپنا راستہ دکھائینگے اور اس قول اللہ تعالی سے ویہدی الیہ من ینیب یعنی اور ہدایت کرتا ہی طرف اسکے جو رجوع ہووے ۔ تو اسنے ثابت کر دیا ہی کہ انابت اور بازگشت کا کسب حق محب مین ہدایت کا سبب ہی اور محبوب کے حال مین حضرت اجتبا اور برگزیدگی کی فرمائی جو کسب کا معلوم نہین ہی اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی اللہ تعالی قبول کرتا ہی طرف اپنے جسکو چاہتا ہی ۔ سو جسنے محبوبین کے راستہ کو اختیار کیا اطوار مقامات کے بساط کو طی کیا اور اس مین صفائی اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے وصف کے ساتھ مندرج ہوتا ہی اور مقامات اسکو نہ مقید کرتا ہی اور نہ محبوس کرتا ہی اور وہ انکو مقید اور محبوس کرتا ہی اسوجہ سے کہ وہ انسے ترقی کرتا ہی اور انکی صفائی اور خلوص کو باہر نکال لیتا ہی اسواسطے کہ جب حب خالص کے انوار اسپر چمکنے لگے صفات و نعوت نفس کے ملبوسات کو اتار ڈالا اور مقامات جتنے ہین سب نعوت اور صفات نفسانیہ کے صاف کرنے والے ہین پس زہد اسکی صفائی رغبت سے کرتی ہی اور توکل اسکی صفائی کم اعتمادی سے کرتی ہی جو نفس کے جہل سے پیدا ہوتی ہی اور رضا اسکی صفائی رگ منازعت کے بھڑکنے سے کرتی ہی اور یہ منازعت اسواسطے ہی کہ نفس مین جمود اور افسردگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب اسپر چمکین

ظلمت اور افسردگی اُسکی باقی رہے پس جسکو حب خالص کے ساتھ تحقق ہوا اُسکا نفس
ملایم اور نرم ہوجاتا ہی اور اُسکی افسردگی جاتی رہتی ہی سو کیا زہد اُس سے رغبت کو
ادا کریگا درحالیکہ رغبت حب نے اُسکی رغبت کو جلادیا اور توکل اُس سے کیا صفائی
کریگی درحالیکہ دیدار وکیل اُسکے چشم دل مین کھُپا ہوا ہی اور رضا اُسمین عروق منازعت
کو کیا سکون دیگی درحالیکہ منازعت اُسکی طرف سے ہو جسکی کلیت مسلم نہین سمنون بن حمزہ
نے کہا ہی کہ جب تک تو اپنی کلیت سے خارج نہوگا محبت کی حد مین داخل نہوگا
اور ابویزید نے کہا ہی کہ جس شخص کو اُسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اُسکا خون بہا یہ ہی
کہ وہ اُسکو دیکھ لے اور جس شخص کو اُسکے حبیب نے قتل کیا ہو تو اُسکا خونبہا یہ ہی
کہ اُسکو اپنا ندیم بنائے اُسکی خبر مجھے دی ابوذر رح ابن خلف نے ابی عبدالرحمن سے اُسنے کہا
کہ مین نے احمد بن علی بن جعفر سے سُنا ہی کہ وہ کہتا ہی مین نے حسین بن علویہ سے سُنا کہ وہ کہتا تھا
کہ ابویزید نے اسکو کہا ہی تو اب اطوار مقامات مین الٹنا پلٹنا عام محبون کے لیے ہی اور بساط
اطوار کا طی کرنا خاص محبون کے لیے ہی اور وہ محبوب ہین جنکے ارادون اور ہمتون سے
مقامات بچھڑ گئے ہین اور اکثر مقامات طبقات آسمانی کے مدارج پر ہوتے ہین
اور وہ مواطن اُس کسی کے ہین جو اپنے بقایا کے دامنون مین الجھکر رکتے ہین
ابراہیم خواص سے بعض بزرگون نے کہا کہ تصوف نے آپ کو کہان تک پہونچا دیا ہی
تو کہا توکل تک پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی مین سعی کرتا ہی تجھے فنا توکل مین
معاینہ وکیل سے کہان ہی سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہی کہ دائرہ
زہد سے باہر چلا نہ جاوے تو زاہد اُسکی دائرہ کی طرف اپنے زہد سے پھیر لاتا ہی
اور متوکل جب کہ اُسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لاتا ہی اور رضا

رضا اپنی رضا کے ذریعہ سے اسکو پھیرتا ہے اور نفس سے یہ حرکات بقایای وجودیہ ہین جو سیاست علمی کے محتاج ہین اور اسمین دور سے ہوئے قرب کا لینا ہے اور وہ حق عبودیت کا علم کے اندازہ ادا کرنا اور اُسکے موافق اجتہاد اور کسب کرنا ہے اور جسنے طریق خاص کو اختیار کیا بقایا سے رہائی پانے کا طریق انوار فضل حق مین چھپنے کے ساتھ پہچان لیا اور جسنے نور قرب کے حلے اُس نسیم رحمت کے ساتھ زیب تن کیے جو ہمیشہ قائم رہنے والی ہے اور گردش اور تغیر و تبدل سے محفوظ ہے اُسکو نہ کوئی طلب حمدار اور کج کرتی ہے اور نہ کوئی اُسے وحشت مین ڈالتی ہے پس زہد اور توکل و رضا اُسمین موجود ہے اور وہ وہانپر نہین ہے اسی معنی کے اعتبار سے کہ خواہ وہ کسی طرح منقلب ہو وہ زاہد ہے اگرچہ راغب ہو اسواسطے کہ وہ حق کے ساتھ ہے نہ اپنے نفس کے ساتھ اور اگر التفات اُسکے اسباب کی طرف دیکھا جائے وہ متوکل ہے اور اگر اُس سے کراہت پائی جاوے تو وہ راضی ہے اسواسطے کہ کراہت اُسکی اُسکے نفس کے لیے ہے اور نفس اسکا حق کے لیے ہے اور حق کے ساتھ اُسکی کراہت ہے اُسکا نفس اُسکو اُلٹا پھیر دیا گیا کہ وہ داعی اور صفات نفس کے ساتھ اور پاک اور بخشیدہ فرستادہ لطف اُسکے ساتھ کیا ہوا اور درد اُسکا اُسکی عین دوا اور امراض و علل اُسکے عین شفا ہو گئے اور طلب الٰہی اُسکے لیے قائم مقام ہر طالب کے زہد و توکل و رضا سے ہوئی یا ہو گیا مطلوب من اللہ اُسکا بجاے ہر مطلوب کے جو زہد ہے اور توکل اور رضا ہے۔ رابعہ نے کہا کہ جو اللہ کا محب اور دوست ہے اُسکی گریہ وزاری نہین ٹھہرتی تاآنکہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ سکون نہ پاوے۔ اور ابو عبداللہ قرشی نے کہا ہے کہ حقیقت محبت کی یہ ہے کہ تو اپنے محبوب کو سب کچھ اپنا بخشدے اور تجھسے تیرے واسطے کوئی

شی باقی نہ رہے۔ اور ابو الحسین وراق نے کہا ہی سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے سبب سے اُسکے لیے ہی اور محبت دل مین آگ ہی جو ہر ناپاک شی کو جلا دیتی ہی۔ اور یحیی بن معاذ نے کہا مجنون کا صبر زاہدون کے صبر سے سخت تر ہی بڑے اچنبھے کی بات ہی انسان اپنے حبیب سے کیونکر صبر کرسے اور بعضون نے کہا ہی کہ جسنے اللہ کی محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ وہ محرمات اور منہیات سے پرہیز کرے اور بچے تو وہ بڑا جھوٹا ہی اور جسنے بہشت کی محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ اپنے ملک کو خرچ نہ کرڈالا ہو تو بڑا جھوٹا ہی اور جسنے حب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوی بلا حب فقرا کیا ہو وہ بڑا جھوٹا ہی اور رالعبہ یہ ابیات پڑھا کرتی تھین نظم

تعصی الالہ وانت تظھر حبہ		ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لوکان حبک صادقا لاطعتہ		ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ

معصیت اللہ کی اور تو اُسکے حب کا دم بھرے		یہ قسم اپنی مجھے افعال مین ہی نادرات
گر محبت ہوتی سچی تیری اُسکو مانتا		دوست تابعدار ہی محبوب کا دن اور رات

اور ہر گاہ محبت احوال کے لیے توبہ کی مثال مقامات کے لیے ہی پس جو حال کا دعوی کرے اُسکی محبت معتبر ہی اور جو دعوی محبت کا کرے اُسکی توبہ معتبر ہی اسواسطے کہ توبہ روح حب کی قالب ہی اور یہ روح جو ہی اُسکا قیام اُس قالب کے ساتھ ہی اور احوال اعراض ہین جنکا قوام جوہر روح سے ہی۔ اور سمنون نے کہا ہی کہ اللہ کے دوست لیگئے شرف دنیا اور آخرت کو اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ المرء مع من احب یعنی آدمی اُس شی کے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی تو وہ اللہ تعالی کے

ساتھ ہین۔ اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہی کہ محبت صحیح نہین ہی تا آنکہ تو دید محبت سے دید محبت کو فنا سے علم محبت سے نکلے اسطرح کہ اُسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جنید سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہی فرمایا صفات محبوب کا بدل کے طور پر صفات محبت سے آجانا۔ بعضون نے کہا ہی کہ یہ اس بنیاد پر ہی قول اللہ تعالی کے فاذا احببتہ کنت لہ سمعا و بصرا یعنی جسوقت مین اُسے محبوب رکھتا ہون تو مین اُسکا سمع بنجاتا ہون اور اُسکی بصر بنجاتا ہون۔ اور یہ اسواسطے ہی کہ ہر آئنہ جب محبت صافی اور کامل ہو گئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کی طرف جذب کرتی ہی اور جب وہ اپنی غایت جہد کو پہونچ گئی تو وہ توقف کرتی ہی اور رابطہ بقدار موکد ہو جاتا ہی اور وصف محبت کا کمال محب سے ازالہ موانع کر دیتا ہی اور صفات محبوب وصف محبت کے کمال سے اُن عوایق کو جو صدق حب مین حارج ہین محب مخلص پر مہربانی اور اُسکے قاصر رہنے پر نظر شفقت بعد ازان کہ اُسکی سعی انتہا کو پہونچ گئی کرکے کھینچ لیتی ہی پس محب محبوب سے کسب صفات کے فائدے لیکر پلٹتا ہی اور اسوقت یہ کہتا ہی

مین محبوب ہون اور محبوب مین ۔۔۔ دو روح ایک بدن مین ہم آترے یہان
وہ دیکھے مجھے تو مین دیکھون اُسے ۔۔۔ جو مین اُسکو دیکھون تو وہ مجکو وہان

اور یہ جو ہمنے بیان کیا حقیقت ہی قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تخلقوا باخلاق اللہ اسواسطے کہ وہ اپنی نزاہت نفس اور کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد ہوتا ہی اور محبت ایک عطیہ ہی جو تزکیہ کے ساتھ معلل نہین ہی مگر سنت آلہی اسپر جاری ہی کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک اور صاف کرتی ہی

اور جب نفس کی نزاہت اور طہارت بخشی گئی بعد ازان روح انکی نے جاذبہ محبت کے ساتھ کھینچا تو اسکو صفات و اخلاق کے خلعتون سے مخلع اور محلی کیا جاتا ہی اور یہ اسکے نزدیک ایک مرتبہ وصول مین ہوتا ہی سو کبھی اسکے باطن سے شوق ان اشیا کی طرف اٹھتا ہی جو اسکے علاوہ ہین اسواسطے کہ عطایاے الٰہی غیر متناہی ہین اور کبھی انھین عطیات سے پہلے اور مطمئن ہو جاتا ہی تو یہ وصول اسکا ایسا ہوتا ہی جو اسکے آتش شوق کو ساکن کرتا ہی اور اسی شوق کا باعث ہی کہ صفات وہبی محققہ محب کے نزدیک رتبۂ وصول پر استقرار پاتے ہین اور اگر شوق باعث نہوتا الٹے قدمون واپس آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اسکے قلب کے درمیان حائل ہین اور جسنے کہ وصول سے ان چیزون کے سوا گمان کیا جو ہمنے بیان کین یا اسقدر کے علاوہ اسکے خیال مین آیا تو وہ مذہب نصاری کا لاہوت و ناسوت مین معترض ہو اور مشایخ کے اشارات استغراق اور فنا مین سب کے سب مقام محبت کی تحقیق کی طرف راجع ہین جو نور یقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق الیقین بزوال بقایا اور لوث وجودی ارتفاے صفات نفس سے ہین اور جب محبت ٹھیک اور صحیح ہو گئی تو اسپر احوال اور توابع اسکے مترتب ہونگے۔ شبلی سے پوچھا کہ محبت کیا ہی تو جواب دیا کہ ایک شراب ہی جسمین سوزش ہی اگر حواس مین ٹھہر گئی اور نفوس قرار پکڑ گئے تو اسکو نیست اور لاشی کر دیتی ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ محبت کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہی ظاہر اسکا رضاے محبوب کی پیروی ہی اور اسکا باطن یہ ہی کہ سب چیزون سے محبوب کا دلدادہ ہو اور اسمین کسی چیز کا بقیہ غیر محبوب یا نفس سے نہ رہے۔

بعض احوال سنیہ سے محبت مین شوق ہی

اورکوئی محب نہین جو ہمیشہ مشتاق نہو اسواسطے کہ امر حق کی نہایت نہین ہی سو کوئی حال نہین ہی جسکو محب پہونچا مگر یہ کہ وہ جانتا ہی کہ اُسکے ماورا اور حال زیادہ اوفی واتم ہی

شعر حزنی لحسنک لا لذا امد	ینہی الیہ ولا لذا امد ؛

ترجمہ

حزن میرا حسن تیرا دونون ہین اک رنگ کے	انتہا اسکی نہین تو انتہا اسکی نہین

بعدازان یہ شوق جو اُسے پیدا ہوا اُسکا حاصل کیا نہین ہی اور اُسکے سوا نہین ہی کہ وہ ایک عطیہ ہی کہ اُسکے ساتھ اللہ تعالی نے مجنون کو مخصوص کیا ہی۔ احمد ابن ابی الحواری نے بیان کیا کہ مین ابی سلیمان دارانی کے پاس گیا اور اُسے مین نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہی مین نے کہا کیون تو روتا ہی اللہ تیرے اوپر رحم کرے تو کہا واہ ای احمد جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہی تو اہل محبت کے قدم بچھ جاتے ہین اور انکے اشک رخسارون پر ڈھلکتے ہین اور خداے جلیل جل جلالہ اُنکے نزدیک ہوتا ہی یہ کہتا ہوا کہ مجھے اپنی آنکھون کی قسم ہی جسنے میری باتون سے لذت پائی اور میری مناجات سے راحت حاصل کی اور مین اُنسے خلوتون مین واقف ہون اُنکے نالہ وزاری سنتا ہون اور اُنکی گریہ کو دیکھتا ہون ای جبریل اُن لوگون مین منادی کردے یہ کیا رونا ہی جو مین تمھارے اندر دیکھتا ہون آیا کسی مخبر نے تمھین خبر دی کہ ایک محبوب اپنے دوستون کو آگ مین جلا دے کیونکر مجھے بھلا معلوم ہو کہ مین ایسی قوم کو عذاب مین ڈالون کہ رات اُنپر سیاہی چھائے تو وہ میری خوشامد بہت کرتے ہین

سو مین اپنی قسم کھاتا ہون کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئینگے تو انکے لیے روشنی اپنی صورت سے کردونگا اور اُنکے لیے اپنا باغ قدس مباح کردونگا - اور یہ ایک قوم کا حال محبین سے ہی جو شوق کے مقام مین پڑاؤ ڈالے ہوے ہین اور شوق محبت سے ہی جیسے کہ زہد توبہ سے ہی جب توبہ نے قرار پکڑا تو زہد کا ظہور ہوا اور جب محبت قائم ہوئی تو شوق پیدا ہوا - واسطی نے اس قول الٰہی مین کہا ہی وعجلت الیک رب لترضی یعنی اور مین جلدی آیا تیری طرف ای رب کہ تو راضی ہو - کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والون کے استحقار سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے ہین اُسکے شوق سے جو اللہ تعالی سے بات چیت کرتے ہین اور توریت کے لوحون کو پھینک دیا اسوجہ سے کہ جو وقت اُسکا تھا وہ ہو چکا تھا - اور ابو عثمان نے کہا ہی کہ شوق ثمرہ محبت کا ہی سو جو کوئی اللہ کو چاہتا ہی وہ مشتاق اُسکی لقا کا ہوتا ہی - اور اُسی کا یہ بیان قول اللہ تعالی مین ہی فان اجل اللہ لات مشتاقون کے تقریب کے لیے - اسکے معنی یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ ہر آئنہ تمھارا شوق میری طرف غالب ہی اور مین نے تمھاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی ہی اور عنقریب تمھارا وصول اُسکے لیے ہوگا جسکے مشتاق تم ہو - ذوالنون نے کہا ہی کہ شوق درجات مین سب سے اعلی اور مقامات مین سب سے بالا ہی اور جب انسان اُسکو پہونچتا ہی تو موت کو تاخیر مین شمار کرتا ہی اسواسطے کہ اُسے شوق اپنے رب کا ہی اور امید اُسکی ہی کہ اُسے دیکھے اور ملاقات کرے - اور میرے عندیہ مین یہ ہی کہ شوق جو محبون مین اُن مراتب کا ہی جسکی امید وہ دنیا مین رکھتے ہین اُس شوق کے علاوہ ہی جسکے ساتھ وہ مرنے کے بعد توقع رکھتے ہین

اور اللہ تعالی اپنے اہل مودت کو مکاشفہ اُن عطیات کا کر دیتا ہی جنکو وہ علم سے جانتے ہین
اور اُنکو جب ذوق سے طلب کرتے ہین تو اسی طرح اُنکا شوق ہوتا ہی کہ علم ذوق ہو جائے
اور مقام شوق کی ضرورت سے نہین ہی کہ موت کی تاخیر سمجھتے ہین اور اکثر صحیح
لوگ محبین سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالی کے واسطے حاصل کرتے ہین جیسا
کہ حق تعالی نے اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی ونسکی
ومحیای ومماتی للہ رب العلمین - یعنی کہ ای رسول کہ میری نماز اور میرے مناسک اور
میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہی جو پروردگار عالمین ہی سو جسکی زندگی
اللہ کے واسطے ہو اُسے حق تعالی لذت مناجات اور محبت کی بخشتا ہی پس اُسکی
آنکھ نعم سے سیر ہو جاتی ہی بعد ازان دنیاوی عطیات سے وہ کشف کرا دیتا ہی
جو مقام شوق مین متحقق ہوتے ہین اُس شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہی
اور بعضے حضرات صوفیہ نے مقام شوق کا انکار کیا ہی اور کہا ہی کہ شوق تو غائب
کے لیے ہوتا ہی اور حبیب حبیب سے کب غائب ہوتا ہی تا کہ وہ مشتاق ہو اور اسی واسطے
انطاکی سے سوال کیا گیا کہ شوق کیا ہی تو اُسنے جواب دیا کہ مشتاق غائب ہی کے لیے
ہوتا ہی اور مین غائب اُس سے نہین ہون جبسے مین نے اُسے پایا ہی - اور شوق
کا انکار علی الاطلاق سو مین اسکی وجہ نہین دیکھتا اسواسطے کہ عطیات اور بخشایش
الہی کے مراتب جو نشانات قرب سے ہین جسوقت غیر متناہی ہون تو کیونکر موجب
شوق کا انکار ہو سکتا ہی اسواسطے کہ جو مرتبہ اُسنے قرب کا پایا اُسکی نسبت غیر غائب
اور غیر مشتاق ہی مگر وہ مشتاق اُن مراتب کا ہی جنکو نشانات قرب سے نہین پایا تو
کیونکر شوق کا حال ممنوع ہو اور حقیقت حال ایسی ہی - اور دوسری وجہ یہ کہ انسان

سکے لیے ایسے امور سے چارہ نہین ہی۔ جنکو حکم حال اسکی بشریت اور طبیعت اور اسکے قایم نہ رہنے کی جگہ اُس حد علم پر جسکو مقتضی حکم حال ہو پھیر لائے اور اُن امور کی موجودگی آتش شوق کو مشتعل کرتی ہی اور ہم شوق سے مقصود نہین رکھتے مگر ایک مطالبہ جو باطن سے ادنی اور اعلی کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہی اور یہ مطالبہ اور یہ مانگ سب محبون مین ہی بس اب شوق موجود ہی اُسکے انکار کی کوئی وجہ نہین ہی۔ اور بہ تحقیق ایک قوم نے کہا ہی کہ شوق مشاہدہ اور ملاقات کا سخت تر شوق بعد اور مفارقت سے ہی تو جدائی کی حالت مین مشتاق ملاقات ہوگا اور ملاقات اور مشاہدہ کی حالت مین وہ مشتاق فضل اور احسانات کا محبوب سے ہوگا اور یہی میری راے اور یہی میرا مختار ہی۔ اور فارس نے کہا ہی کہ مشتاقون کے دل نور اللہ سے منور ہین پھر جب کہ وہ دل اشتیاق کے سبب حرکت مین آتے ہین تو وہ نور مشرق اور مغرب کے سطح درمیانی کو روشن کر دیتا ہی تب اللہ تعالی اُنکو فرشتون پر ظاہر اور پیش کرتا ہی اور فرماتا ہی یہ لوگ ہین جو میری طرف اُنکو اشتیاق رہتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئنہ مجھے اُنکا شوق ہی۔ اور ابو یزید نے کہا ہی کہ اگر اللہ اہل جنت کو اپنی رویت سے محجوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ ایسا ہی کرینگے جسطرح اہل دوزخ دوزخ سے کرینگے۔ ابن عطا سے پوچھا کہ شوق کیا ہی کہا شوق جگر کا جلانا اور دلون کا شعلہ زن کرنا اور قرب کے بعد کلیجون کا کاٹنا ہی۔ بعضے حضرات صوفیہ سے لوگون نے پوچھا کہ آیا شوق اعلی اور بالاتر ہی یا کہ محبت۔ جواب دیا کہ محبت اسواسطے کہ شوق اُس سے پیدا ہوتا ہی اور کوئی صاحب شوق نہین الا وہی جسپر محبت نے غلبہ کیا ہو پس محبت اصل ہی اور شوق فرع ہی۔ اور نصیر آبادی نے کہا ہی تمام خلق کے لیے مقام

شوق کا ہی نہ مقام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال مین داخل ہوا تو وہ ایسی حیران رہا حتی کہ اسکا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہی اور نہ قرار پایا جاتا ہی اور اسی سے انس ہی - اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ انس کیا چیز ہی اسکا جواب آپ نے دیا کہ باوجود ہیبت کے حشمت کا اٹھنا اور دور ہونا ہی - اور ذوالنون سے پوچھا کہ انس کیا ہی تو کہا وہ محب کا انبساط اور کھل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی بعضون نے کہا اسکے معنی قول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہی ارنی کیف تحیی الموتی آیۃ یعنے دکھا مجھے کسطرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہی اور قول موسی ارنی انظر الیک یعنے دکھا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف دیکھون اور رویم کے ابیات پڑھے شعر

شغلت قلبی بالدیک فلا	یشفک طول الحیوۃ عن فکر
آنستنی منک بالوداد فقد	اوحشتنی من جمیع ذا البشر
ذکرک لی مونس یعارضنی	یوعدنی عنک منک بالظفر
وحیثما کنت یا مدی ہممی	فانت منی بموضع النظر

ترجمہ از مترجم فارسی

دلم را مشتغل کردی بدانچہ ای دوست تو داری	داو ہرگز نگردوزان بفکرت خود ز ہشیاری
انیس خود مرا کردی ز راہ دوستی وانگہ	رہائی از ہمہ عالم ز ہی راہی بدشواری
شدہ مونس مرا ذکرت ہمہ عرصہ ہدار من	کند وعدہ بہ پیروزی بتو از تو دہد یاری
منزہ از مکانی تو دیکن چون ہمی بینم	بجائی دیدۂ از من تو باشی وز نکو کاری

اور روایت ہی کہ مطرف بن شخیر نے عمر بن عبدالعزیز نے لکھا کہ سزاوار ہی تیرا انس اللہ کے ساتھ اور انقطاع تیرا اسکے ساتھ ہوا سواسطے کہ اللہ کے بہت بندہ ایسے

کہ انھون نے اللہ تعالی کے ساتھ اُنس حاصل کیا ہو اور وہ اپنی تنہائی اور عزلت مین بہت زیادہ مانوس لوگون سے تھے جنکو کثرت مین اُنکے انس تھا اور اُن چیزون سے بہت متوحش تھے جنسے اور لوگ بہت مانوس ہین اور اُن باتون سے نہایت درجہ وہ مانوس تھے جنسے اور لوگ متوحش تھے - واسطی نے کہا محل انس کو نہین پہونچتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش نہو گیا ہو - اور ابو الحسین وراق نے کہا ہی اللہ کے ساتھ اُنس نہین ہوتا الا جب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو اسواسطے کہ ہر ایک جسکے ساتھ تو مانوس ہوگا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی مگر اللہ تعالے جل شانہ کی تعظیم اسواسطے کہ تو اُس سے اُنس زیادہ نہین کریگا مگر یہ کہ تجھے زیادہ ہیبت اور تعظیم ہوگی - رابعہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہی اور پڑھا نظم

ولقد جعلتک فی الفؤاد محدثی	وابحت جسمی من اراد جلوسی
فالجسم منی للجلیس مؤانس	وحبیب قلبی فی الفؤاد انیسی

ترجمہ از مترجم فارسی

سخن گوینده اندر دل همیشه من ترا دارم	واهل مجلس خود را همین نفسے بپیش آرم
الیف جسم من باشد که ویرا همنشین گردد	ولیکن دوست دل خود را انیس جان شه پندارم

اور مالک بن دینار نے کہا ہی کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیت سے مانوس نہین ہوا تو اُسکا علم تھوڑا اور قلب اُسکا اندھا ہی اور عمر ابن صنایع کی - بعضے صوفیہ سے پوچھا گیا کہ گھر مین تیرے پاس کون ہی کہا اللہ تعالی میرے پاس ہی اور جو اللہ سے مانوس ہوا وہ متوحش نہین ہوا - اور خراز نے کہا ہی کہ اُنس یہ ہی کہ ارواح اپنے محبوب کے ساتھ قرب کے مجالس مین گفتگو کرین - اور بعضے عارفون نے محبان واصل

کی صفت اسطرح کی ہی کہا کہ محبت اُنکے لیے ہر لحظہ دوام اتصال کے ساتھ تازہ ہوگئی ہی اور اُنکو حقائق سکون سے جو اُسکے ساتھ ہی اپنی پناہ مین لے لیا یہان تک کہ اُنکے دل نالان ہوگئے اور اُنکی روحین شوق کے مارے آرزومند ہوگئین اور یہ محبت اور شوق اُنکا ایک اشارہ حق سے اُنکی طرف حقیقت توحید سے تھا کہ وہ وجود باللہ ہی سو وجود باللہ کے سبب اُنکی سب آرزوئین جاتی رہین اور امیدین انکی سب منقطع ہوگئین اُن نعمتون کے سبب جو اُسکی طرف سے اُنکے لیے ظاہر ہوئین اور اگر حق تعالیٰ تمام انبیا کو حکم دیتا کہ اُنکے لیے سوال کرین تو وہ بعضی چیزین اُنمین سے نہ مانگتے جو اُنکے لیے اللہ تعالی نے وحدانیت قدیم اور دوام ازلیہ اور علم سابق مین آمادہ اور مہیا کی ہین اور اُسکی معرفت اور اُنکی فراغ ہمت اور فراہمی خواہشون کی اُسمین مقدر اُنکے تھے تو اُسکے بندگان عام اُنپر حسد کرتے اگر اُنکے قلوب سے تمام ہموم دور ہوتے اور اُسکے معنی مین یہ ابیات پڑھتے شعر

كانت لقلبي اهواء مفرقة	فاستجمعت اذ رآك النفس اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده	فصرت مولى الورى من صرت مولائي
تركت للناس دنياهم و دينهم	شغلا بذكرك يا ديني و دنيائي

ترجمۂ فارسی

این دل دیوانہ را بودہ ست ہوای بیشمار	چون ترا دیدم فراہم گشت جملہ اندر کنار
پس شدہ ست حاسد مرا آنکس کزو بردم حسد	چون تو ام مولا شدی عالم مرا شد بندہ وار
دین و دنیا را برای مردمان بگذاشتم	شغل من ذکرت وزین ہم دنیا و دین ما توقرار

اور کبھی اُنس سے ہوتا ہی اُنس طاعت خدا اور اُسکے ذکر اور اُسکے کلام کی تلاوت کا

اور تمام ابواب جو قربات کے ہین - اور اسقدر اُنس سے ایک نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ہی مگر یہ وہ حال اُنس نہین ہی جو مجنون کے لیے ہوتا ہی اور اُنس ایک حال شریف ہی
جو بصدق وید صفائی اور طہارت باطن سے اور کمال تقویٰ و قطع اسباب و علائق اور
سلب خطرات اور ہوا جس سے ہوتا ہی اور اسکی حقیقت میرے نزدیک وجود کی
صفائی اور رقت اور سیاہی ظلمت کی بھاری روشنی سے ہی اور روح کا پھیلنا فتوح
کے میدانون مین ہی اور اسکے لیے بنفسہ استقلال ہی جو قلب پر مشتمل ہی پس اُنس دل کو
استقلال کے ساتھ ہیبت سے جمع کرتا ہی اور ہیبت مین روح کا جمع ہونا اور بیٹھ جانا
محل نفس مین ہی اور یہ جسکا ہمنے بیان اور وصف کیا اُنس ذات سے ہی اور ہیبت
ذات لقا کے مقام پر اسوقت ہوتی ہی کہ گذرگاہ فنا سے عبور کر جائے اور وہ دونون
اُنس اور ہیبت کے سوا ہین جو وجود فنا سے جاتے رہتے ہین اسواسطے کہ ہیبت
اور اُنس جو قبل از فنا ہین وہ صفات جلال و جمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوئے ہین
اور یہ مقام تلوین کا ہی اور جو ہمنے ذکر کیا ہی کہ بعد فنا کے ہی وہ مقام تمکین اور بقا
مین مطالعۂ ذات سے ہی اور اُنس سے نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت اُسکا خشوع ہی
اور خضوع و خشوع دونون قریب ہین اور ایک فرق لطیف کے ساتھ جو پاے
روح مدرک ہوتا ہی دونون جدا جدا ہوتے ہین - اور بعض احوال سے قرب ہی اللہ
تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے فرمایا ہی واسجد واقترب یعنی اور
تو سجدہ کر اور تو نزدیک ہو اور تحقیق حدیث مین آیا ہی کہ سب سے زیادہ قریب بندہ
اپنے رب سے سجدہ مین ہوتا ہی اسواسطے کہ سجدہ کرنے والا جب کہ اُسے سجدہ کا
مزہ چکھایا جائے قربت حاصل کرتا ہی کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہی اور اپنے سجدہ سے

بساط کون ومکان کو طے اور نوردیدہ کرتا ہی خواہ وہ پیدا ہو گیا ہو یا آیندہ پیدا ہووے
اور ردائے عظمت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہی اور وہ قریب ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ ہر آئنہ مین حضوری پاتا ہون سومین کہتا ہون یا اللہ خواہ یا رب پھر اُسے
مین اپنے او پر گران تر بہا ڑوان سے پاتا ہون سوال کیا گیا کہ یہ کس سبب سے جواب
دیا کہ سبب یہ ہی کہ ندا اور پکار پردہ کے پیچھے سے ہوتی ہی اور آیا تمنے کسی ہمنشین کو
دیکھا ہی کہ وہ اپنے ہمنشین کو پکارے اور یہ بجز اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی
اور ملاطفات کے نہین اور یہ مرتبہ جسکا قائل نے وصف کیا ہی مقام غریب ہی یعنی
قرب متحقق ہی مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور مشیر سکر ہی جو اُس شخص کے لیے ہوتا ہی
جسکا نفس غائب اُسکی روح کے نور مین ہوجاتا ہی اسواسطے کہ سکر اُسکا غالب
اور محویت اُسکی قوی ہی پھر جب کہ ہوش مین آیا تو روح نفس سے اور نفس روح
سے خلاص پاتا ہی اور بندہ سے ہر ایک اپنے محل و مقام کی طرف عود کرتا ہی
پھر نفس مطمئنہ کی زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کی طرف راجع ہی
یا اللہ و یا رب کہتا ہی اور روح اپنے فتوح وکشود اور کمال حال کے ساتھ اقوال
سے مستقل ہوتی ہی اور یہ کامل اور قریب تر اول سے ہی اسواسطے کہ حق قرب
اُسنے استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اسطرح کہ حکم
نفس محل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قرب کا حصہ نصیب روح کو اس سبب سے
بڑھتا ہی کہ رسم عبودیت نفس کی طرف سے قائم ہوتی ہی۔ اور جنید نے کہا کہ ہر آئنہ
اللہ تعالی اپنے بندون کے قلوب سے نزدیک اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر کہ بندون
کے قلوب کو اپنے سے قریب دیکھتا ہی پس دیکھو کسقدر قریب تیرے قلب سے

ہوتا ہی۔ اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہو کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہوگا وہ قریب نہوگا یہان تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ دید قرب سے قرب کے سبب جاتا رہے تو یہ قرب ہی اور ایک نے صوفیہ مین سے یہ ابیات کہے ہین

قد تحققتک فی السر فناجاک لسانی ۔۔۔ فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعان

ان یکن غیبک التعظیم عن لحظ عیانی ۔۔۔ فلقد صیرک الوجد من الاحشار دانی

ترجمہ

من ترا در سر خود کردم درست انگہ زبان

باتو ہم راز آمدہ است زان شد مرا در دل نشان

گہ پریشان گاہ جمع و ہر دو را معنے ست بس

گر جلال و عظمت پوشیدہ دارد از عیان

وجہ گرداند ترا برمن زرگ جانم قریب

زان تفرق زین فراہم این معانے را بدان

ذوالنون نے کہا ہی کہ اللہ تعالی سے کوئی زیادہ قربت مین نہین بڑھا مگر یہ کہ ہیبت اسکی زیادہ ہوئی۔ اور سہل نے کہا کہ مقامات قرب سے ادنی مقام حیا ہی اور نصیر آبادی نے کہا ہی کہ اتباع سنت سے تو معرفت کو پہونچیگا اور ادا سے فرایض سے تو قرب حاصل کریگا اور نوافل کے روزمرہ سے محبت کو اور بعضے احوال سے حیا ہی اور حیا وصف عام پر ہی اور وصف خاص پر اٗسین سے وصف عام سو وہ یہ ہی کہ جسکا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین حکم دیا ہی استحیوا من اللہ حق الحیاء یعنی اللہ تعالی سے شرماؤ جو حق شرم کرنے کا ہی حاضرین نے

کہا ہم شرماتے ہین یارسول اللہ آپ نے فرمایا یہ نہین ہی مگر جو شخص اللہ سے حیا کرے تو چاہیے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراہم کرے اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُسنے اللہ سے حیا کی جو اُسکا حق ہی اور یہ حیا مقامات مین سے ہی اور حیاے خاص احوال سے ہی اور یہ وہ ہی جو عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا مین اندھیرے گھر مین غسل کرتا ہون اور اللہ سے حیا کے سبب لپٹا جاتا ہون - ابو العباس سودب نے کہا کہ مجھسے سری نے کہا کہ مین جو تجھسے کہتا ہون اُسے یاد رکھ کہ حیا اور اُنس قلب کے آس پاس گھومتے ہین سو اگر اُسمین زہد اور ورع دیکھتے ہین تو اُترتے ہین نہین تو چل دیتے ہین اور حیا روح کا سر جھکانا ہی بزرگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس روح کا لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہی پھر جب وہ دونون جمع ہوگئے تو وہ منتہاے آرزو ہی اور انتہا کی عطا ہی اور شیخ الاسلام نے یہ اشعار پڑھے

اشتاقہ فاذا بدی اطرقت من اجلالہ	لاخیفۃ بل ہیبۃ وصیانۃ لجمالہ
الموت فی ادبارہ و العیش فی اقبالہ	واصدعنہ اذا بدا وارومُ طیف خیالہ

ترجمہ

مشتاق مین تھا وہ کھلا عظمت سے اُسکا سر جھکا	ڈر کچھ نہ تھا ہیبت مگر او حفظ مین اُسکا جمال
جانے مین اُسکے موت ہی آنے مین اُسکے زندگی	منھ پھیر لون جب وہ کھلے اور تب ڈھونڈون اُسکا خیال

بعضے حکما نے کہا ہی کہ جسنے حیا مین کلام کیا اور اللہ سے وہ حیا نہین کہ اُن باتون مین جنکے اندر گفتگو کرتا ہی تو وہ مستدرج ہی اور قریب عذاب کے ہی اور

ذوالنون نے کہا ہی کہ حیا قلب مین ہیبت کا موجود ہونا ہی اُس شی کی عظمت کے ساتھ جو پہلے تیری طرف سے میرے پروردگار کی طرف سبقت کر گئی ہی۔ اور ابن عطا نے کہا ہی علم اکبر ہیبت اور حیا ہی سو جب اُس سے ہیبت اور حیا جاتی رہی تو اُسمین خیر نہین۔ اور ابو سلیمان کا قول ہی کہ بندون نے چار درجون پر عمل کیا ہی خوف پر اور رجا پر اور تعظیم پر اور حیا پر اور درجہ مین شریف تر سب سے وہ ہی جسنے حیا پر عمل کیا اس بنا پر کہ اُسکو یقین ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعم ہر حال مین اُسکو دیکھتا ہی شرماتے ہوے زیادہ اُس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہون سے شرماتے ہون۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ شرمانے والون کے دلون پر غالب ہمیشہ اجلال اور تعظیم ہی جب کہ اللہ تعالیٰ اُنکی طرف دیکھتا ہی۔

اور بعضے احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہی اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہی اور بعضون نے کہا اتصال یہ ہی کہ بندہ کو بجز خالق اُسکے کے کوئی حاضر نہو اور اُسکے سر کو صانع کے سوا دوسری خاطر متصل نہو۔ اور سہل بن عبداللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت دیگئی سو وہ متحرک ہوا اور اگر سکون کیا تو وہ متصل ہوگئی۔ اور یحیی بن معاذ رازی نے کہا عمل کرنے والے چار ہین تائب زاہد مشتاق واصل بس تائب اپنی توبہ سے محجوب ہی اور زاہد اپنے زہد سے اور مشتاق اپنے حال سے محجوب ہی اور جو واصل ہی اُسکو حق سے کوئی حاجب نہین ہی اور ابو سعید قرشی نے کہا ہی واصل وہ ہی

جسے اللہ سے ملے پھر اُسے قطع کا ہمیشہ خوف نہین اور منفصل وہ ہی جو اپنی جہد سے متصل ہوا اور حجب کبھی بست جہد مین ہوا منقطع ہوگیا اور یہ جسکا ذکر کیا حال وید اور فراد کا ہی اسواسطے کہ ایک اُن دونون مین سے کشفون سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا اجتہاد کی طرف پھیرا گیا - اور ابویزید نے فرمایا ہی کہ واصلین تین قسم کے ہین قصد انکا اللہ ہو اور شغل اُنکا فی اللہ ہو اور رجوع اُنکی الی اللہ ہو - اور سیاری کا قول ہی کہ وصول مقام جلیل ہی اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ اپنے ساتھ وصل کرے تو اسپر راہ مختصر کردی اور بعید اُسکے قریب ہوگیا - اور جنید کا قول ہی کہ واصل وہ واصل اپنے رب کے پاس ہی - اور رویم نے کہا اہل وصول کو اللہ تعالی نے قلوب اُنکے ملا دیے سو محفوظ القوی اور ممنوع خلق سے ہمیشہ ہین - اور ذوالنون نے کہا کوئی نہین پلٹا جو کوئی پلٹا مگر طریق سے اور کوئی اُسکو نہین پہونچا کہ اُس سے رجوع ہوا ہو - اور جاننا چاہیے کہ اتصال اور مواصلت کی طرف مشائخ نے اشارہ کیا ہی اور جو کوئی یقین صافی کو ذوق اور وجد کے طریق کے طریق سے پہونچا تو وہ وصول کے ایک رتبہ مین ہی پھر اُنمین بھی تفاوت کرتے ہین سو اُنمین سے جو شخص اللہ کو بطریق افعال پاتا ہی اور وہ رتبۂ تجلی مین ہی تو اُسکا اور غیر کا فعل فانی ہو جاتا ہی اسواسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم ہی اور اُس حالت مین تدبیر اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہی اور یہ ایک مرتبہ وصول مین ہی اور بعضے اُنمین سے وہ ہین جو مقام ہیبت اور اُنس مین توقف کرتے ہین اُن باتون کے سبب کہ جسکے ساتھ کشف قلب اُنکا ہوتا ہی یعنی جلال اور جمال سے اور یہ تجلی بطریق صفات ہی اور وہ ایک رتبہ وصول مین ہی اور اُنمین سے بعضے وہ ہین جو مقام

فنا کو ترقی کرتے ہین س حالت سے کہ انوار یقین ومشاہدہ اُسکے باطن کو مشتمل ہین اور وہ اپنے وجود مین اُسکے شہود مین غائب ہی اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہی اُن لوگون کے لیے جو خاص مقربین سے ہین اور یہ مقام ایک مرتبۂ وصول مین ہی اور اسکے اوپر حق الیقین ہی اور دنیا مین اُس سے خواص کے لیے ایک چشم زدن ہی اور وہ نور مشاہدہ کا سریان کلیہ بندہ مین ہی یہان تک کہ اُس سے روح قلب اور نفس حتی کہ قالب اُسکا بہرہ مند ہوتا ہی اور یہ اعلی مرتبہ وصول کا ہی اور جب کہ حقائق متحقق ہون تو بندہ اُن احوال شریفہ کے ساتھ جانتا ہی کہ وہ پہلی منزل مین دور پڑا ہوا ہی پھر وصول کہان افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ابدی مین کبھی قطع نہین ہو سکین پھر کسطرح دنیا کی چھوٹی عمر مین قطع ہون۔

اور اُن احوال سے قبض اور بسط ہین

اور وہ دونون احوال شریف ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی واللہ یقبض ویبسط اور اُن دونون احوال مین مشائخ نے کلام کیا ہی اور اشارات کے ساتھ بتلایا ہی جو علامات قبض وبسط کے ہین اور اُنکی حقیقتون سے مین کشف نہین پاتا۔ اسواسطے کہ اُنھون نے اشارہ پر اکتفا کی ہی اور اشارہ اہل کو قانع کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ اُنمین پورا کلام کرون شاید کہ طالب اُسکی طرف شائق ہو اور تفصیل قول کی اُسمین چاہتا ہو اور اللہ بہتر دانا ہی۔ اور جاننا چاہیے کہ قبض اور بسط کے لیے ایک موسم خاص اور وقت لازمی ہی کہ نہ اُسکے پہلے وہ ہوتے ہین اور نہ اُسکے بعد ہوتے ہین اور اُن دونون کا وقت اور موسم محبت خاص کے اوائل حال مین

ہوتا ہی اور نہ اُسکی نہایت مین اور نہ حال محبت خاص سے پہلے ہوتا ہی سو جو کوئی
محبت عامہ کے مقام مین ہو جو بحکم ایمان ثابت ہو اُسکے لیے قبض ہی نہ بسط
صرف خوف اور رجا ہوتا ہی اور کبھی حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہی
اور اُسکو قبض اور بسط خیال کرتا ہی حال آنکہ یہ وہ نہین ہی اور یہ اسکے سوا نہین
کہ وہ ایک ہم و رنج ہی جو اُسکو عارض ہو جاتا ہی سو اُسکو قبض تصور کرتا ہی
اور ایک جنبش نفسانی اور نشاط طبعی ہی جسکو وہ بسط گمان کرتا ہی اور ہم و نشاط
دونون محل نفس سے صادر ہوتے ہین اور اُسکے جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس
کے باقی ہین اور جب تک کہ صفت مادیہ کی جو اُسین ہی نفس مین باقی ہی اُس سے
اہتزاز اور نشاط پیدا ہوتا ہی اور ہم سوزش اُنس نفس کی اور نشاط ایک بلندی
موج نفس کی ہی جب کہ دریاے طبیعت متلاطم ہو اور جب کہ محبت عام کے حال
سے محبت خاص کے اوائل کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب قلب
اور صاحب نفس لوامہ ہو جائیگا اور اُسوقت نوبت بنوبت اُسمین قبض و بسط آئیگا
اسواسطے کہ وہ رتبۂ ایمان سے رتبۂ ایقان و حال محبت خاص کو ترقی کر لیا سو کبھی
حق اُسکو قبض کرتا ہی اور کبھی بسط کرتا ہی۔ واسطی نے کہا ہی کہ وہ قبض کرتا اُس
چیز سے تجھے ہی جو تیرے واسطے ہی اور بسط تجھے اُس چیز مین دیتا ہی جو اُسکے
لیے ہی۔ اور نوری نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ کرتا ہی اور بسط تیرا اپنے واسطے
کرتا ہی اور جاننا چاہیے کہ وجود قبض صفت نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہی اور ظہور
بسط ظہور صفت اور غلبۂ قلب سے ہی اور نفس جب تک لوامہ ہی تب تک وہ کبھی
مغلوب ہی اور کبھی غالب ہی اور قبض و بسط اُسکے اعتبار سے اُس سے ہوتا ہی

اور صاحب قلب حجاب نورانی کے نیچے ہی اسواسطے کہ قلب اُسکا موجود ہی جسطرح
صاحب نفس حجاب ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب
سے ترقی کرے اور اُسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حال نہ مقید کرتا ہی اور نہ اُسمین
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض وبسط کے تصرف سے باہر ہو جاتا ہی سو نہ قبض
مین ہوتا ہی اور نہ بسط مین جب تک کہ وہ وجود نورانی سے کہ وہ قلب ہی آزاد
اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجاب نفس وقلب ہی پھر جب کہ فنا وبقا سے وجود
کی طرف پلٹے تو وہ وجود نورانی کی طرف جو قلب ہی پلٹیگا سو اُسوقت قبض وبسط
بھی عود کریگا اور جب تک فنا اور بقا کے ساتھ رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی
فارس نے کہا اول قبض ہی بعد اسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ
قبض وبسط وجود مین واقع ہوتا ہی مگر فنا اور بقا کے ساتھ سو نہین ہی پھر قبض
کبھی عقوبت افراط بسط کے لیے ہوتی ہی اور نہ اسواسطے کہ وارد منجانب اللہ
قلب پر وارد ہوتا ہی تو قلب راحت اور فرحت اور بشارت سے مملو ہو جاتا ہی سو
اس حالت مین نفس استراق سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگاکر سنتا ہی اور اپنا
حصہ لیتا ہی اور جب وارد غیبی کا اثر نفس کو پہونچتا ہی تو وہ بالطبع طغیان اور
بسط مین افراط کرتا ہی یہان تک کہ بسط نشاط کے ہمشکل ہو جاتا ہی اور اگر نفس
کی تادیب اور تعدیل کیجائے اور کبھی طغیان سے اور کبھی عصیان سے نفس
جاری نہو تو صاحب قلب کو قبض نہو اور ہمیشہ روح اور اُنس اُسکو حاصل رہے
اور اعتدال جو قبض کا سدباب کرتا ہی اس قول آلہی سے اخذ کیا گیا ہی لکیلا تاسوا
علی مافاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنی تاکہ نا امید نہو تم اوپر اُس چیز کے کہ جو ہاتھ نہ آئے

اور تاکہ خوش نہو تم ساتھ اُس چیز کے کہ تمکو اُسنے دی سو وارد فرح کا جب تک کہ روح
اور قلب پر موقوف ہی وہ کثافت اور تیرگی نہین قبول کرتا اور نہ صاحب فرح
قبض کا مستوجب ہی علی الخصوص جب کہ فرح مین لطافت اُس وارد سے آجائے
جو ابواء اور ہیبت الی اللہ ہی اور جب اللہ تعالی کو ملجا وماوا کرنے کی التجا نہ کی تو
نفس تاک لگاتا ہی اور اپنا حصّہ فرح سے پاتا ہی اور وہ فرح اُس چیز کے باعث ہی
جس سے بغیر ممانعت اور نہی آئی ہی تو بعض اوقات قبض اُسکے سبب ہوتا ہی
اور یہ گناہ لطیف ہی جو موجب قبض ہی اور نفس مین اُسکے حرکات اور صفات
سے بہت کود پھاند ہین جو باعث قبض ہین زان بعد خوف ورجا کو نہ صاحب
قبض وبسط اور نہ صاحب انس وہیبت نیست ونابود کرتا ہی اسواسطے کہ وہ
دونون ضرورت ایمان سے ہین اسلیے وہ معدوم نہین ہوتے اور قبض وبسط
صاحب ایمان کے سامنے معدوم ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ خطر قلب
سے ناقص ہی اور صاحب فنا وبقا اور قرب کے سامنے معدوم اس واسطے
ہوتے ہین کہ وہ قلب سے خلاص ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ باطن پر قبض اور
بسط وارد ہوتا ہی اور سبب اُسکا معلوم نہین ہوتا اور قبض وبسط کا سبب مخفی
نہین رہتا مگر ایسے شخص پر جو کم بہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے
محکم ہو۔ اور جسنے علم حال ومقام کو مضبوط ومستحکم کرلیا ہی اُسپر قبض وبسط کا
سبب پوشیدہ نہین اور بسا اوقات قبض وبسط کا سبب اُسپر مشتبہ ہوجاتا ہی
جسطرح کہ ہم قبض سے اور نشاط بسط سے مشتبہ ہو اور اُسکا علم مخصوص اُسی کے
لیے ہی جسکا قلب مستقیم ہو اور جسنے قبض وبسط کو معدوم کردیا اور اُس سے آگے

ترقی کر گیا تو اُسکا نفس مطمئنہ ہی کہ اُسکے جوہر سے وہ آگ نہین نکلتی جو موجب قبض ہی اور نہ اُسکا دریاے طبیعت بادہوی سے متلاطم ہوتا ہی تاآنکہ بسط اُس سے ظاہر ہو اور بسا اوقات ایسے شخص کے لیے قبض وبسط فی نفسہ ہوتا ہی نہ من نفسہ سو اُسکا نفس مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہی سو قبض وبسط اُسکے نفس مطمئنہ مین جاری ہوتا ہی اور حال آنکہ اُسکے قلب کو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قلب کا حال یہ ہی کہ نور روح کی شعاعون سے متحصن ہی اور قرب کی آرامگاہ مین قرار گرفتہ ہی سو اُسکو قبض ہی نہ بسط ہی

اور بعض احوال سے فنا اور بقا ہی

ہر آئنہ علماے صوفیہ نے کہا ہی کہ فنا یہ ہی کہ اُس سے حظوظ فنا ہو جائین پس کسی چیز مین اُسکو حظ نہو بلکہ تمام اشیا سے وہ فنا ہو جاتا ہی اُس چیز کے شغل کے سبب جسمین وہ فنا ہو گیا ہی- اور عامر بن عبداللہ نے کہا ہی کہ مین نہین پروا کرتا ہون عورت کو مین نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اُس چیز مین محفوظ ہی جسپر وہ اللہ کے واسطے قائم ہی اور تمام مخالفتون سے رخ پھیرے ہوے ہی اور بقا اُسکے پیچھے پیچھے ہی اور وہ یہ ہی کہ وہ اُس شی سے فنا ہو جائے جو اُسکے واسطے ہی اور اُس شی کے لیے باقی رہے جو اللہ تعالی کے واسطے ہی- اور بعضون نے کہا ہی کہ باقی یہ ہی کہ کل اشیا اُسکے لیے شی واحد ہو جائے سو اُسکے تمام حرکات موافقت حق کے اندر بغیر مخالفت اُسکے ہون اور وہ مخالفات سے فانی اور موافقات سے باقی ہو- اور میرے نزدیک یہ جسکا ذکر اس قائل نے کیا ہی وہ توبۂ نصوح کی صحت کا مقام ہی اور فنا وبقا سے کسی بات مین نہین ہی اور اشارہ بقا سے

وہ ہی جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ اُسکو کسی شخص نے طواف کی حالت مین
سلام کیا اور اُسنے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی تو آپنے
جواب دیا کہ ہم اُس مکان مین اللہ تعالی کو دیکھتے تھے۔ اور بعضون نے کہا ہی
کہ فنا اشیا سے غائب ہونا ہی جیسے کہ فنا موسی کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار
نے پہاڑ پر تجلی فرمائی۔ اور خراز نے کہا ہی کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور متلاشی
ہوتا ہی اور بقا حضور مع الحق ہی۔ اور جنید نے کہا ہی کہ فنا عاجز ہونا کل کا
تیرے اوصاف سے اور سب کا اشتغال تجھسے بالکلیہ ہی۔ اور ابراہیم ابن
شیبان نے کہا ہی کہ علم فنا اور بقا اخلاص وحدانیت اور صحت عبودیت پر
دور اور گردش کرتا ہی اور جو چیز اسکے سوا ہی وہ مغالطون اور الحاد کے قبیل
سے ہی۔ اور خراز سے پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہی جواب دیا کہ جو فنا کا
دعوی کرے اُسکی علامت یہ ہی کہ اُسکا حظ بجز اللہ تعالی کے دنیا اور آخرت سے
جاتا رہے۔ اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ اہل فنا جو ہین اُنکی صحت فنا مین یہ ہی
کہ علم بقا اُنکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت یہ ہی کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو۔
اور جاننا چاہیے کہ مشایخ کے اقوال فنا اور بقا مین بہت ہین سو اُنمین سے
بعض اشارات فنا و مخالفات اور بقاء سوافقات کے جانب ہین اور یہ
وہ ہی کہ جسکو توبۂ نصوح مقتضی ہی اور وہ ثابت وصف توبہ کے ساتھ ہی اور
اُنمین سے بعضے اسطرف اشارہ کرتے ہین کہ رغبت اور حرص و را فنا ہل
ہو اور یہ وہ ہی جسکو زہد مقتضی ہی اور اُنمین سے اشارہ اس طرف کرتے ہین کہ
اوصاف مذمومہ فانی ہو جائین اور اوصاف محمودہ باقی ہین اور یہ وہ ہی جسکو

تزکیہ نفس مقتضی ہی اور بعضے اُنمین سے ایسے ہین کہ وہ فناے مطلق کی حقیقت کی طرف اشارہ ہی اور پھر جسقدر اشارات ہین اُنمین سے ہر ایک مین معنی فنا من وجہ لیے گئے فناے مطلق وہ ہی کہ جو امر حق سبحانہ وتعالی سے بندہ پر مستولی ہو جائے سو حق سبحانہ وتعالے کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فناے ظاہر اور فناے باطن پر منقسم ہی ازانجملہ فناے ظاہر یہ ہی کہ حق سبحانہ وتعالی تجلی بطریق افعال کرے اور بندہ سے اُسکے اختیار وارادہ کو سلب کرلے اور اُسوقت اپنے نفس نہ آپ سے غیر کے لیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ پھر اُسکو معاملہ مین اللہ تعالے کے ساتھ اُسکے موافق پکڑے حتی کہ مین نے سنا ہی کہ بعضے وہ لوگ جو اس مقام مین فنا سے قائم ہین بہت اوز اسطرح گذرانتے تھے کہ وہ نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہان تک کہ اُسکے لیے فعل حق مین ایسے تنہا رہجائے اور اُسکے لیے اللہ تعالی اُس شخص کو پہونچاتا ہی جو اُسکو کھلائے اور پلائے جسطرح چاہے اور پسند کرے اور یہ سمجھے اپنی جان کی قسم فنا ہی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس سے فنا ہوچکا ہی اور غیر سے بھی کہ اُسکی نظر اللہ تعالے کے فعل کی طرف ہی اسوجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہی۔ اور فناے باطن یہ ہی کہ کبھی مکاشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہوسکے باطن پر امر حق مستولی ہوجائے یہان تک کہ اُسکے لیے کوئی خطرہ نفسانی اور وسوسہ شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہین ہی کہ اُسکا احساس جاتا رہے اور کبھی بعض اشخاص کے لیے غیبت احساس کا بھی اتفاق ہوجاتا ہی اور یہ ضرورت فنا سے علی الاطلاق نہین ہی۔ اور مین نے شیخ ابو محمد بن عبداللہ

بصری سے سوال کیا اور کہا اُس سے آیا بقاے خیالات سر مین اور وجود دوسوس کا شرک خفی سے ہی۔ اور میرے نزدیک یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہی سوا سنے کہا یہ مقام فنا مین ہوتا ہی اور اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ شرک خفی سے ہی یا نہین یہ ایک حکایت مسلم بن یسار کی بیان کی کہ وہ نماز مین تھے اور اُسوقت جامع مسجد کا ایک ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدمہ سے اہل بازار گھبراے اور مسجد مین داخل ہوئے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گر جانے سے اُسکو حس نہین ہوئی سو یہ استغراق اور فناے باطن ہی بعدازان اُسکا ظرف وسیع ہو جاتا ہی یہان تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہو جاتا ہی اور اُسکے معنی یہ ہین کہ روحا اور قلبا اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہو اُس سے وہ غائب نہین ہوتا۔ اور اقسام فنا سے یہ ہی کہ وہ ہر ایک قول اور فعل مین مرجع اُسکا اللہ کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات اُمور مین ہوتا ہی تاکہ وہ سب اشیا مین باللہ نہ بنفسہ سو اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا منتظر فانی ہی اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور مین راجع الی اللہ اپنے باطن سے حرکات مین فانی ہی اور جو شخص کہ اُسکے اختیار کا مالک اُسکو اللہ تعالی نے کیا ہو اور اُسکو تصرف مین آزاد اور مطلق کر دیا ہو اختیار کرے جسطرح چاہے اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہی اور باقی اُس مقام مین ہی کہ نہ حق حاجب اُسکا خلق سے ہی اور نہ خلق اُسے حاجب حق سے ہی اور فانی حق کے ساتھ محجوب خلق سے ہی اور فناے ظاہر ارباب قلوب اور احوال کے پہلے ہی اور فناے باطن اُسکے

ایسے ہی جو احوال کی قید اور بیڑی سے رہا اور پابند ہوگیا نہ بالا احوال ور قلب سے خارج ہوگیا اور وہ اپنے مقلب کے ساتھ ہوگیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہوا۔

باسٹھوان باب ان کلمات کی شرح مین ہے جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہین

جابرؓ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معاون تقوی سے علم کا تجھے حاصل کرنا ہے یہان تک کہ تو جان لے علم ان چیزون کا جنکو تو نہین جانتا اور جو تو جان چکا ہے اسمین نقص قلت زیادت کی ہے۔ اور یہی بات ہے کہ آدمی نامعلوم چیزون کے جاننے مین رہا اور کم رغبتی یہ کرتا ہے کہ جو علم حاصل کیا اس سے انتفاع کم حاصل کرتا ہے۔ ہر آئنہ مشائخ صوفیہ نے بنیاد تقوی کو مضبوط اور مستحکم کیا اور علم کو اللہ تعالی کے لیے سیکھا اور اپنے تقوی کے موقع کے لیے عمل ان چیزون پر کیا جنکو انھون نے علم جانا پس اللہ تعالی نے وہ چیزین انکو تعلیم کین غرائب علوم اور اشارات دقیق سے جو وہ نہین جانتے تھے اور اللہ تعم کے کلام سے غرائب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور انکے قدم کو علم مین راسخ کر دیا۔ ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ کلام اللہ کا اول فہم یہ ہے کہ اس کلام پاک پر عمل کرے اسواسطے کہ علم اور فہم اور استنباط اسمین ہے اور آغاز فہم کا یہ ہے کہ کان اسپر رکھے اور اسکے اس قول پاک بلند کو مشاہدہ کرے ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب او القی السمع وہو شہید یعنی البتہ اس مقدمہ مین نصیحت ہے واسطے اس شخص کے کہ دل رکھے یا کان رکھے متوجہ ہو کر۔ اور ابو بکر واسطی نے کہا ہے کہ علماے راسخ علم مین وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب الغیب اور سر السر مین ثابت قدم

اور استوار ہوگئے ہین پھر اُنکو واقف کردیا اُن علوم سے جن سے اُنھین واقف
کردیا اور اُنسے ارادہ اُن مقتضاے آیات کا کیا جو اُنکے غیر سے نہین کیا اور وہ
لوگ دریاے علم مین فہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کرین اُسوقت فہم
سے اُنھین وہ ذخیرے خزائن کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ مین تھے اور
عجائب نفس مکشوف ہوے تب اُنھون نے درّ و جواہر نکالے اور حکمت کے ساتھ
اُنھون نے کلام کیا۔ اور البتہ حدیث مین وارد ہی جناب رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے بروایت ابی ہریرہ کہ آپ نے فرمایا ہی کہ ہر آئنہ بعضے ایسے علم ہین
جیسے درمکنون کہ اُسکو کوئی بجز علماے باللہ کے دوسرا نہین جانتا پھر جب کہ اُسکے
ساتھ کلام کیا تو اُسکا انکار نہین کرتا مگر وہ شخص جو مغرور باللہ ہی۔ قریشی سے مسموع
ہی کہ وہ کہتا تھا کہ وہ علم اسرار اللہ تعالے کے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا اور اولیا
اور سادات کبری کو عنایت فرمائے ہین بدون اسکے کہ وہ کسی سے سنین اور یا کسی
سے پڑھین اور یہ اُن اسرار مین سے ہین کہ چند بجز خواص کے اور کوئی مطلع
نہین ہوا۔ اور ابوسعید خراز کا قول ہی کہ عارفین باللہ کے لیے بہت خزانے ہین
جنمین امانت بہت علوم غریبہ اور اخبار عجیبہ رکھے ہین کہ اُنمین لسان ابدیت
سے تکلم کرتے ہین اور اُنسے بعبارت ازلیت خبر دیتے ہین اور وہ علم مجہول
سے ہی سو اُسکا یہ قول کہ بزبان ابدیہ اور عبارت ازلیہ اشارہ اسکی طرف ہی کہ
وہ لوگ اللہ کے ساتھ نطق اور کلام کرتے ہین اور ہر آئنہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا ہی بی ینطق اور وہ علم لدنی ہی کہ اللہ تعالی نے اُسکی
نسبت خضر کے حق مین فرمایا ہی آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما یعنی ہمنے

اُسکو اپنے پاس سے رحمت دی اور ہمنے اُسکو اپنے پاس سے علم سکھایا سو بعض
اُنمین سے جسکو اُنکی زبانون نے کلمات سے مستعمل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھاوے
اور اُنکی طرف سے ایک اشارہ ان احوال کی طرف ہی جنکو وہ پاتے ہین اور ایسے
معاملات دلی ہین جنکو وہ جانتے ہین اُنکا قول ہی - جمع و تفرقہ بعضون کا قول
ہی کہ جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالی کا یہ قول ہی شہد اللہ انہ لاالہ الا ہو سو یہ جمع ہی
بعد ازان تفریق کی اور فرمایا والملائکۃ واولوا العلم اور قول اللہ تعالی کا آمنا باللہ جمع
ہی اور یہ تفریق لیے اس قول سے وما انزل الینا اور جمع اصل ہی اور تفرقہ فرع ہی
پس جتنے جمع بلا تفرقہ ہین وہ زندقہ اور الحاد ہین اور جسقدر تفرقہ بلا جمع ہین وہ تعطیل ہی
اور جنید نے کہا ہی کہ قرب بالوجد جمع ہی اور غیبت اُسکی بشریت مین تفرقہ ہی اور
بعضے کہتے ہین کہ جمع اُنکی معرفت مین اور فرق اُسکا احوال مین ہی اور جمع
وہ اتصال ہی کہ صاحب جمع اُسکو ہمین مشاہدہ کرتا مگر حق پھر جب کہ اُسکے غیر کو دیکھا
تو جمع نہین اور تفرقہ شہود اُسکا جسے مباینہ سے چاہا اور عبارات صوفیہ اُنمین
بہت ہین - اور مقصود یہ ہی کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ تجرید توحید
کی طرف کیا ہی اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکتساب کی طرف کیا ہی بنابران کوئی
جمع نہین مگر تفرقہ کے ساتھ اور کہتے ہین فلان عین جمع مین ہی کہ اُس سے عنوان
اُسکا کرتے ہین کہ استیلا و مراقبہ حق کا اُسکے باطن پر ہی پھر جب کہ اُسنے
اپنے اعمال سے کسی چیز کی طرف رجوع کی تو تفرقہ کی طرف رجوع کی پس
جمع کی صحت تفرقہ کے ساتھ ہی اور تفرقہ کی صحت جمع کے ساتھ ہی سو یہ جو ہی
اُسکا حاصل اسکی طرف راجع ہی کہ جمع علم باللہ سے اور تفرقہ علم بامر اللہ سے ہی اور

ان دونون سے چارہ نہین ہی - مزین نے کہا ہی کہ جمع عین فنا باللہ ہی اور تفرقہ عبودیت ہی کہ اُسکا بعض متصل بعض ہی اور ہر آئنہ قوم نے غلطی کی اور اُنھون نے دعوی کیا کہ وہ عین جمع مین ہین اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو معطل کر دیا اور وہ لوگ زندیق ہو گئے اور جمع بھی حکم روح ہی اور تفرقہ حکم قالب ہی اور جب تک یہ ترکیب باقی ہی تو جمع اور تفرقہ سے گزیر نہین ہی اور واسطی نے کہا ہی کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ مین تو پڑ گیا اور جب اپنے رب کی طرف دیکھے جمع مین تو ہی اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہی تو فانی ہی بلا جمع اور بلا تفرقہ کے - اور بعضون نے کہا ہی جمع اُنکی بذاتہ ہی اور تفرقہ اُسکا فی صفاتہ ہی اور کبھی وہ جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہین کہ جب اُسنے اپنے نفس کے لیے کسب ثابت کیا اور اپنے اعمال کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ مین ہی اور جب کہ اشیا کو حق کے ساتھ ثابت کیا تو جمع مین ہی اور تمامی اشارات اِس بات کی خبر دیتے ہین کہ کون تفرقہ ڈالتا ہی اور مکون جمع کرتا ہی سو جسنے مکون کو یکتا کر لیا تو اُسنے جمع کی اور جسنے کون کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ مین پڑا تو تفرقہ عبودیت ہی اور جمع توحید ہی پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب کیا تو صاحب تفرقہ ہو گیا اور جو اثبات اُسکا باللہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا تو وہ جمع الجمع ہی اور ممکن ہی یہ کہا جائے کہ افعال کا دیکھنا تفرقہ ہی اور صفات کا دیکھنا جمع ہی اور ذات کا جمع الجمع ہی - بعض صوفیہ سے لوگون نے حال موسی علیہ السلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام تھا تو کہا موسی موسی سے فنا ہو گیا سو موسی کو موسی سے کچھ خبر نہ تھی پھر کلام اور کلام کرنے والا اور کلام

جس سے کیا وہ تھا اور کیونکر موسی کو طاقت اسکی تھی کہ بار خطاب کو اٹھاتا اور جواب دیتا اگر وہ اسکی نہ سماعت کرتا اور اسکے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی نے اسکو ایک قوت بخشی تھی اس قوت سے اسنے سنا اور جو یہ قوت نہوتی تو سماعت پر قادر نہوتا اور قائل نے مثال دیکر یہ ابیات پڑھے نظم

وبدا له من بعد ما اندمل الهوى	برق تالق موهنا لمعانه
يبدو كحاشية الرداء ودونه	صعب الذرى متمنع اركانه
فبدا لينظر كيف لاح فلم يطق	نظرا اليه ورده اشجانه
فالنار ما اشتملت عليه ضلوعه	والماء ما سمحت به اجفانه

ترجمہ از مترجم فارسی

برتست بشک آن نہ کہ آن ماہ روی بود	از خشم روی خود بمن آن مہ چنان نمود
یا گوشۂ ردا است کہ آن دلربای من	زان دست بر بلند شوامخ ہمی ربود
پیدا شدہ است تا من ناظر شوم برو	لیک آن زمان عشق شدت در میان چو دود
وجہ آنکہ ہر دو پہلو بروے شود بہم	آب آنکہ نوک مژگان ز ہر م برین صدد

اور بعض انکا قول تجلی اور استتار ہی

جنید نے کہا کہ وہ تادیب اور تہذیب اور تذویب ہی سو تادیب مقام استتار کا ہی اور وہ عوام کے لیے ہی اور تہذیب خواص کے لیے ہی اور وہ تجلی ہی اور مدحت یعنی گداز اولیا کے لیے ہی اور جو مشاہدہ ہی اور استتار اور تجلی مین حاصل اشارات کا صفات نفس کے ظہور کی طرف راجع ہی اور اسی مین سے

استتار ہی اور وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات قلب کے ساتھ ہی اور اُسی مین سے تجلی ہی پھر تجلی کبھی بطریق افعال ہوتی ہی اور کبھی بطریق صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہی اور حق تعالی نے رحمت کے سبب موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہی پس خواص کے لیے تو اسوجہ سے کہ وہ لوگ اُسکے ساتھ مصالح نفوس کی طرف رجوع کرتے ہین اور غیر خواص کے لیے اسوجہ سے کہ اگر وہ مواضع استتار نہوتے تو اُنسے اور لوگ انتفاع حاصل نہ کرتے اسواسطے کہ اُنکو جمع الجمع مین استغراق اور اُنکا بروز اللہ واحد قہار کے لیے ہوتا ہی۔ بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے یہ ہی کہ شہود اسطرح نہو کہ اُسپر تعبیر متسلط ہو اور اسپر فہم حاوی ہو جائے سو جسنے تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہی نہ کہ ناظر اجلال۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی پردہ ہاے بشریت کا اُٹھنا ہی نہ یہ کہ ذات حق عز وجل کے ساتھ متلون ہو اور استتار یہ ہی کہ بشریت تیرے اور شہود غیب کے درمیان حائل ہو

اور بعضے اُنہین سے تجرید اور تفرید ہی

ایک اشارہ اُنہین سے تجرید اور تفرید مین ہی اور وہ یہ ہی کہ بندہ اغراض سے مجرد اور خالی ہو جائے اُن باتون مین جنکو وہ کرتا ہی نہین کرتا اُسکو جیسے وہ کرتا ہی کہ دنیا اور آخرت کے اغراض پر اُسے نظر ہو بلکہ جو کچھ اُسے حق عظمت سے مکشوف ہوا اُسکو بروے عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش کے موافق ادا کرتا ہی اور تفرید یہ ہی کہ اپنے نفس کو اُن کامون کے اندر نہ دیکھے

جو وہ کرتا ہی بلکہ وہ احسان الٰہی اپنے اوپر دیکھتا ہی پس تجرید اغیار کی نفی سے ہی اور تجرید اپنے نفس کی نفی سے اور استغراق نفس سے جو نعمت الٰہی کے اندر مرتبہ ہوتا ہی اور کسب سے غیبت ہوتی ہی

اور بعضے انمین سے وجد اور تواجد اور وجود ہی

سو وجد وہ ہی جو باطن اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کی سے خوشی سے یا رنج سے اور اُسکو متغیر صورت مین کر دیتا ہی اور وہ اللہ تعالی کی طرف تاک لگاتا ہی اور وہ ایک فرحت ہی کہ اُس سے مغلوب بصفات نفس خود پاتا ہی اور اُس سے اللہ تعالی کی طرف دیکھتا ہی۔ اور تواجد وجد کا ذکر اور فکر کے ساتھ کشش کرتا ہی۔ اور وجود وجد کے سوراخ کا وسیع ہونا اس سبب سے ہی کہ وجدان کی فضا مین نکل جاتا ہی تو وجد وجدان کے ساتھ نہین ہی اور عیان کے ساتھ خبر نہین ہی تو وجد عرضیہ زوال کے ساتھ ہی اور وجود ثابت مثل ثبوت جبال ہی اور البتہ کہا گیا ہی نظم

قد کان یطربنی وجدی فاقعدنی	عن رویۃ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد راحتہ	والوجد عند حضور الحق مفقود

ترجمہ از مترجم فارسی

خوشا حالی کہ در وجدت ولیکن دادز و مرجود	خلاص این نفس آنکو زبہر او جنانمیبود
دہد وجد طرب ورا کہ دیدار وی در وجدت	فنا در حضور حق شود آن وجد نو مقصود

اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہی

غلبۂ وجد متلاحق ہی پس وجد تجلی کی مثال ظاہر ہوتا ہی اور غلبہ مثل اسکے ہی کہ تجلی متواتر لاحق ہوا اور تواتر اُسکا تمیز نہ ہو سکے سو وجد جلد منقطع ہو جاتا ہی اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہو کر باقی رہتا ہی

اور بعضے اُنمین سے مُسامرہ ہی

اور وہ ارواح کا تفرد ہی جب کہ وہ سرگوشی چھپکر کرتی ہی اور سر السر مین اُسکی ترنم باتین ہین اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہی اسوجہ سے کہ روح اُسکے ساتھ متفرد ہی سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہی —

اور بعضے اُن اشارات سے سُکر اور صحو ہی

سُکر سلطان حال کا استیلا ہی اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہی - محمد بن حنیف کا قول ہی کہ سکر جوش قلب کا ہی جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہون - اور واسطی نے کہا ہی کہ وجد کے مقامات چار ہین ذہول پھر حرب پھر سُکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سنا پھر اُسکے قریب ہوا پھر اُسکے اندر گھسا پھر اُسکو لہرون نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اسکے جس شخص پر کہ سرایت حال کا اثر باقی ہی تو اُسپر اثر سکر کا ہی اور جو شخص کہ اُسکی ہر ایک شی اپنی قرارگاہ پر آگئی تو وہ صاحی ہی پس سکر اہل قلوب کے لیے ہی

اور صحو اُنکے لیے جنکو غیب کے حقائق مکشوف ہوتے ہین۔

اور بعضے اُنمین سے محو اور اثبات ہی

محو اوصاف نفوس کے دور ہونے سے ہی اور اثبات اُس چیز کے باعث ہی
اُنپر آثار حب سے پیالہ دور مین لائے جاتے ہین۔ یا کہ محو رسوم اعمال کا محو و منسی ہونا
اُس نظر فنا سے ہی جو اپنے نفس اور افعال نفس پر ہی اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا
اُس شی کے ساتھ ہی کہ حق نے اُسکے لیے وجود سے پیدا کیا تو وہ بالحق ہی نہ بنفسہ اور
حق اُسکو ثابت از سر نو کر دیتا ہی بعد ازان کہ اُسکو اوصاف اُسکے سے محو کر دیا اور
مٹا دیا ہی۔ ابن عطا نے کہا ہی کہ اُنکے اوصاف مٹاتا ہی اور انکے اسرار ثابت کرتا ہی

اور بعضے اُنمین سے علم یقین اور عین یقین اور حق الیقین ہی

سو علم یقین وہ ہی جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہو اور عین الیقین وہ ہی جو
بطریق کشف اور نوال کے ہو اور حق الیقین وہ ہی کہ ناظم وصال کے ورود سے
منفصل آب و گل کی لوث سے بالتحقیق ہو گیا۔ فارس کا قول ہی کہ علم الیقین
وہ ہی جسمین اضطراب نہو اور عین الیقین وہ علم ہی جسمین اللہ تعالیٰ نے اسرار کو
امانت رکھا ہو اور علم جب صفت یقین سے علیحدہ ہوا تو وہ علم بالشبہہ ہو گا اور
جب اُسکے ساتھ یقین منضم ہو گیا تو وہ علم بلا شبہہ ہی اور حق الیقین حقیقت
اُس شی کی ہی جسکا اشارہ علم الیقین اور عین الیقین نے کیا ہی۔ اور جنید رحمہ نے
کہا حق الیقین وہ ہی کہ بندہ اُسکے ساتھ متحقق ہوا اور وہ یہ ہی کہ مشاہدہ غیوب ایسی ہی

کرے کہ مرئیات کا مشاہدہ مشاہدہ عیان کرتا ہی اور غیب پر حکم کرتا ہی اور اُسے ہی خبر دیتا ہی جیسا کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے خبر دی جب کہ جواب اُسنے دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیال کے لیے کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اُسکے رسول کو۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ علم الیقین حال تفرقہ ہی اور عین الیقین حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع بزبان توحید ہی۔ اور بعضون کا مقولہ ہی کہ یقین کے لیے اسم ہی اور رسم ہی اور علم ہی اور عین ہی اور حق ہی سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہی اور علم الیقین اولیا کے لیے اور عین الیقین خواص اولیا کے لیے اور حق الیقین انبیا علیہم السلام کے لیے اور حقیقت حق الیقین سکے ساتھ مختص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

اور بعض اُن اشارات سے وقت ہی

اور وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر غالب ہو اور اغلب اُنمین کا جو بندہ پر ہو وقت ہی اسواسطے کہ وہ تلوار کی مثال ہی کہ وہ روان اُسکے حکم سے ہوتا ہی اور قطع کرتا ہی اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر ہجوم لاتی ہی اور اُسکے سر پر ناگاہ آتی ہی اُسکے کسب سے نہین ہوتی اور وہ اُسمین تصرف کرتی ہی سو وہ اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہی محاورہ مین ہی کہ فلان شخص حکم وقت مین ہی یعنی وہ اُن چیزون سے لیا گیا ہی جو اُس سے ہی اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہی

اور اُنمین سے غیبت اور شہود ہی

پس شہود حضور ہی کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ سے ہوتا ہی

سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رہے وہ حاضر ہی اور جب اُس سے حال مشاہدہ اور مراقبہ کا جاتا رہا تو دائرہ حضور سے خارج ہو گیا اور وہ غائب ہی اور کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوتی ہی جو غیبت کہ اشیا سے بالحق ہوتی ہی اور اس معنے سے حاصل اسکا راجع فنا کی طرف ہی۔

اور انہین سے ذوق اور شرب اور ری ہی

پس ذوق ایمان ہی اور شرب علم ہی اور ری حال ہی سو ذوق ارباب بدایت کے لیے ہی اور شرب اہل طوالع اور لوائح اور لوامع کے لیے ہی اور ری ارباب احوال کے لیے ہی اور یہ اسواسطے کہ احوال یہ ہین جو ٹھہرتے ہین جب وہ نہ ٹھہرین تو حال نہین ہی اور وہ لوامع اور طوالع ہین اور بعضون نے کہا حال نہین ٹھہرتا اس واسطے کہ وہ گذرتا رہتا ہی اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہی۔

اور انہین سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہی

سو محاضرہ ارباب تلوین کے لیے ہی اور مشاہدہ ارباب تمکین کے لیے اور مکاشفہ اُن دونون کے درمیان ہی یہان تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق الیقین

اور بعض انہین سے طوارق اور بوادی اور وارد اور موقع اور قادح اور طوالع اور لوامع اور لوائح ہی

اور یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہین اور ممکن ہی کہ انمین قول شرح اور بسط سے کیا جائے

اور اُسکا حاصل معنی واحد کی طرف راجع اور عبارت مین کثیر ہو سو اُنمین کچھ فائدہ نہوا اور مراد یہ ہی کہ یہ سب اشیا مبادی الحال اور اُسکے مقدمات مین اور جب حال صحیح ہوا تو وہ ان سب اسماء اور اُنکے معانی کا استیعاب کریگا۔

اور اُنمین سے تلوین اور تمکین ہی

سو تلوین اہل قلوب کے لیے ہی اسواسطے کہ وہ پردہا سے قلوب کے نیچے ہین اور قلوب کے لیے صفات کی طرف رسیدگی ہی اور صفات کے لیے تعدد تعدیر تعدد اپنے درجات کے لیے تو دریافت ہوا کہ ارباب قلوب کے لیے تقدیر تعدد صفات کے تلوینات ہین اور قلوب اور ارباب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہین ہی ولیکن ارباب تمکین سو وہ احوال کے زہدانون سے باہر نکل گئے اور پردہا سے قلوب کو چاک کردیا اور اُنکی روحون نے نور ذات کے سطوع سے مباشرت کی تو تلوین اسوجہ سے اُٹھ گئی کہ ذات مین تغیر نہین ہی کیونکہ ذات اسکے حلول حوادث اور تغیرات سے بزرگ و برتر ہی پس ہرگاہ مواطن قرب کی طرف تجلی ذات کے نشانات سے گئی تو اُنسے تلوین مرتفع ہوگیا اور اسوقت تمکین انکے نفوس مین ہی اسواسطے کہ وہ نفوس محل قلوب مین اُنکی طہارت اور قدس کے موضع کے سبب ہین اور تلوین جو نفوس مین واقع ہوتی ہی تو اُسکا صاحب تلوین حال تمکین سے خارج نہین ہوتا اسواسطے کہ تلوین کا نفس مین جاری رہنا اسواسطے ہی کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تمکین مین حق الحقیقۃ کا کشف ہی اور تمکین سے غرض یہ نہین ہی کہ بندہ کے لیے تغیر نہو اسواسطے

کہ وہ بشر ہو بلکہ ہمارا مقصود تمکین سے یہ ہو کہ جو کچھ اُسکے ساتھ حقیقت سے مکشوف ہوا تو وہ پوشیدہ اُس سے کبھی کبھی رہتا اور بندہ کم ہوتا ہو بلکہ زیادہ ہوتا ہو اور صاحب تلوین کے حق مین نقصان درجات کا ہوتا ہو جب کہ اُسکے صفات نفس ظاہر ہوتے ہین اور حقیقت اُس سے بعض احوال مین غائب ہو جاتی ہو اور اُسکا ثبوت قرارگاہ ایمان پر ہوتا ہو اور تلوین اُسکے احوال روندہ مین ہوتی ہو (اور منجملہ اُنکے نفس ہو) اور کہتے ہین کہ نفس منتہی کے لیے ہو اور وقت مبتدی کے لیے ہو اور حال متوسط کے لیے ہو تو گویا یہ اشارہ اُنکی طرف سے اس بات کا ہو کہ مبتدی کو ایک طارق منجانب اللہ تعالیٰ آتا ہو کہ اُسکو استقرار نہین ہو اور متوسط صاحب حال ہو کہ اسپر حال غالب ہو اور منتہی صاحب نفس متمکن حال سے ہو کہ اُسپر حال نوبت بنوبت غیبت اور حضور سے نہین آتی بلکہ مواجہہ اور احوال مقرون اُسکے انفاس سے ہوتے ہین مقیم کہ نوبت بنوبت نہین آتے اور یہ سب احوال ارباب حال کے لیے ہین اور اُنکے واسطے ذوق اور شرب ہو اور اللہ اُنکی برکت سے نفع دے آمین۔

ترسٹھواں باب کسیقدر بدایات اور نہایات اور اُنکی صحت کے بیان مین ہو

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ آپ منبر پر کہتے تھے کہ مین نے سنا ہو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ و من کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ۔ یعنی البتہ عمل ساتھ نیتون کے ہین اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہو کہ جو نیت کرے پس جو شخص کہ

ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہو وے پس ہجرت اسکی طرف اللہ اور
اُسکے رسول کے ہی اور جو کوئی کہ ہجرت اُسکی طرف دنیا کے ہی اُسکو پہونچ رہیگا یا
طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہی
کہ جسکی طرف اُسنے ہجرت کی۔ نیت اول عمل ہی اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہی
اور مرید کے لیے سب سے زیادہ ضرور ابتدائے امر مین طریق قوم کے اندر یہ ہی کہ
وہ طریق صوفیہ مین داخل ہو اور اُنکے لباس سے محلی ہو اور اُنکے ہی گروہ مین
اللہ تعالی کے واسطے نشست کرے اسواسطے کہ دخول اُسکا اُنکے طریق مین
ہجرت اُسکے حال اور وقت کی ہی۔ اور البتہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مہاجر
وہ ہی جسنے ہجرت اُس چیز سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا۔ اور ہر آئنہ
اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یخرج من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت
فقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی اور جو شخص نکلتا ہی اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے
رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر اُسکو پالیوے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ
تعالی کے واقع ہی۔ پس مرید کو سزاوار ہی کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالی کے
واسطے نکلے اسواسطے کہ اگر وہ درجۂ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم مین شامل
اور لاحق ہوگیا اور اگر اُسکو موت آپہونچی قبل اسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو
اسکا اجر اللہ پر ہی اور جس شخص کی ابتدا مستحکم ہوگی تو اُسکی نہایت بھی اتم واکمل
ہوگی۔ جنیدؒ سے منقول ہی کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فساد
ابتدا سے ہوتے ہین پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع مین اسکا محتاج
ہی نیت اور احکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوی سے پاک اور منزہ کرے اور ہر چیز

کہ جیسین نفس کے لیے خط عاجل ہوحتی کہ اُسکا خروج خالص اللہ تعالی کے واسطے ہو۔ اور سالم بن عبداللہ نے عمرو بن عبدالعزیز کو لکھا کہ جان ای عمر کہ اللہ کی مدد بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہی سو جسکی نیت تام ہوئی اللہ کی مدد اُسکے لیے کامل ہوئی اور جس سے اُسکی نیت قاصر ہوئی تو اُس سے مدد الٰہی اُسکے موافق قاصر ہوئی۔ اور بعض صالحین نے اپنے بھائی کو لکھا ہی کہ نیت کو اپنے اعمال مین خالص کر تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا اور جو نیت کی طرف بندہ سیدھی راہ نہ چلا اُسکے ساتھ وہ شخص ہو جو اسے حسن نیت تعلیم کرے۔ سہل بن عبداللہ تستری نے کہا ہی کہ اول ان امور سے جنکا امر مبتدی مرید کو دیا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ حرکات مذموم سے بیزار اور پاک ہو بعد ازان حرکات محمودہ کی طرف نقل کرتا ہی بعد ازان تفرد حکم اللہ تعالی کے لیے ہی بعد ازان توقف رشاد مین پھر ثبات ہی پھر بیان پھر تقرب پھر مناجات پھر موالات ہی اور رضا و تسلیم اسکی مراد ہوتی ہی اور تفویض و توکل اُسکا حال بعد ازان اللہ تعالی اُسے معرفت عطا کرتا ہی اور اُسکا مقام اللہ کے نزدیک ہوتا ہی مقام اُن لوگون کا جو کہ حول اور قوت سے بری اور بیزار ہین اور یہ مقام عرش اٹھانے والون کا ہی اور بعد اُسکے کوئی مقام نہین ہی یہ کلام سہل سے ہی جیسین اُسنے سب باتین جمع کر دین جو اول اور آخر مین ہوتی ہین اور جب مرید نے صدق اخلاص سے اپنا تمسک کیا تو وہ مردون کے درجہ کو پہونچ گیا اور اُسکے صدق اور اخلاص کو کوئی چیز ثابت اور متحقق نہین کرتی جیسے کہ متابعت امر شرع کی کرتی ہی اور قطع نظر اُسکے جو خلق سے ہوا سیلیے کہ جتنی آفتین کہ اہل ہدایت کے سر پر آتی ہین وہ اسوجہ سے کہ نظر اُنکی خلق کی طرف ہوتی ہی اور

ہمکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہی کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان
کامل نہین ہوتا حتی کہ آدمی اُسکے نزدیک مثل ابار یعنی بکری کی مینگنی کے ہو جائین
پھر وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اُسکو کمترین کمتر ینان دیکھے۔ یہ
اشارہ خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُنسے خارج ہونے کی طرف ہی اور یہ کہ اُنکی
عادتون کا مقید ہونا ترک کرے۔ احمد بن خضرویہ کا مقولہ ہی کہ جو شخص چاہے کہ
اللہ اُسکے ساتھ ہر ایک حال مین رہے تو چاہیے کہ صدق کو لازم پکڑے اسواسطے
کہ اللہ تعالی صادقین کے ساتھ ہی۔ اور حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے وارد ہی کہ صدق نکوئی کی طرف ہدایت کرتا ہی اور ضرور ہی مرید کے
لیے کہ وہ مال اور جاہ سے باہر ہو اور خلق سے خارج ہو اسطرح کہ اُنسے قطع نظر کرے
یہان تک کہ اُسکی بنیاد مضبوط ہو جائے پھر وہ ہوئی کی باریکیون سے واقف ہوگا
اور نفس کے شہوات سے جو مخفی ہین اور سب سے نافع تر مرید کے لیے معرفت
نفس ہی اور وہ شخص واجب حق معرفت نفس پر قائم نہین ہو سکتا جسکو دنیا مین
حاجت فضول اور زیادات کے طلب کی ہو تاکہ اسپر ہوئی کا بقیہ ہی۔ زہیر بن
اسلم نے کہا ہی دو خصلت ہین جو تیرے کام کو پورا کرینگی ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے
تو اللہ کی معصیت کا قصد نکر اور جب تجھے شام ہو تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نہ کر
پس جب کہ زہد اور تقوی محکم اور استوار ہو گیا تو اُسکے لیے نفس منکشف ہو جائیگا
اور اُسکے حجابون سے نکل جائیگا اور اُسکے طریق حرکت اور اُسکے شہوات پوشیدہ
اور مکر و حیلہ اُسکے سے واقف ہو جائیگا اور جسنے صدق سے تمسک کیا تو اُس نے
عروۃ الوثقی سے تمسک کیا۔ ذوالنون نے کہا ہی کہ اللہ تعالی کے لیے اُسکی زمین اللہ

ایک تلوار ہی کہ کسی شی پر نہین رکھا کہ اُسنے قطع کر ڈالا اور وہ صدق ہی اور صدق
کے معنی مین منقول ہی کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک ملکہ نے اپنے لیے
چاہا تھا تو اُسنے کہا کہ علحدہ مجھے پانی کی طرف لے چلو تاکہ مین غسل کر کے پاک صاف
ہو جاؤن بعد ازان محل مین ایک موضع پہ اُسے چڑھا لیگئی تو اُسنے اپنے تئین
وہان سے گرا دیا اُسوقت اللہ تعالی نے فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو
لینا راوی کہتا ہی کہ اُسنے تھام لیا اور زمین پر آہستہ اُسنے رکھدیا سو ابلیس سے
کہا گیا کہ تو اُسے اغوا کر سکتا ہی اُسنے کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہین ہی
جسنے ہوی اپنے کی مخالفت کی اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا- اور مرید
کے لیے سزاوار ہی کہ اُسکو ہر شی مین نیت اللہ کے واسطے ہو یہانتک کہ اُسکے کھانے
مین اور پینے مین اور لباس پہننے مین اور یہ نہین مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے
مگر اللہ کے لیے اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ
سب باتین ملایمت کی ہین جنکو نفس پر داخل کیا ہی سو جب وہ اللہ کے واسطے ہوئین
تو نفس معصیت کی طلب نہ کریگا اور اُن باتون کی اجابت کریگا جو اُس سے منجملہ
معاملات اور اخلاص اللہ کے واسطے چاہا جائیگا اور جب کہ کسی شی مین حق نفس
سے داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صالحہ تو یہ اُسپر وبال ہوگا- اور حدیث
مین وارد ہی کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائے تو وہ قیامت کے دن
آئیگا اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک خالص سے ہو گی اور جسنے خوشبو غیر
اللہ عزوجل کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئیگا کہ اُسکی بو مردار سے بدتر
بو مین ہوگی- اور کہا گیا ہی کہ انس کہا کرتے خوشبو لگاؤ کہ وہ مشک سے کنایت

کرتا ہی اسلیئے کہ ثابت مجھے مصافحہ کرنا اور میرے ہاتھون کو بوسہ دینا اور وہ لوگ نماز کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا تفقد اور تجسس کرے اور اپنے نفس سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک ہو یا ایک کلمہ سے متکلم ہو مگر اللہ تعالی کے واسطے۔ اور ہمنے اپنے شیخ کے اصحاب سے اُن لوگون کو دیکھا ہی جو ہر ایک لقمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان سے بھی کھانے والا کہتا تھا کہ یہ لقمہ اللہ تعالی کے واسطے ہی اور قول سے نفع نہین ملتا جب تک کہ نیت قلب مین نہو اسواسطے کہ نیت عمل قلب ہی اور زبان فقط ترجمان ہی سو جب تک اُسکو عزیمت قلب اللہ تعالی کے لیے مشتمل نہوگی نیت نہوگی۔ اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالون کو سنوارتا تھا اور کہا بدری لاؤ اور بدری ایک چوب ہی سرمہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے بال اُس سے درست کرتے ہین عورت نے کہا کہ کیا بدری اور آئینہ لاؤن تو مرد خاموش رہا بعد ازان اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش ہو رہا اور آئینہ سے توقف کیا ازان بعد تو نے کہا ہان تو اس مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت سے یہ نیت کہا تھا کہ بدری لاؤ سو جب اُسنے کہا اور آئینہ تو مجھے آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو مین ٹھہر گیا یہان تک کہ اللہ تعالے نے میرے لیے نیت کو مہیا کیا تو مین نے کہدیا کہ ہان۔ اور ہر ایک مبتدی جو اپنی ہدایت کی اساس کو یار آشنا اور دوستون کی جدائی سے مضبوط نہین کرتا اور وحدت کے ساتھ تمسک نہین کرتا اُسکی ہدایت استقرار اور قیام نہین پاتی۔ اور ہر آئینہ کہا گیا ہی

کہ قلت صدق سے ہمنشینون کی کثرت ہی اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہی اور
یہ کہ کان اُسکے لوگون کے کلام کو راہ نہ دین اسواسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن اُسکا
متغیر اور متاثر ہوتا ہی اور جو شخص کہ اپنا کمال زہد دنیا مین اور اپنا تمسک حقایق
تقوی کے ساتھ نہین جانتا تو کبھی اسکو معرفت اسکی نہوگی اسواسطے کہ عدم معرفت
اُسکی کشود خیر اُسپر نہین کرتی اور مبتدیون کے باطن موم کی مثال ہین کہ ہر ایک
نقش کو قبول کر لیتا ہی اور بسا اوقات مبتدی لوگون کی طرف صرف دیکھنے
سے نقصان اُٹھاتا ہی اور فضول نظر اور فضول مشی سے بھی متضرر ہوتا ہی تو چاہیے
کہ سب چیزون سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھے حتے کہ اگر بعضے
رستہ پر چلے تو وہ کوشش کرے کہ نظر اُسکی اُس طریق کی طرف ہو جسپر وہ چلتا ہی
نہ داہنی طرف دیکھے اور نہ بائین طرف نظر کرے بعدازان اپنے تئین اُس جگہ سے
بچائے جسکی طرف لوگون کی نظر پڑتی ہو اور وہ معلوم کرین اُس سبب سے کہ رعایت
کیجائی اور احتراز ہو اسواسطے کہ لوگون کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے
مضر تر اُسکے فعل سے ہی اور مشی فضول کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ ہر ایک شی
قول اور فعل اور نظر اور سماع سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر
بہ فضول ہوگی بعدازان وہ اصول کے تضیع کو پہونچیگی۔ (سفیان کا قول ہی) کہ
وجہ اسکی کہ تضیع اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہ ہی کہ جو شخص قول اور
فعل مین ضرورت کا پابند نہوا وہ اسپر قادر نہین ہی کہ مقدار حاجت پر طعام اور
شراب اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا
تو اُسکے قلب کی عزیمتین گر پڑتی ہین اور ایک عزیمت دوسری عزیمت کے

بعد تحلیل ہو جاتی ہی سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت
اختیار نہین کی وہ خلق کی عبادت اضطرارًا کرتا ہی اور بندہ پر رخصت اور وسعت
کے ابواب کشادہ ہو جاتے ہین اور وہ دوسرے مرنے والون کے ساتھ خود بھی
مرجاتا ہی اور مبتدی کو سزاوار نہین ہی کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے پہچانے
اسواسطے کہ اُنکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ دنیا
مبغوض الٰہی ہی جو جس کسی نے ایک رسّی بھی اُسکی پکڑی تو وہ دوزخ کی طرف
کھینچ لیجاتی ہی اور کوئی رسی اُسکی رسیون سے نہین ہی مگر یہ کہ مثل اسکے اولاد
اور طالبین اور محبین کے ہی سو جس کسی نے اُنکو جان پہچان لیا تو اُنکی طرف
منجذب ہوا چاہے یا انکار کرے اور مبتدی کو چاہیے کہ اُن فقیرون کی مجالست
سے بھی احتراز کرے جو قیام لیل اور صیام نہار کے قائل نہین ہین اسواسطے
کہ اُسپر اُن لوگون سے وہ چیز پہونچتی ہی جو بدتر اُس سے ہی جو کہ اہل دنیا کی
مجالست سے پہونچتی ہی اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ
اعمال متعبدین کا شغل ہی اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہین اور فقیر
کو سزاوار ہی کہ فرائض رمضان کے روزون پر کرے فقط اور نہین سزاوار ہی
اس کلام کو بالکل اپنے کان مین جگہ دے کہ ہمنے امتحان کیا اور آزمایا ہی سب
کامون کو اور ہم فقرا اور صالحین کی صحبت مین بیٹھے ہین اور ہمنے دیکھا ہی کہ جو
لوگ یہ قول کہتے ہین اور فرائض بدون سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ قصور
کرتے ہین حالانکہ وہ اپنے احوال مین صحیح ہین پس بندہ پر ہر ایک فرض اور نفل
کی پابندی واجب ہی اور اُسی سے اُسکا قدم آغاز مین قائم ہوگا اور ضو شتھا اور جمعیہ

کی رعایت کرے اور اُسکو اللہ تعالیٰ کے واسطے خالص گردانے کچھ اُسمین اپنے
نفس کے احوال اور مآرب سے نہ ملائے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب نکلنے سے پہلے
غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے بحالت امکان کرے تو
اور اچھا ہی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ای ابوہریرہ جمعہ کے
لیے غسل کر اگرچہ رات کی غذا کے بدلہ تو پانی خریدے اور کوئی شی نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ
اُسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہی کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اسواسطے کہ غسل جمعہ کفارہ
اُن گناہون کا ہی جو دو جمعہ کے مابین وقوع مین آئے اور نماز اور تضرع اور دعا اور
تلاوت اور اقسام انواع کے ذکرون سے بدون اسکے کہ اُسمین فتور آئے صلوٰۃ جمعہ
تک شغل رکھے اور جامع مسجد مین معتکف بیٹھے یہان تک کہ فرض عصر کو ادا کرے
اور بقیہ دن کو تسبیح اور استغنا اور درود شریف کے شغل مین گزرانے اسواسطے کہ
وہ اسکی برکت تمام ہفتہ مین دیکھیگا جتنے کہ اُسکا ثمرہ بروز جمعہ دیکھیگا۔ اور البتہ بعض
صادقین سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر منضبط
کرتے تھے اسواسطے کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہی اور جو کچھ
روز جمعہ کو پاتا ہی وہ ایک معیار او بانگی ہوتی جسکے ساتھ تمام ہفتہ گذشتہ کا
اعتبار ہوتا ہی اسواسطے کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اُسمین زیادہ انوار و برکات
کا ہوتا ہی اور جو بروز جمعہ ظلمت اور زحمت نفس اور قلت انشراح پاتا ہی سو جب
کہ ہفتہ مین تضیع کی تو اُسکو جانتا اور اعتبار کرتا ہی اور قطعاً پوشاک آدمیون کے
لیے پہننے سے پرہیز کرے جو کہ کپڑون سے بڑھ چڑھ کر ہون یا پوشاک متقشفین
کی جو زاہدون کا سا ہو تا کہ بچشم زاہد اُسکو دیکھین سوا اعلیٰ درجہ کے لباس آدمیون

کے لیے ہوئی ہو اور سخت لباس کے پہننے مین ریا ہو سو پوشاک وہ پہنے مگر اللہ تعم
کے واسطے - ہمین یہ خبر پہونچی ہو کہ سفیان نے ایک بار اُلٹا قمیص پہنا اور اُسے
علم اسکا نہوا حتی کہ دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضون نے آگاہ کیا تو اُسنے چاہا کہ اُسے
اُتارے اور رخ اُسکا بدلے پھر رُک گیا اور کہا اُسے مین نے بہ نیت اللہ پہنا ہو سو مین
اُسے نہین بدلتا کہ بہ نیت الناس ۔ اُسے پہنون تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُس سے
عبرت پکڑے اور مبتدی کے لیے ضرور ہی کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بہرہ ہو
اور جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سبع یعنی ساتوین حصہ
سے تمامی تک تھوڑا یا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا قول سماعت نہ کرے جو
کہے کہ ذکر واحد کی ملازمت تلاوت قرآن سے افضل ہو اسواسطے کہ جذبہ تلاوت
قرآن سے نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزین اللہ تعالی کی توفیق سے پاتا ہو جنکی وہ
تمنا رکھتا ہو - اور بعض مشائخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہو کہ مرید ہمیشہ ذکر واحد کو
کیا کرے سو اسواسطے کہ اُسکا ارادہ اُسمین جمع ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت
کو خلوت مین لازم اپنے ذمہ کر لیا اور تنہائی کے ساتھ پابندی کی اُسے تلاوت
اور نماز کامل تر اُس سے فائدہ دیگی جو ذکر واحد دیتا ہو پھر جب کہ بعض اوقات
تھک جائے تو نفس کو ذکر پر کاربند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اُتارے
اسواسطے کہ وہ نفس پر سبک تر ہو اور سزاوار ہو اسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے
ساتھ ہو پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہین کہ اُنمین قلب اور لسان
دونون جمع نہون تو کسی شمار اور تعداد مین نہین ہین اسواسطے کہ وہ عمل ناقص ہی
اور وساوس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ وہ مضر ہی اور

مرض سخت ہی پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اسکی تلاوت مین معنی قرآن کو بجائے حدیث نفس کے اسکے باطن سے گردانے سو جسطرح کہ تلاوت لسان پر ہو جسکے ساتھ وہ مشغول ہی اور اُسے دوسرے کلام سے نہین ملاتا اسی طرح معنی قرآن قلب مین ہو کہ اسکو حدیث نفس سے نہ ملاوے اور اگر اعجمی ناخواندہ ہو کہ معنی قرآن نہین جانتا تو مراقبہ حلیہ باطن کا کرے اور باطن اُسکا مطالعۂ نظر اللہ مین جو اُسکی طرف ہو مشغول ہو بجائے اسکے کہ حدیث نفس ہو اسواسطے کہ دوام اُسپر کرنے سے وہ ارباب مشاہدہ سے ہو جائیگا۔ مالک نے کہا ہی کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن کو سنتے ہین تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہین تو چاہیے کہ ان اصول کے ساتھ مریدتمسک کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھ اللہ کی طرف استعانت کرے کہ اُس سے ثبات اُسکے قدم کا ہی۔ سہل کا قول ہی کہ جسقدر التجا اور افتقار اللہ کی طرف لازم کریگا اُسی قدر بلا کو پہچانیگا اور جسقدر کہ معرفت بلا اسکو ہوگی اسی قدر نیازمندی اللہ تعالی کی طرف ہوگی پس دوام افتقار اللہ تعالے کی طرف اصل ہر ایک خیر کی ہی اور ہر ایک علم باریک کی کنجی طریق قوم مین ہی اور یہ افتقار کل انفاس کے ساتھ کسی حرکت کو ہاتھ مین نہ لائے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ مشتغل ہو بغیر اسکے کہ افتقار الی اللہ اُسمین ہو اور ہر ایک کلمہ اور حرکت جو خالی اللہ تعالیٰ کی رجوع اور افتقار سے ہو وہ قطعًا خیر کا نتیجہ نہ دیگا اسکو ہمنے جانا ہی اور اسکو تحقیق کیا ہی۔ اور سہل نے کہا ہی کہ جسنے ایک دم سے دوسرے دم تک بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہین کہ اُسنے حال اپنا ضایع کیا اور جسنے اپنے حال کو ضایع کیا اقل درجہ اُسکا جو اُسکے سر آئے دخول اُسکا اُن باتون مین ہی

جو مقصود نہین اور ترک اُسکا اُن باتون کے لیے ہی جو کہ مقصود ہین - اور ہمین
یہ روایت پہونچی ہی کہ حسان بن سنان نے ایک دن کہا تھا کہ یہ کسکا گھر ہی پھر اپنے
نفس کی طرف اُسنے رجوع کی اور کہا مجھے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہی اور
یہ نہین ہی مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہین ہی اور یہ نہین ہی مگر اسوجہ سے کہ میرے
نفس کو استیلا اور ادب کی قلت ہی اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال روزہ
کفارہ اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب اُن مراتب کو حاصل کیا جنکو حاصل
کیا اور عزیمتون کی قوت سے جو مردون کی عزیمتین ہین پہونچے اُن مدارج
کو جنکو وہ پہونچے - جنید سے مروی ہی کہ اگر ایک صادق اقبال علی اللہ ہزار سال
کرے اور اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازان ایک لحظہ اُس سے مُنھ پھیر لے
تو جسقدر کہ اُس سے فوت ہوا وہ زیادہ اُس سے ہی کہ جسکو اُسنے حاصل
کیا اور مبتدی کو احتیاج ہی اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو محکم اور مستحکم کرے اور
منتہی جو اسکا عالم ہی اُس جملہ کے حقائق پر عمل کرے کہ مبتدی صادق ہی اور منتہی
صدیق ہی - ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ صادق وہ شخص ہی جسکا ظاہر مستقیم ہی
اور باطن اُسکا احیاناً مائل حظ نفس کی طرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہی کہ حلاوت
بعض طاعت مین پاوے اور بعض مین نہ پاوے اور جب وہ ذکر مین مشغول ہو
تو روح نورانی ہو جائے اور جب حظوظ نفس مین مشغول ہو تو اذکار سے محجوب
ہو جائے - اور صدیق وہ ہی کہ ظاہر اُسکا مستقیم ہو اور باطن اُسکا عبادت الٰہی
کرتا ہو تلوین احوال سے کہ اُسکو اللہ اور اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ دنیا اور
نہ طعام محجوب کرے اور صدیق اپنے نفس کو اللہ کے واسطے چاہتا ہی اور صدیقیت

سب احوال سے قریب تر نبوت کے ہی- (ابویزید نے کہا) آخر نہایات صدیقین اول درجات انبیا ہی- اور جاننا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہین انکے ظاہر اور باطن اللہ کے واسطے مستقیم ہو گئے ہین اور اُنکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہین اور بساط قرب پر وہ چلے ہین اور اُنکے نفوس با انقیاد و اطاعت اور صالحہ قلوب چاہتے ہین اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہین جسکی اجابت قلوب کی کرتے ہین اُنکے ارواح مقام اعلی سے متعلق ہین جنمین آتش ہوی منطفی ہو چکی ہی اور اُنکے باطنون مین علم صریح خیر ہو گیا اور آخرت اُنپر منکشف ہو گئی جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضے اللہ عنہ کے حق مین فرمایا ہی جو چاہے کہ ایک میت کو دیکھے جو روے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے یہ اشارہ رسول مقبول علیہ السلام سے اسکی طرف ہی جو مکشوف اُسے علم صریح سے ہوا جسکو عوام مومنین نہین پہونچے مگر جب کہ مر جائین جب کہ کہا جائیگا فکشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید اور ارباب نہایات کی ہوی مر گئین اور اُنکی ارواح آزاد ہو گئین - اور یحیی بن معاذ نے کہا جب کہ اُس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا اُسنے کہا کہ ایک آدمی اُنکے ساتھ ہی اُنسے جدائی یعنی قالب مین خلق کے ساتھ اور قلب مین حق کے ساتھ ہی اور ایک بار کہا کہ عبد کان فبان یعنی ایک بندہ تھا سو جدا ہو گیا پس ارباب نہایات جو ہین وہ اللہ تعا کے نزدیک اپنی حقیقت کے ساتھ مین تاخیر مین پڑے ہوں اجل مسمی کی توقیت سے ہین اللہ تعالی نے اُنکو اپنی خلقت مین اپنے لشکر سے گردانا ہی اُنھین سے وہ ہدایت کرتا ہی اور اُنھین سے وہ ارشاد فرماتا ہی اور اُنھین سے وہ اہل ارادت کو جذب کرتا ہی کلام اُنکا دوائی ہی

اور نظر اُنکی دوامی ظاہر اُنکا حکم کے ساتھ محفوظ ہی اور باطن اُنکا علم سے معمور ہی۔
ذوالنون ؒ نے کہا ہی کہ عارف کی علامتین تین ہین ایک یہ کہ نور اُسکی معرفت
کا اُسکے نور ورع کو منطفی نہین کرتا اور باطن مین علم سے اعتقاد کرے جو حکم
سے ظاہر مین اُسپر منقوض اور شکست ہو گیا اور کثرت نعمت الٰہی اور کرامت
الٰہی اُس عارف کو محرمات الٰہی کی پردہ دری پر برانگیختہ نہین کرتا سو ارباب
نہایات جسقدر نعمت مین زیادہ ہوے اُسی قدر عبودیت مین زیادہ ہوے اور
جسقدر دنیا مین برطھے قرب مین بھی برطھے اور جسقدر جاہ و رفعت مین
ترقی یاب ہوے تواضع اور خواری مین ترقی کی اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ
علی الکافرین یعنی وہ مومنین کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہین اور کافرون
پر غلبہ کرنے والے ہین۔ اور جسقدر کسی خواہش کو نفوس کی خواہشون
سے پہونچے سکر صافی کا اُنسے استخراج کیا کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہین
کہ نفوس کے ساتھ ترقی کرین اسواسطے کہ نفس اُنکے ساتھ ایک بچے کی
مثل ہی کہ ایک شی کے ساتھ لطف کیا جاتا ہی اور اُسکے لیے ایک تحفہ مین
دیجاتی ہی اسواسطے کہ وہ مقہور زیر سیاست ہی مرحوم ہی اور ملطوف بہ ہی
اور کبھی وہ شہوات سے نفوس کو باز رکھتے ہین تاکہ پیروی انبیا کی کرین
اور شہوات دنیویہ سے قلت کو اختیار کرین۔ یحیی بن معاذ کا قول ہی کہ
دنیا ایک عروس ہی کہ مشاطہ اُسکی اُسکو طلب کرتی ہی اور جو زاہد ہین ہی
اُسکا منھ کالا کرتا ہی اور اُسکے بالون کو اُکھیڑتا ہی اور اُسکے کپڑون کو پھاڑتا ہی
اور جو عارف باللہ ہی وہ اپنے شبہ سے مشغول ہی اور اُسکی طرف التفات

نہین کرتا۔ اور جاننا چاہیے کہ منتہی باوجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت صیام اور قیام لیل اور انواع بر کی استحفاظ سے مستغنی نہین ہوتا اور ایک خلق نے اُسمین غلطی کی ہی اور انھون نے خیال کیا ہی کہ منتہی زیادات اور نوافل سے مستغنی ہی اور کچھ اُسکے قلب پر مواخذہ ہی اگر قدرت اور شہوات مین دست درازی کرے اور یہ ایک خطا ہی نہ اس حیثیت سے کہ عارف کو اُسکی معرفت سے محجوب کرتی ہی ولیکن مقام ترقی اور مزید سے ٹھہرا دیتی ہی اور ایک قوم نے جب دیکھا کہ یہ اشیا اُنمین قساوت اثر نہین کرتی ہی اور نہ وہ مودت حجاب ہین تو اُنکی طرف مائل ہوئی اور اُسمین دست درازی کی اور ادائے فرائض پر قناعت کی اور کھانے اور پینے مین وسعت دی اور یہ انبساط اُنمے ایک بقیۂ سکر احوال سے ہی اور مقید ہونا نور حال سے اور بالکل خالص نہونا نور حق کی طرف ہی اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو نور حق کو پہونچا اُس سے بقایائے سکر دور ہو جاتے ہین اور نفس اُسکا مقام عبودیت پر توقف کرتا ہی جیسے کوئی ایک شخص عام مومنین سے کہ وہ تقرب صلوۃ اور صوم اور انواع بر سے کرتا ہی یہان تک کہ راستہ سے کنکر پتھر ہٹاتا ہی اور کچھ استکبار اور انکار اُس سے نہین کرتا کہ عوام مومنون کی صورتون مین عود کرے باین وجہ کہ اظہار ارادت کا ہر ایک نیکوئی اور صلہ سے کرے اور وہ شہوات کے ساتھ کبھی موافقت کرتا ہی تاکہ نفس مطمئنہ کے ساتھ رعایت کرے جو نہایت مطیع اور منقاد ہی اسواسطے کہ وہ اسکا قیدی ہی اور اُسکو شہوات سے کبھی منع کرتا ہی اسواسطے کہ اُسمین اصلاح ہی اور اُسکو بچہ کے حال کے موافق اعتبار کیا ہی کیونکہ اگر وہ حد اعتدال سے تجاوز کرے عطائے مراد سے ایک وقت اور اُسے ایک وقت منع کرے تو

اسکی طبیعت تباہ اور فاسد ہو جائے اسواسطے کہ جبلت کے قمع سے سیاست علم کے
مساہمت کا گریز ہی اور جب تک جبلت باقی ہی سیاست علم سے اُسکو چارہ نہین ہی
اور یہ باب غامض ہی کہ منتہی پر اُس سے نہایات مین ہارج و داخل ہوپہنچتے ہین اور
میل واقع ہوتا ہی اور اُس سے باب ترقی مسدود ہوجاتا ہی پس منتہی لینے اور
چھوڑنے مین ناصیہ اختیار کا مالک ہی اور اُسے چارہ نہین ہی اس سے کہ اعمال
اور حظوظ کو لے یا چھوڑ دے سو اعمال مین اخذ اور ترک ناگزیر ہی کبھی وہ اعمال
کرتا ہی جیسے صادقین سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی مسی کو ترک
کرتا ہی تاکہ نفس کے ساتھ نرمی کرے اور کبھی حظوظ اور شہوات نفس کے لیے
مدارات حاصل کرتا ہی اور کبھی اُسے چھوڑ دیتا ہی کہ جس سیاست سے نفس کی خبر
لیتا ہی سو وہ ان سب باتون مین مختار ہی پس جو شخص آرمیدہ ہوا اُسنے سب
حظوظ بالکل چھوڑ دیے اور وہ زاہد تارک تمام ہی اور جسنے اُسکے لینے مین دست آوری
کی تو وہ راغب تمام ہی اور منتہی دونون طرف کو لیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ نہایت
اعتدال پر قائم سیدھی راہ پر افراط اور تفریط کے درمیان ہی پس جو شخص کہ اُسکی
طرف نہایت مین یہ اقسام پھیرے گئے اور اُسنے زاہد بنکر انھین زہد مین لے لیا
تو وہ ترک اختیار سے مقصور حال ہی اور تارک الاختیار جو فعل الٰہی کے ساتھ قائم ہی
حال کے ساتھ مقید ہی اور جسطرح کہ زاہد مقید بالترک تارک اختیار ہی اسی طرح
زاہد زہد مین دنیا سے لینے والا اُن چیزون کا جو اُسکی طرف بھیجی گئین اسوجہ سے
کہ فعل الٰہی کو دیکھتا ہی مقید بالاخذ ہی اور جب نہایت کا استقرار ہو گیا تو وہ مقید
اخذ کا ہی نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتا ہی اور اختیار اُسکا اختیار اللہ سے ہی

اور ایک وقت وہ لیتا ہی اور اختیار اُسکا اختیار اللہ سے ہی اور اسی طرح اسکے نفل روزے اور نفل نماز ہی کہ ایک وقت اُنکو ادا کرتا ہی اور ایک وقت نفس کے لیے ٹالدیتا ہی اسواسطے کہ وہ مختار صحیح فی الاختیار دونو حال مین ہی اور یہی صحیح ہی اور نہایۃ النہایۃ ہی اور جو حال کہ مستقر اور مستقیم ہو وہ مشاکل حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہی اور اسی طرح تھے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہ رات کو کھڑے ہوتے اور رات کو کھڑے بالکل نہوتے اور ایک مہینہ روزہ رہتے اور ایک مہینہ بالکل روزہ نہ رہتے سوائے رمضان کے اور خواہشون کو حاصل کرتے تھے اور جب کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین گوشت نہ کھاؤن تو آپ نے فرمایا مین گوشت کھاتا ہون اور اُسے دوست رکھتا ہون اور اگر مین اپنے رب سے مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلا دے البتہ مجھے کھلاتا اور یہ تجھے دلیل اسپر ہی کہ ہر آئنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسمین مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور اگر چاہا تو نہ کھایا اور آپ کھانا ترک اختیار کرتے تھے اور ہر آئنہ ایک قوم پر فتنہ آگیا جب کبھی اُنسے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہی تو وہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری کرنے والے تھے اور یہ جہل محض ہی جب کہ وہ قائل اسکے ہون کہ اُنکو پیروی اسکی لازم نہین اسواسطے کہ رخصت اُسکے قول کی حد پر ٹھہرتا ہی اور عزیمت اُسکے فعل کی پیروی ہی اور قول رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت کے لیے اور فعل اُسکا ارباب عزائم کے لیے ہی پھر منتہی جو ہو اسکا حال حکایت اور نقل حال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی حق کی طرف خلق کی دعوت اور بلاتے مین کرتا ہی پس جو کچھ کہ اُسپر رسول

علیہ الصلوٰۃ والسلام اعتماد کرتے تھے سزاوار ہی کہ اُسپر یہ بھی اعتماد کرے اور قیام لیل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے قیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اُسکی اقتدا
کرے یا کسی ترقی کے لیے جیسے وہ اس سے حاصل کرتے ہین پھر اگر وہ اقتدا کے
واسطے تھا تو منتہی بھی جو اُسکا مقتدی ہی چاہیے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح حق یہ
ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط ابتدا کے لیے نہین کیا بلکہ اس سے
آپ ترقی پاتے تھے اور یہ وہ ہی جو ہمنے تہذیب جبلت سے بیان کیا اللہ تعالی نے
آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہی کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اور رب
اپنے کی عبادت کر یہان تک کہ تجھے موت آوے اسواسطے کہ آپ نے اسکے ساتھ
زیادہ مدد حضرت آلہیت سے چاہی اور سختی کے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالی کی طرف سے اور غیر مستغنی اس سے ہین
زان بعد اسمین ایک سر غریب ہی اور وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
جنسیۃ نفس کے واسطے سے خلق کو حق کی طرف بلاتے ہین اور اگر رابطہ جنسیۃ
نہوتا تو آپ سے نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اُٹھاتے اور اُسکے نفس پاک ور اتباع
کے نفوس مین ایک رابطہ تالیف کا ہی جب کہ آپ کی روح اور اُنکے ارواح
مین رابطہ تالیف کا ہی اور رابطۂ تالیف یہ ہی کہ نفوس مالوف باہم آب ہو گئے
جیسے کہ ارواح پہلے مالوف ہمدیگر ہو گئین اور ہر ایک روح کے لیے اُسکے نفس
کے ساتھ تالیف خاص ہی اور سکون اور تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے
درمیان واقع ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے کہ اُسکے
نفس ور اتباع کے نفوس کا تصفیہ ہو سو جسقدر اُسکے نفس کو احتیاج ہوتی اس سے

اُس سے لے لیتے اور جو اُس سے زیادہ ہوتا نفوس امت کو پہونچتا اور اسی طرح منتہی اس بات پر اپنے اصحاب اور اتباع کے ساتھ ہو تو زیادات اور نوافل سے تخلف نہ کرے اور نہ لذات اور شہوات مین پانون پھیلائے مگر ایک دلالت سے جنکو نفس مخصوص کرے اور اُنمین سے اعتدال کا حق پورا نہین ادا کیا جاتا مگر جب کہ تائید آلہی اور نور حکمت ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحت جلوہ کا محتاج ہو تو اُسے لابد ہو کہ حق سے خلوت صحیح رکھے تاکہ اُسکی جلوت اُسکی خلوت کے حمایت مین ہو۔ اور جو شخص کہ اُسکو معلوم ہو کہ تمام اوقات اُسکے خلوت مین اور اُسے کوئی شی حجاب نہین اور ہر آئنہ اُسکے اوقات باللہ اور للہ ہین اور کوئی نقصان نہین دیکھتا اسواسطے کہ اللہ نے اُسکو حقیقت مزید و ترقی کے لیے فہم و فطنت نہین دی تو وہ اپنے حال مین صحیح ہو علاوہ اسکے کہ وہ زیر قصور ہو اسواسطے کہ سیاست جبلت کے لیے آگاہ نہین کیا گیا اور نہ اُسکو تملیک اختیار کا سر بتلایا گیا اور نہ وہ واقف بیان سے ہوا امر روشن پاک یعنی ملت حنیفہ سے۔ اور ہر آئنہ مشائخ سے ایسے کلمات بھی نقل کیے گئے ہین جنمین اشتباہ کی جگہ ہو کہ انسان اُسے سنتا اور اُسپر عمل کرتا ہو اور اولے یہ ہو کہ وہ اللہ تعالی کی طرف نیازمندی ہر ایک کلمہ مین کرے جسکو وہ سنے یہان تک کہ اُسکو اللہ اُنمین سے وہ بات سنا دے جو کہ بہتر اور صواب ہو۔ بعضے صوفیہ سے منقول ہو کہ اُس سے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اُسنے کہا کہ جب متفرقات اور پراگندگی جمع ہو اور احوال و اماکن مستوی ہون اور نظر تمیز ساقط ہو جائے اور ایسے قول وہم مین ڈالتے ہین کہ خلوت اور جلوت مین تمیز باقی نہ رہے اور نہ صدر اعمال اور اُسکے ترک مین اور اُس سے یہ نہین سمجھا اور اُس سے یہ نہین معلوم ہوتا

کہ قائل نے اس سے معنی خاص کا ارادہ کیا ہی یعنی حظ معرفت کسی ایک حال سے منجملہ احوال کے متغیر نہین ہوتا اور یہ صحیح ہو اسواسطے کہ حظ معرفت متغیر نہین ہوتا اور نہ وہ محتاج تمیز کا ہی اور احوال اسمین مستوی رہتے ہین لیکن حظ مزید متغیر اور تمییز کی طرف محتاج ہوتا ہی اور اس کلام مین اور جو ایسے کلام ہین ایسی کوئی بات نہین ہی جو خلاف ہمارے بیان کے ہو۔ محمد بن الفضیل سے سوال کیا گیا کہ عارفون کی حاجت کس چیز کی طرف ہی کہا اُنکی حاجت ایسی خصلت کی طرف ہی جس سے سب محاسن کامل ہوے اور آگاہ و خبردار ہوے کہ وہ استقامت ہی اور جو کوئی کامل المعرفت ہوگا وہ استقامت مین کامل ہو سوارباب نہایت کی استقامت تمام و تکمیل پر ہی۔ اور بندہ ابتدائً اعمال مین پکڑا جاتا ہی جسکے سبب وہ احوال سے محجوب ہے اور درجہ توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہی کہ ہرآئنہ اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہی اور انتہا مین اعمال اسکو حاجب احوال سے نہین ہوتے اور نہ احوال حاجب اعمال سے ہوتے ہین اور یہ بڑا فضل عظیم ہی۔ جنید سے پوچھا کہ نہایت کیا ہی کہا وہ رجوع الی البدایتہ ہی اور ہرآئنہ بعض صوفیہ نے قول جنید کی یہ تفسیر کی ہی اور اُسکے یہ معنی کہے ہین کہ وہ ہرآئنہ ابتدائے امر مین جہل کے اندر تھا پھر معرفت کو پہونچا بعد ازان وہ حیرت اور جہل کی طرف پھر اگیا اور وہ مثل طفولیت کے ہی کہ جہل ہوتا ہی پھر علم ہوتا ہی پھر جہل ہوتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی لکیلا یعلم بعد علم شیًا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی خلق اللہ عارف باللہ زیادہ وہ ہی جو سب سے زیادہ متحیر اسمین ہو اور جایز ہی کہ معنی اُسکے وہ ہون جو ہمنے بیان کیے کہ وہ اعمال مین ابتدا کرتا ہی پھر احوال کی طرف ترقی کرتا ہی بعد ازان اعمال و احوال کا وہ جامع ہو جاتا ہی اور یہ منتہی کے لیے ہوتا ہی جو مراد اور طریق محبوبین مین ماخوذ ہو

کہ اُنکی روح حضرت اللہ کی طرف منجذب ہوتی ہی اور وہ قلب طالب تبعیت ہی اور
قلب نفس سے تبعیت چاہتا ہی اور نفس قالب سے سو وہ بالکل قائم باللہ اور ساجد
مین یدی اللہ تعالی ہی جیساکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی سجد لک سوادی
وخیالی یعنی واسطے تیرے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا اور اللہ تعالے نے
فرمایا ہی وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعًا وکرہا وظلالہم بالغدو والآصال
یعنی اور واسطے اللہ تعم کے سجدہ کرتا ہی جو آسمانون اور زمینون مین ہی خوشی اور ناخوشی
اور سایہ اُنھون کا صبح وشام سجدہ کرتا ہی اور ظلال قوالب سجدہ سجود ارواح کے ساتھ
کرتے ہین اور اُسوقت روح محبت اُنکے تمام اجزا مین سرایت کر جاتی ہی سو وہ
لذت حاصل کرتے ہین اور ذکر اللہ تعالی سے اور تلاوت کلام اُسکے سے محبت
تنعم اور خوشی کرتے ہین پس اللہ تعالی اُنکو محبوب رکھتا ہی اور اُنکو محبوب خلق
کر دیتا ہی اپنی نعمت سے جو اُنپر ہی اور اپنے فضل سے بنابر اسکے کہ ابو ہریرہ رضی
اللہ تعالی عنہ سے منقول ہی کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ البتہ
اللہ تعالی جب کسی اپنے بندہ کو محبوب رکھتا ہی تو جبرئیل منادی کرتے ہین کہ اللہ تعم
نے فلان کو دوست رکھا سو مین اُسے دوست رکھتا ہون پھر اُسے جبرئیل ع
دوست رکھتا ہی بعد ازان جبرئیل آسمان مین منادی کرتے ہین کہ ہر آئینہ
اللہ تعالے نے فلان شخص کو دوست رکھا ہی سو تم بھی اُسکو دوست رکھو
پھر اہل آسمان اُسکو دوست رکھتے ہین اور اُسکے لیئے زمین مین قبولیت رکھی جاتی ہی
اور اللہ ہی کے ساتھ مدد ہی اور عصمت اور توفیق ہی۔

تمت

الطبع

بعد از حمد و نعت عاملان سنت سنیۂ احمدی اور پیروان صراط مستقیم محمدی کو مژدۂ فرحت افزا ہو کہ اس زمان ہدایت اقتران مین مشعل راہ معرفت دستور العمل ارباب طریقت یعنی عوارف المعارف عربی جو تصوف مین اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے اور جسکے مصنف مستند خاص و عام مرکز دائرۂ اسلام رہنماے مسالک صدق و یقین آیۃ اللہ فی العالمین عارف باللہ حضرت شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عمویہ سہروردی فقیہ شافعی المذہب علیہ الرحمۃ ہین اور جسمین کچھ اوپر ساٹھ باب ہین جو بعض علوم اور احوال اور مقامات اور آداب اور اخلاق اور حقائق معرفت اور توحید اور اشارات دقیق اور ذوق تحقیق اور علیات ربانی اور مواہب حقانی اور اصطلاحات صوفیہ اور نکات عرفان کے بیان پر مشتمل ہین اور ایسی کتاب نایاب کا ترجمہ زبان اردو سلیس مین جو موسوم بہ ترجمۂ عوارف المعارف ہے جناب طریقت مآب حقیقت انتساب جامع علوم و ماہر فنون مولانا مولوی ابو الحسن صاحب فرید آبادی مدظلہ نے بالتفات دلی نہایت خوش اسلوبی سے فرمایا اور بتقاضای مشتاقان و انتظار طالبان قبل از نظر ثانی مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بار اول بماہ مارچ سنہ ۱۸۹۰ء مطابق ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۰۷ھ حلیۂ طبع سے آراستہ اور پیراستہ ہو کر تسکین بخش دل مشتاقان ہوا

اعلان

تہذیب الاخلاق جسمین صفات خصائل
حمیدہ ادب حیا۔ تواضع وغیرہ مسطور ہین
مولفہ مولوی نجم الحق۔

پیراہن یوسفی۔ محشی ترجمہ اُردو نظم
ہر شش دفتر مثنوی معنوی مولانا روم فارسی
یہ ترجمہ بشعر بہ شعر مثنوی شریف منجانب مطبع
مولوی محمد یوسف علی شاہ صاحب معروف
بہ بانکے میان چشتی نظامی گلشن آبادی
ملک مالوہ نے بعبارت دلچسپ موزون کیا ہے
ایضاً۔ جلد اول ترجمہ دفتر اول ۲ و ۳۔
حسب مراتب بالا۔
ایضاً۔ جلد دوم ترجمہ دفتر ۴ و ۵ و ۶
حسب مراتب بالا۔

تحفۂ سروری۔ نظم مین آداب عبادات
جملہ اعضا کو ماہر فن مفتی غلام سرور لاہوری
نے موزون فرمایا۔

کنز الاسرار۔ ترجمہ اُردو نظم مثنوی
شاہ بو علی قلندر قدس سرہ ہموزن
مثنوی از مولوی غلام حیدر خان صاحب

چشمۂ فیض۔ ترجمۂ اُردو پندنامۂ عطار
کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس
سرہ یہ ترجمہ نظم پاکیزہ سخنور عالی فکر مولوی
عبد الغفور خان بہادر۔

گلشن سروری۔ نظم مین تہذیب
اخلاق کا بیان۔ مولفہ مفتی غلام سرور
لاہوری۔

تہذیب احسانی۔ تربیت اخلاق انسانی
مین مولفہ حکیم احسان علی۔

مجموعۂ توحید۔ از شاہ عبد الصمد عرف
رن مست خان شامل چار رسالہ (۱)
الف بے وجیم۔ (۲) کیمن (۳) مثنوی
اللہ نام جیو رسنہ (۴) پریم نامہ شاہ ولی

تحفۃ العاشقین۔ رموز تصوف
از شاہ عبد الصمد معروف بہ رن مست خان

منہاج السالکین۔ ترجمہ جوگ بششت
مترجمہ مولانا ابو الحسن صاحب فرید آبادی
یہ کتاب تصوف مین گویا مجموعہ اندرز
نصیحت و دستور العمل کاملین عارفین ہے

بیچم صاحب کی عجیب و غریب گولیان

Beecham's

BEECHAM'S ST HELENS LANCASHIRE
PATENT PILLS

بیچم صاحب کی گولیان تمام عالم مین
فروخت کیجاتی ہین اور انکی بکری دنیا کی تمام دواؤن سے بڑھکر
زیادہ ہے انیسوین صدی مین کوئی دوا ایسی سریع الاثر مفید
اور عمدہ ایجاد نہین ہوئی جیسی یہ طلسماتی گولیان ہین جن لوگون
نے انکا ایک دفعہ استعمال کرلیا ہو وہ اور کسی دوا کو چھوتے بھی نہین
بخوبی واقف ہین کہ ان گولیون کا ایک ایک بکس ایک ایک اشرفی کو بھی
سستا ہے ہر عمر اور مزاج کی مرد و عورت کو برابر فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے کوئی نقصان نہین ۲۰ منٹ
مین مریض کو فائدہ دیتی ہین یہ صرف نباتات سے بنتی ہین نہ انمین کشتہ ہے نہ پارہ۔ نہ چربی ہے
نہ کوئی الیسی چیز ہے کسی مذہب کے آدمی کو شک ہو قیمت بہت ارزان ہر بکس مین ۱۴۰ ار
گولیان ہین گویا ۵ اروز کی خوراک جتنی بیماریان خون کی خرابی سے پیدا ہوتی ہین یا طائف
معدہ اور جگر کی نادرستی سے ہوتی ہین انکے استعمال سے بالکل دور ہوجاتی ہین۔ کسی شخص کو اگر
امراض مندرجہ ذیل کی شکایت ہو تو انکا استعمال کرین۔ ہم ضمانت کرتے ہین کہ اسکو ضرور
ضرور فائدہ ہوگا ترکیب استعمال کا پرچہ بکس کے ہمراہ ملیگا۔ شکم مین بادی۔ سر کا درد۔ سر کا چکر آنا
کھانا کھانے کے بعد معدہ کی گرانی۔ گھبری۔ اختلاج۔ سردی۔ زکام۔ کھانسی۔ دمہ۔ پتی کا اچھلنا۔ بھوک کی کمی۔ تاپ
قبض۔ لقوہ۔ بدن پر سیاہ داغ ہونا۔ نیند کا اچاٹ ہونا۔ بدخوابی۔ گھبراہٹ۔ دورہ۔ بہیضی۔ پھوڑا۔ ناسور۔ خارشت
تمام عمومی امراض۔ کمزوری۔ بدہضمی۔ جگر کی خرابی۔ گلے کی بیماری۔ گلا بیٹھ جانا۔ سانس کا رک کے آنا۔ ایام کا خلاف معمول
ہونا۔ یا رک جانا۔ سینہ کا بلغم سے بھاری ہونا وغیرہ وغیرہ۔ مبالغہ نہیجئے واقع امر ہے لاکھون کروڑون مریضون کو فائدہ
ہو چکا ہے۔ لیکن خود آزمانا شرط ہے۔ ہر بکس پر سرکاری مُہر ہے اسمین لفظ بیچمس پلس سنٹ ہلینس منقوش ہے۔ اگر یہ نہو تو جعلی سمجھو
اور مت خریدو۔ ہر جگہ پر بساطی اور انگریزی دوا فروشون سے ملسکتے ہین۔ بیلرس کرانس اینڈ کمپنی ۲۔ اسٹریٹ کلکتہ
کے واسطے ایجنٹ ہین۔ اگر ذرا بھی دقت ہو تو ایک روپیہ کے ٹکٹ ڈاک ٹوٹ ٹالرے انکو بھیجدو ۱۲ ار قیمت اور ۴ ر محصول
تمہارے نام ایک بکس فوراً ارسال ہوگا۔ خورده فروش تھوک کے نرخ کو انہی دوکان سے دریافت
کرسکتے ہین جس ریل کے اسٹیشن پر ویلر اینڈ کو انگریزی کتابین فروخت کرتے ہین ان بیچم صاحب کی گولیان ملسکتی ہین